بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محمد رسول اللہ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اللّٰهم صلّ علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

ہدیہ مبارکہ

یعنی رسالہ

درود شریف

جسے

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی و امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

کے ۱۸۰ خدام نے حضور ممدوح کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا

تعداد طبع ۱۵۰۰ | قیمت ۸......

نوشتہ

خاکسار محمد اسمٰعیل پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان

رسالہ ہذا قادیان کے تمام کتب فروشوں سے مل سکتا ہے

مدح نبوی از سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

ہوا اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے

مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے

مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے

معذرت: اس ایڈیشن کی تیاری کے اثنا میں مجھے متعدد مرتبہ سفر پیش آیا۔ اور بعض حصص کتاب کا مسودہ سفر سے ہی یہاں بھیجا گیا۔ اسی لئے بعض جگہ ترتیب مضامین خاطر خواہ نہیں رہی۔ نیز مطبع والوں کی سہل انگاری کے باعث بعض اجزاء خراب چھپے ہیں۔ (خصوصاً صفحہ ۹۷ لغایت ۱۱۲) اور بعض جگہ کچھ اغلاط بھی رہ گئی ہیں۔ مثلاً صفحہ ۶۱ سطر ۱۲ پر صحیح غیبت حس غلط غیبت جس و صفحہ ۱۹۵ صفحہ ۲۱۱ (حاشیہ) پر ۸۰ و ۹۶/۱۳ پر ظاہر سے ظاہر و ۱۰۹/۹ پر آنی امی و ۱۳۴/۷ پر جو تکلیفیں یہ تکلیفیں و ۱۴۶/۱ پر درود ورد و ۱۵۳/۱ پر تکلیف تکلیف اور حرکات کی غلطیاں ان کے علاوہ ہیں۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ (خاکسار مرتب رسالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ آلہ سیما المسیح الموعود مع التسلیم

گذارش

بحضور سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا و ابن سیدنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکساران جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ اس رسالہ کو حضور کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر کے حضور سے اس دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل اور رحم سے اور اپنی ستاری سے اسے ہم سب کی طرف سے قبول فرمالے۔ اور اسمیں ایسی برکت ڈال دے۔ کہ اسکے ذریعہ سے تمام عالم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے نہایت محبت اور کمال اخلاص سے آپ پر آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپکی کامیابیوں کیواسطے درود اور سلام بھیجنے کی کہ نہایت پرزور اور کبھی نہ ختم ہونے والی اور ہر آن میں بیحد ترقی کرنے والی تحریک پیدا ہو جائے جو ابدالآباد تک روز افزوں طور پر جاری رہے۔ اور خداوند کریم آپ پر اپنی کامل برکات نازل کرے اور آپکو تمام عالم کیلئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے۔ اور آپکی بزرگی اور آپکی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے۔ اور آپکا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے۔ نیز آپکے مظہر اتم اور بروز اکمل حضرت مسیح موعودؑ پر جنکے ذریعہ سے ہمیں آپکے محاسن اور احسانات کا پتہ ملا۔ اور جن کے طفیل آج تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ آپکا نورانی چہرہ اپنی حقیقی شان کیساتھ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور آپکے تمام عشاق اور اعوان و انصار پر جو گذر چکے ہیں یا اسوقت موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے۔ نیز دعا فرمائیں کہ اس آفتاب حقیقی اور اسکے ماہتاب کے انوار برکات ہمیشہ اس عالم میں اور آخرت میں ہم سب پر۔ ہمارے بزرگوں پر۔ ہماری اولادوں پر ہماری ازواج پر۔ ہمارے متعلقین پر۔ ہمارے احباب پر۔ اور ہمارے تمام محسنوں اور بہی خواہوں

پر ہر آن میں بیش از پیش نازل ہوتے رہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہمیں ان راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے جو اس مقصد کو پانے کا ذریعہ ہیں۔ اور روئے زمین پر کوئی فردِ بشر بھی آپ کے فیوض سے محروم نہ رہے۔ آمین

خاکساران

(۱) مرزا بشیر احمد قادیان (۲) (چودھری) مظفر الدین (بنگالی) (۳) محمد عبد اللہ خاں (آف مالیر کوٹلہ) (۴) عبد الرحیم نیر (۵) محمد شریف (ای۔ اے۔ سی) لاہور۔ (۶) محمد علی انور تا مارکا ندی جنگل (ب) (۷) محمد طفیل (مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان) (۸) ڈاکٹر حشمت اللہ (۹) فضل احمد (بٹالوی) (۱۰) غلام رسول (راجیکی) (۱۱) حاکم علی (چودھری) (۱۲) غلام احمد (واعظ) (۱۳) جان محمد (ڈسکوی) (۱۴) مرزا محمد شفیع (دہلوی) (۱۵) عبد المغنی خاں (۱۶) (ملک) نور الدین (۱۷) (خانصاحب) فرزند علی (۱۸) محمد اسمٰعیل (ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر) (۱۹) حکیم محمد الدین (گوجرانوالوی) (۲۰) مفتی محمد صادق (۲۱) محمد سعید (سرگودھوی) (۲۲) شیر علی (۲۳) سراج الدین (ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر) (۲۴) محمود احمد (احمدیہ میڈیکل ہال) (۲۵) مرزا عبد الحق (وکیل) (۲۶) سید عبد المجید (آف منصوری) (۲۷) عبد الرحمٰن (مدرس مدرسہ احمدیہ) (۲۸) (کپتان ڈاکٹر) سید محمد حسین شاہ (۲۹) محمد بخش (مدرس تعلیم الاسلام (۳۰) مصباح الدین (۳۱) (خانصاحب) برکت علی (شملوی) (۳۲) محمد نذیر ملتانی (مبلغ) (۳۳) سید عزیز اللہ شاہ (۳۴) تاج الدین (مدرس مدرسہ احمدیہ) (۳۵) ڈاکٹر سید غلام غوث (۳۶) کرم الٰہی (بزاز) (۳۷) محمد الدین (ادرحموی مدرس متفرقین) (۳۸) بدر الدین (کلرک) (۳۹) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل (ریٹائرڈ سول سرجن) (۴۰) محمد احمد خاں (آف مالیر کوٹلہ) (۴۱) (قاری) محمد امین (۴۲) غلام نبی (مدرس مدرسہ احمدیہ) (۴۳) مولا بخش (ایضاً) (۴۴) محمد الدین (ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام) (۴۵) محمد الدین (محرر امور عامہ) (۴۶) مرزا شریف احمد (۴۷) میرزا ناصر احمد (۴۸) ظہور حسین (مبلغ) (۴۹) کرم داد خاں (بلوچ) (۵۰) سید محمد اسحاق (۵۱) مسعود احمد خاں (آف مالیر کوٹلہ) (۵۲) عباس احمد خاں (ایضاً) (۵۳) (چودھری)

ابوالانصار علی قاسم (۵۴) محمد اسماعیل (مرتب رسالہ ہذا) (۵۵) غلام محی الدین خاں امرتسر (۵۶) زین العابدین مدھو رانجھہ (شاہ پور) (۵۷) (حافظ سید) محمد طیب (فرزند اصغر حضرت مولنا عبداللطیف کابلی شہید رضی اللہ عنہ) بنوں (۵۸) (چودھری) اسد اللہ خاں (بیرسٹر) لاہور (۵۹) فضل الدین (اسسٹنٹ اگزیمینر پنجاب ہائیکورٹ) (۶۰) محمد امیر (۶۱) صوفی علی محمد منٹگمری (۶۲) عبید اللہ بٹالوی۔ (۶۳) شیر محمد خاں (جمعدار ایم ٹی) صدر پشاور۔

(قادیان) (۶۴) حکیم عبدالعزیز خاں (امین آبادی) قادیان (۶۵) احمد جان (دجلوی) (۶۶) چودھری عبدالرحیم (ہیڈ ڈرافسمین) (۶۷) عبداللہ (جلد ساز) (۶۸) میرزا حمید احمد (۶۹) (خانصاحب) برکت علی (منجانب اہلبیت خود) (۷۰) فقیر علی (سٹیشن ماسٹر) (۷۱) محمد جمیل (زنگی حال افریقہ) (۷۲) ارجمند خاں (مدرس مدرسہ احمدیہ) (۷۳) مرزا نصر اللہ خاں (۷۴) (قاضی) عبدالرحیم بھٹی (۷۵) حکیم محمد الدین (گوجرانوالہ) (من جانب اہلیہ خود) (۷۶) محمد بخش (سگنیلر نہری) (۷۷) برکت علی خاں (آڈیٹر) (۷۸) (دبیر) رشید احمد اختر (۷۹) عطاء الرحمٰن (مولوی فاضل) (۸۰) سید محمد اسماعیل (سپرنٹنڈنٹ دفاتر) (۸۱) فضل الدین (وکیل) (۸۲) (حکیم) غلام حسین (طائبرسرین) (۸۳) فتح محمد سیال (۸۴) عبدالمنان عمر (۸۵) عبدالسلام عمر (۸۶) (چودھری) منظفر الدین (بنگالی) (از جانب والدہ خود) (۸۷) سبحان علی (کاپی نویس رسالہ ہذا) (۸۸) (حافظ) نبی بخش (محلہ دارالفضل) (۸۹) (لفٹیننٹ ڈاکٹر) غلام احمد (۹۰) (میجر ڈاکٹر) سید حبیب اللہ شاہ (۹۱) سید ناصر شاہ (۹۲) حکیم فضل الرحمٰن (مبلغ افریقہ) (۹۳) مرزا عزیز احمد (۹۴) فخر الدین ملتانی (۹۵) علی محمد اجمیری (۹۶) عبدالوہاب عمر (۹۷) اللہ بخش (مالک مطبع) (۹۸) محمد حسین (خوشنویس) (۹۹) سید محمد سرور شاہ (۱۰۰) عبدالرحمٰن (مہر سنگھ) (۱۰۱) ابوالحسن قدسی (فرزند حضرت سید عبداللطیف شہید کابلی رضی اللہ عنہ) (۱۰۲) (قاضی) نور محمد قادیانی (۱۰۳) (ملک) عزیز احمد (دارالفضل) (۱۰۴) لطیف الرحمٰن بی اے (۱۰۵) محمد عبداللہ (مولوی فاضل دارالفضل) (۱۰۶) سید محمود اللہ شاہ

(۱۰۷) (شیخ) یعقوب علی عرفانی (۱۰۸) (خواجہ) غلام نبی (ایڈیٹر الفضل) (۱۰۹) حکیم فضل الرحمن (مبلغ
منجانب والدۂ مرحومہ خود) (۱۱۰) (ملک) حبیب الرحمن (برادر حکیم " ۱۱۱) محمد سلیم (مبلغ) (۱۱۲)
عبد الکریم (پسر مرتب رسالہ ہذا) (۱۱۳) (سید) محمد ہاشم (شاہجہانپوری ڈوہمیلی ضلع جہلم) (۱۱۴)
عبد الواحد (مبلغ) سری نگر (۱۱۵) (خلیفہ) نور الدین جموں (۱۱۶) (شیخ) عبد الحق وڈالہ بانگر گورداسپور
(۱۱۷) خواجہ محمد صدیق (ریلوے گارڈ) وزیر آباد (۱۱۸) (ڈاکٹر) فیروز الدین ایبٹ آباد (۱۱۹) محمد بخش
(گرداور قانونگو) بھلوال (۱۲۰) (چودھری) احسان اللہ خاں (والد چودھری مظفر الدین صاحب) برہمن بڑیہ
(۱۲۱) مرزا صفدر بیگ مزنگ (لاہور) (۱۲۲) احمد دین کوٹ شاہ عالم (گوجرانوالہ) (۱۲۳) بشیر الدین
مڈھ رانجھہ (شاہ پور) (۱۲۴) (چودھری) عبد اللہ خاں (اگزیکٹو افسر) قصور (۱۲۵) (شیخ) بشیر احمد
(ایڈووکیٹ) گوجرانوالہ (۱۲۶) قاسم دین سیالکوٹ (۱۲۷) فضل الدین اجمیری لاہور (۱۲۸) (چودھری)
ظفر اللہ خاں (بیرسٹر) (۱۲۹) (پروفیسر) علی احمد بھاگلپور (۱۳۰) (خواجہ) نذیر احمد دہلی (۱۳۱) غلام محمد
اختر (شاف وارڈن) لاہور (۱۳۲) عبد العزیز (بہادر خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب) انبالہ
(۱۳۳) عبد الرحمن (جہلمی) نئی دہلی (۱۳۴) غلام رسول مونگ (ضلع گجرات) (۱۳۵) محب الرحمن لاہور
(۱۳۶) (چودھری) محمد لطیف (سب جج) منٹگمری (۱۳۷) سید دلاور شاہ لاہور

(د) (۱۳۸) محمد اسماعیل سیالکوٹی (دار الفضل) قادیان (۱۳۹) (ملک) غلام فرید (۱۴۰) عبد العزیز (ریٹائرڈ
پٹواری) (۱۴۱) برکت اللہ (برادر مولنا درد صاحب) (۱۴۲) ایضاً منجانب والدہ خود (۱۴۳) (ملک) الطاف خاں
(۱۴۴) (ملک) علی حیدر (دولمیالی) (۱۴۵) محمد ابراہیم بقاپوری (۱۴۶) (چودھری) عبد الرحیم (جگت سنگھ
(۱۴۷) نظام الدین جہلمی (۱۴۸) (قریشی) محمد احسن (۱۴۹) عبد الغفور (مبلغ ہرسیانی) (۱۵۰) فضل حسین (منیجر بکڈپو
(۱۵۱) جلال الدین شمس (۱۵۲) فخر الدین (دار الفضل) (۱۵۳) عبد المجید جلالپوری (۱۵۴) سید محمود عالم۔
(۱۵۵) امام الدین آف گولیکی (۱۵۶) محمد ظہور الدین اکمل (۱۵۷) سلیم احمد خاں اٹاوی (۱۵۸) عبد الرحمن مصری

(۱۵۹) عبدالرحیم شوادہ (۱۶۰) غلام محمد (بی۔ ایس۔ سی) (۱۶۱) علی محمد صابر (۱۶۲) غلام حیدر (مدرس مدرسہ احمدیہ) (۱۶۳) (شیخ) یوسف علی (بی اے) (۱۶۴) رمضان علی (کلرک) (۱۶۵) محمد احمد جالندھری (۱۶۶) (حافظ) محمد ابراہیم (۱۶۷) (چودھری) غلام محمد (بی اے) (۱۶۸) (صوفی) غلام محمد (مارشن) (۱۶۹) محمد علی اظہر (۱۷۰) مہدی شاہ (دارالفضل) (۱۷۱) (قاضی) محمد عبداللہ بھٹی (۱۷۲) غلام احمد مجاہد (۱۷۳) زین العابدین ولی اللہ شاہ (۱۷۴) عبدالقدیر (سنوری) (۱۷۵) (ڈاکٹر) سید عبدالستار شاہ (۱۷۶) (شیخ) غلام مجتبیٰ (۱۷۷) محمد ابراہیم (مدرس مدرسہ احمدیہ) (۱۷۸) (ڈاکٹر) احمد دین گھاریاں (۱۷۹) عبدالحمید شملہ (۱۸۰) عبدالرحمٰن خاکی۔ کوہ مری۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

شکریہ احباب کرام۔ خاکسار (مرتب رسالہ ہذا) ان تمام بزرگوں اور احباب کا تہ دل سے شکرگذار ہے۔ کہ انہوں نے اشاعت رسالہ ہذا کے مصارف میں حصہ لیکر نہ صرف اس کام میں سہولت پیدا کی۔ بلکہ اس ذریعہ سے جناب الٰہی میں اس کام کے شرف قبول پانے کی بھی ایک راہ پیدا ہوگئی۔ (وَعَلَيْهِ تَوَكُّلِيْ وَرَجَائِيْ) خصوصاً (الف) جن احباب اور بزرگوں نے اشاعت رسالہ کے کئی کئی حصص لیئے۔ اور (ب) جنہوں نے حال کی اشاعت میں بھی حصہ لیا ہے۔ اور اس سے قبل کی اشاعت میں بھی لیا تھا پھر (ج) جو اس دفعہ اس کام میں شریک ہوئے ہیں۔ اور (د) جو اس سے قبل کی اشاعت میں شامل ہوئے تھے۔ نیز جن دیگر احباب نے کسی نہ کسی صورت میں (مثلاً حوالجات کے فراہم کرنے میں یا طباعت کے متعلقہ کاموں میں) مجھے مدد دی ہے۔ میں ان تمام کا جذبۂ قلب سے شکرگذار ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اس کا بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ اجر دے۔ خاکسار محمد اسماعیل عفی عنہ۔ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۳ھ

مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء۔ یوم الجمعہ

فہرست مضامین رسالہ درود شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر

رسلہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(حقیقۃ الوحی صفحہ)

امّا بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(میں) اللہ کا نام لیکر (شروع کرتا ہوں) جو بیحد وسیع رحمت والا نہایت رحم کرنے والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

حقیقی تعریف اللہ ہی کی شان کے لائق ہے جو تمام مخلوقات کا رب ہے بے حد وسیع رحمت والا

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

نہایت رحم کرنے والا جزا کے دن کا مالک (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں ہمیں سیدھا راستہ

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام

عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

کیا ہے جن پر نہ تو (تیرا) غضب نازل ہوا ہے

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اور نہ وہ جو گمراہ ہیں

حمد الٰہی و مناجات از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بزبان عربی

يَا مَنْ اَحَاطَ الْخَلْقَ بِالْاٰلَاۤءِ ۔ نُثْنِيْ عَلَيْكَ وَلَيْسَ حَوْلُ ثَنَاۤءِ

اے وہ ذات جسکی نعمتیں تمام مخلوق پر حاوی ہیں ۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور (حق یہ ہے کہ ہمیں تیری) ثنا کی طاقت ہی نہیں

اَنْتَ الْمَلَاذُ وَاَنْتَ كَهْفُ نُفُوْسِنَا ۔ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْدَ فَنَاۤءِ

تو ہی (ہمارے لئے) پناہ ہے اور تو ہی ہماری جانوں کیلئے جائے پناہ ہے ۔ اس دنیا میں بھی اور موت کے بعد بھی

اِنَّا رَئَيْنَا فِي الظَّلَامِ مُصِيْبَةً ۔ فَارْحَمْ وَاَنْزِلْنَا بِدَارِ ضِيَاۤءِ

ہم نے تاریکیوں میں سخت مصیبت اٹھائی ہے ۔ پس تو رحم فرما اور ہمیں روشنی کے مقام میں اتار

تَعْفُوْ عَنِ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ بِتَوْبَةٍ ۔ تُنْجِيْ رِقَابَ النَّاسِ مِنْ اَعْبَاۤءِ

تو رحمت کیساتھ رجوع فرما کر بڑے سے بڑے گناہ معاف کر دیا کرتا ہے ۔ تو لوگوں کی گردنوں کو طرح طرح کے بوجھوں سے نجات دیتا ہے

اَنْتَ الْمُرَادُ وَاَنْتَ مَطْلَبُ مُهْجَتِيْ ۔ وَعَلَيْكَ كُلُّ تَوَكُّلِيْ وَرَجَاۤئِيْ

تو ہی میرا مطلوب ہے اور تو ہی میری روح کی مراد ہے ۔ اور تجھی پر میرا تمام بھروسہ اور امید ہے

اِنِّيْ اَمُوْتُ وَلَا يَمُوْتُ مَحَبَّتِيْ ۔ يُدْرٰى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَاۤئِيْ

مجھ پر تو موت کا وقت آئیگا مگر میری محبت پر کبھی موت نہیں آئیگی ۔ تیرے ذکر کی آواز میری قبر سے بھی آتی رہے گی۔

مَا شَاهَدَتْ عَيْنِيْ كَمِثْلِكَ مُحْسِنًا ۔ يَا وَاسِعَ الْمَعْرُوْفِ ذَا النَّعْمَاۤءِ

میری آنکھوں نے تجھ سا کوئی محسن نہیں دیکھا ۔ اے وسیع احسان کرنے والے اور بیحد کرم کرنیوالے

لَمَّا رَاَيْتُ كَمَالَ لُطْفِكَ وَالنَّدٰى ۔ ذَهَبَ الْبَلَاۤءُ فَمَا اُحِسُّ بَلَاۤئِيْ

جب میں نے تیری حد درجہ کی مہربانی اور بخشش دیکھی ۔ تو میری سب تکلیفیں جاتی رہیں حتی کہ مجھے اپنی کوئی تکلیف یاد تک نہیں

(منن الرحمٰن صـ۲۵)

ایضاً بزبانِ فارسی

۱ — محبتِ تو دوائے ہزار بیماری ست ... بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری ست

۲ — پناہِ روئے تو جُستن نہ طورِ مستان است ... کہ آمدن بہ پناہت کمالِ ہشیاری ست

۳ — متاعِ مہرِ رخِ تو نہاں نخواہم داشت ... کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو زغداری ست

۴ — برآں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم ... کہ جاں بہ یار سپردن حقیقتِ یاری ست

(آئینہ کمالات اسلام ص۱)

ایضاً

۱ — اے خالقِ ارض و سما برمن درِ رحمت کشا ... دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کنم

۲ — از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درآ ... تا چوں بہ خود یابم ترا دل خوشتر از بستاں کنم

۳ — ور سر کشی اے پاک خو جاں برکنم در ہجرِ تو ... زانساں ہمے گریم کہ ز ویک عالمے گریاں کنم

ترجمہ (۱) تیری محبت سینکڑوں بیماریوں کی (ایک ہی) دوا ہے۔ تیرے چہرہ کی قسم کہ نجات اس گرفتاری میں ہی ہے (۲) تیرے چہرہ کی پناہ لینا مستوں کا کام نہیں۔ بلکہ تیری پناہ میں آنا تو کمال درجہ کی ہوشیاری ہے۔ (۳) میں تیری محبت کے سرمایہ کو پوشیدہ نہیں رکھونگا۔ کیونکہ تیرے عشق کو پوشیدہ رکھنا بیوفائی میں داخل ہے (۴) میں نے عزم کرلیا ہے کہ اپنا جسم اور جان تجھ پر فدا کردونگا۔ کیونکہ اپنی جان محبوب کے سپرد کردینا ہی محبت کی حقیقت ہے۔ ایضاً۔ (۱) اے زمین و آسمان کے خالق۔ مجھ پر اپنی رحمت کا دروازہ کھول دے تو میرے درد کو جانتا ہے جسے میں اوروں سے چھپاتا ہوں (۲) اے میرے دلبر تو بہت ہی لطیف ہے۔ تو میرے وجود کے ہر رگ و ریشہ کے اندر آجا۔ تاکہ جب میں تجھے اپنے اندر پاؤں تو میرا دل باغ باغ ہوجائے۔ (۳) اور اے پاک خو۔ اگر تو نے میری عرض نہ مانی۔ تو میں تیری جدائی کی تاب نہ لاکر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالونگا۔ میں ایسا روؤنگا۔ کہ اپنے ساتھ ایک جہان کو رلا دونگا۔

خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رو نما | ۴ | خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

(براہین صفحہ ۵۱۴)

ایضاً

چہ شیریں منظری اے دلستانم | ۱ | چہ شیریں خصلتی اے جان جانم

چو دیدم روئے تو دل در تو بستم | ۲ | نماندہ غیر تو اندر جہانم

تواں برداشتن دست از دو عالم | ۳ | مگر ہجرت بسوزد استخوانم

در آتش تن بہ آسانی تواں داد | ۴ | ز ہجرت جاں رود با صد فغانم

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۲۴)

ایضاً

اے خنک دیدۂ کہ گریانش | ۱ | اے ہمایوں دلے کہ بریانش

اے مبارک کسے کہ طالب اوست | ۲ | فارغ از عمرو و زید با رُخ دوست

در حقیقت بس است یار یکے | ۳ | دل یکے جاں یکے نگار یکے

(براہین صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ (۴) اب چاہے تو اپنے قہر کے ساتھ مجھے جدا کر دے۔ چاہے تو مہربانی فرما کر مجھے اپنا چہرہ دکھا دے۔ چاہے تو مار ڈال یا بچا لے۔ میں تیرا دامن کبھی نہیں چھوڑونگا۔ **ایضاً** (۱) اے میرے محبوب تیری صورت کیسی پیاری ہے۔ اے میری جان کی جان! تیری خصلتیں کیسی شیریں ہیں۔ (۲) جب میں نے تیرا چہرہ دیکھا۔ تو میں تیرا گرویدہ ہو گیا۔ اب تمام جہان میں تیرے سوا میرا اور کوئی محبوب نہیں ہے (۳) دونوں جہانوں کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر تیری جدائی دکھ مجھ میں برداشت نہیں۔ وہ تو میری ہڈیوں تک کو جلا دیگی۔ (۴) آگ میں پڑنا آسان ہے۔ مگر تیری جدائی تو مجھے رلا رلا کر مار ہی ڈالے گی **ایضاً** (۱) وہ آنکھ کیا ہی ٹھنڈی ہے۔ جو اس کے لئے روتی ہے۔ وہ دل کیا ہی مبارک ہے جو اسکی محبت سے بریاں ہے (۲) وہ شخص کیا ہی مبارک ہے۔ جو اس کا طالب ہے اور اپنے محبوب کے چہرہ کے عشق میں محو ہو کر اوروں سے فارغ ہے (۳) حقیقت میں وہ ایک ہی محبوب کافی ہے۔ جس طرح دل ایک ہے۔ اور جان بھی ایک ہے۔ اسی طرح محبوب بھی ایک ہی ہونا چاہیئے۔

ایضاً بزبان اردو

کسقدر ظاہر ہے نور اس مبدأ الانوار کا ۔ بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھکر میں سخت بیکل ہو گیا ۔ کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے ۔ مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف ۔ جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں ۔ ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک ۔ اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص ۔ کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں ۔ کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبروؤں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی ۔ ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے ۔ ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب ۔ ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز ۔ جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں ۔ تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا ۔ جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر ۔ خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۴)

ایضاً

دنیا میں عشق تیرا باقی ہے سب اندھیرا
مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا

معشوق ہے تو میرا عشق صفا یہی ہے
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

دلبر کا درد آیا حرفِ خودی مٹایا
اس عشق میں مصائب سو سو ہیں ہر قدم میں
حرفِ وفا نہ چھوڑوں اس عہد کو نہ توڑوں
دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
اس رہ میں اپنے قصے میں تم کو کیا سناؤں
دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
اے میرے یارِ جانی کر خود ہی مہربانی
فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جانکنی ہے
تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں

جب میں مرا جلایا جام بقا یہی ہے
پر کیا کروں کہ اس نے مجھکو دیا یہی ہے
اس دلبرِ ازل نے مجھکو کہا یہی ہے
ہشیار ساری دنیا اک باولا یہی ہے
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے
دیوانہ مت کہو تم عقلِ رسا یہی ہے
مت کہہ تو لَنْ تَرٰنِیْ تجھ سے رجا یہی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
ہم جا پڑے کنارے جائے ٹھکا یہی ہے
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جانگزا یہی ہے
(قادیان کے آریہ اور ہم)

ایضاً

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
وہی آرامِ جاں اور دل کو بھایا
ہوا ظاہر وہ مجھ پر بِالْاَیَادِیْ*

تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی جس کو کہیں رَبُّ الْبَرَایَا
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ*

مجھے اس یار سے پیوندِ جاں ہے
بیاں اسکا کروں طاقت کہاں ہے

وہی جنت وہی دارالاماں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے

* پس پاک ہے وہ ذات جس نے تمام دشمنوں کو ذلیل کیا۔

یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت کی کچھ قلت ژ نہیں ہے | تہی+ اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے | مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں | وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں | فدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں ؏ | وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں | یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں ؏
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے | کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے | جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے | چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے | غریقِ عشق وہ موتی اٹھاوے
مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

(د آین ما جرا دگمان)

ایضاً

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار | اے مرے پیارے مرے محسن✻ مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس | وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل | میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم | جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

ژ کمی + خالی ✻ محسن۔

باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہیں پھل
ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار

تیرے بن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار

گر نہ ہو تیری عنایت سب عبادت ہیچ ہے
فضل پر تیرے ہے سب جہد و عمل کا انحصار

جن پہ ہے تیری عنایت وہ بدی سے دور ہیں
رہ میں حق کی قوتیں ان کی چلیں بن کر قطار

چھٹ گئے شیطاں کے جو تھے تیری الفت کے اسیر
جو ہوئے تیرے لئے بے برگ و بر پائی بہار

سب پیاسوں سے نکوتر تیرے منہ کی ہے پیاس
جسکا دل ہے اس سے بریاں پا گیا وہ آبشار

جسکو تیری دھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا +
جس کو بے چینی ہے یہ وہ پا گیا آخر قرار

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامانِ دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

تیری درگہ میں نہیں رہتا کوئی بھی بے نصیب
شرطِ رہ پر صبر ہے اور ترکِ نامِ اضطرار

اے مرے پیارے جہاں میں تو ہی ہے اک بے نظیر
جو ترے مجنوں حقیقت میں وہی ہیں ہوشیار

اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پا لیتے ہیں وہ اور دوسرے امید وار

کون ہے جس کے عمل ہوں پاک بے انوارِ عشق
کون کرتا ہے وفا بن اس کے جس کا دلفگار

کون چھوڑے خوابِ شیریں کون چھوڑے اکل و شرب
کون لے خارِ مغیلاں چھوڑ کر پھولوں کے ہار

عشق ہی جس سے ہوں طے یہ سارے جنگل پر خطر
عشق ہے جو سر جھکا دے زیرِ تیغِ آبدار +

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار

اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائیگا زر بے شمار

تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں +
تیر اندازو نہ ہونا سست اس میں زینہار*

ہے یہی اک آگ تا تم کو بچا دے آگ سے
ہے یہی پانی کہ نکلیں جس سے صدہا آبشار

اس سے خود آکر ملیگا تم سے وہ یارِ ازل
اس سے تم عرفانِ حق سے پہنوگے پھولوں کے ہار

(براہین حصہ پنجم)

* ہرگز

مدح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

یہ مضمون محض تمہیدی نہیں۔ بلکہ دراصل اس رسالہ کے نفس مضمون کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ[1] کے معنے دعا کے علاوہ مدح و ثنا اور اظہار عظمت کے بھی ہیں۔ پس آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حق میں دعائیں کرنے کا ہی حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ آپؐ کے محامد بیان کرنے اور آپؐ کی عظمت شان کے اظہار کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے یہ حکم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے احسانات کی شکرگذاری کے لئے دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر (آپؐ پر) درود بھیجیں۔" (اخبار الحکم جلد ۵ ۱۹۰۱ء نمبر ۲)

اور شکرگذاری کے حقیقی طریقے یہی دونوں ہیں یعنی محسن کی مدح و ثنا اور محسن کے لئے دعا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ (ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

---

[1] ۔ لفظ صلوٰۃ کے معنے کتب لغت میں حسب ذیل لکھے ہیں:۔ حسن[1] ثنا یعنی بہترین تعریف۔ رحمت[2]۔ مسلسل[3] طور پر رحمت کرتے چلے جانا۔ دعا[4]۔ استغفار[5]۔ خیر[6] و برکت کے لئے دعا کرنا۔ تسبیح[7]۔ تعظیم[8] و تکریم۔ برکت[9] بخشنا۔ برکت چاہنا[10]۔ لزوم[11] اور دوام۔ اول[12] رہنا۔ گھڑدوڑ وغیرہ میں دوم نمبر پر رہنا۔ بہترین[13] جانشین کا بلا فصل اور بلا توقف قائم ہو جانا (لفظی معنے بعد میں آنے والے فرد کا ایسے طور پر بلا فصل ساتھ ہی آپہنچنا کہ گویا پہلے فرد کیساتھ دوسرا فرد ٹکرا رہا ہے) نماز[14]۔ معبد یعنی عبادت گاہ[15]

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَتَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ۔ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَا قَوْمًا أَبْذَلَ مِنْ كَثِيْرٍ وَلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِّنْ قَلِيْلٍ مِّنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ۔ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَأَشْرَكُوْنَا فِي الْمَهْنَأِ۔ حَتّٰى لَقَدْ خِفْنَا أَنْ يَّذْهَبُوْا بِالْأَجْرِ كُلِّهِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا۔ مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ۔ (جامع ترمذی ابواب الزہد)

روایت ہے۔ کہ جن ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تھے۔ انہی ایام میں ایک دفعہ مہاجرین نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جن لوگوں کے پاس ہم آکر اترے ہیں۔ ان سے بڑھکر کوئی فراخ دل اور ہمدردی کرنے والا ہم نے نہیں دیکھا۔ جسکے پاس مالی وسعت تھی۔ اسنے اپنے کثیر مال کو ہمارے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور جو وسعت نہیں رکھتا اسنے دوسرے رنگ میں کمال درجہ کی ہمدردی سے کام لیا ہے۔ محنت خود کرتے ہیں۔ اور اپنے سامان معیشت میں ہمیں بھی برابر کے حصہ دار بناتے ہیں۔ ہمیں تو اندیشہ ہو کہ سارے کا سارا اجر وہی نہ لیجائیں۔ اور ہم کہیں محروم ہی نہ رہ جائیں۔ حضورؐ نے اسکے جواب میں فرمایا۔ کہ جبتک تم ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعائیں اور انکی مدح و ثنا کرتے رہو گے اسوقت تک ایسا نہیں ہوگا (بلکہ تم بھی ویسا ہی اجر پاؤگے)

اس کے علاوہ آیت إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا (فتح ع ۱)

ترجمہ:۔ (اے نبی) ہم نے تمہیں (اپنی ہستی کا اور اپنی باتوں کا) گواہ۔ (رحمتوں کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے) آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (اے لوگو) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس (رسول) کی مدد کرو۔ اور اسکی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی)* تسبیح کرو، کی رو سے بھی ہر مومن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد کو پھیلانا اور آپؐ کی مدح و ثناء اور عظمت شان کا اظہار کرنا اسی طرح ضروری ہے۔ جیسا کہ آپؐ پر درود بھیجنا ضروری ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

* اس ضمیر کا مرجع بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو سکتے ہیں (خاکسار مرتب)

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پس اس بنا پر درود شریف کے مضمون کو شروع کرنے سے قبل قرآن کریم میں سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی اور منظوم کلام میں سے کسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے محامد بیان کئے جاتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے محامد اور عظمت شان کو خدا تعالیٰ ہی بہتر بیان کر سکتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو اللہ تعالےٰ نے اسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى عَبْدِكَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کے متعلق بعض آیات قرآن کریم

(۱) وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ رکوع ۴)

(اے رسول یاد کرو) جب تمہارے رب نے (تمہاری ربوبیت کے سلسلہ میں) فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر ایک نائب پیدا کرنیوالا ہوں (یعنی آدم کی خلافت بعثت محمدیہ کیلئے محض بطور تمہید تھی)

(۲) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران ع ۴)

(اے پیغمبر! لوگوں سے) کہدو۔ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ (ایسا کروگے) تو (خود) وہ تم سے محبت کریگا۔ اور تمہاری تقصیریں معاف (اور کمزوریاں دور) کردیگا اور اللہ بہت ہی بخشنے والا (اور) نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ تم (انہیں) کہو۔ کہ اللہ کی اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ پس اگر وہ روگردان ہو جائیں۔ تو یاد رکھیں کہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔

(۳) وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ۔

(آل عمران رکوع ۹)

(۴) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (آل عمران رکوع ۱۷)

(۵) فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا (نساء ع ۶)

(۶) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا

اور (یاد کرو) جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا۔ کہ میں نے تمہیں جو بھی کتاب اور حکمت دی ہو (وہ خواہ کتنی ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو) اسکے بعد تمہارے پاس (یا تمہارے پیروؤں کے پاس) جو ایسا رسول آئے کہ وہ دعوے اس (کلام کے وعدوں) کو پورا کرکے اسے) سچا ثابت کرنیوالا ہو۔ جو تمہارے پاس ہو تو تمہارے لئے اور تمہارے پیروؤں کیلئے) اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا لازم اور ضروری ہوگا۔

اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے جو (تمہیں) اللہ کی طرف سے (عطا ہوئی) ہے۔ تم ان کے لئے نرم دل واقع ہو سکے ہو۔

جب ہم ہر ایک قوم میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ اور ان (تمام) پر تمہیں گواہ ٹھہرائیں گے اسوقت ان کی کیا حالت ہوگی۔ اس روز اس رسول کے منکر اور نافرمان لوگ تمنا کریں گے۔ کہ کاش ہمیں زمین سے پیوند کردیا جائے۔ اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے اسی لئے (بھیجا ہے) کہ اللہ کے اذن سے اسکی فرمانبرداری کی جائے۔ اور اگر یہ لوگ (ایسا کرتے کہ) جب ان سے اپنے آپ پر ظلم ہوتا۔ تو (اے رسول) تمہارے پاس آکر اللہ کی بخشش کے طالب ہوتے اور (اللہ کا) یہ رسول ان کے لئے (اللہ تعالیٰ سے

* قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک امت سے بذریعہ ان کے نبی کے یہ عہد لیا گیا تھا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ حاشیہ)

رحيماo فلا وربك لا يؤمنون
حتى يحكموك فيما شجر
بينهم ثم لا يجدوا في
انفسهم حرجا مما قضيت
ويسلموا تسليماo ولو انا
كتبنا عليهم ان اقتلوا انفسكم
او اخرجوا من دياركم
ما فعلوه الا قليل منهم ط
ولو انهم فعلوا ما يوعظون
به لكان خيرا لهم واشد تثبيتا
واذا لاتينهم من لدنا اجرا عظيما
ولهدينهم صراطا مستقيماo و
من يطع الله والرسول فاولئك
مع الذين انعم الله عليهم من
النبيين والصديقين والشهداء
والصلحين وحسن اولئك رفيقاo
ذلك الفضل من الله وكفى بالله
عليما. (نساء رکوع ۹)

(۷) وكان فضل الله عليك عظيما.
(نساء رکوع ۱۷)

بخشش چاہتا۔ تو وہ یقیناً اللہ کو بہت ہی رجوع برحمت
کرنے والا اور رحمت پر رحمت کرنے والا پاتے پس
(اے رسول) تمہارے رب کی قسم ہے۔ کہ جبتک
یہ (لوگ) ایسا نہیں کریں گے۔ کہ ہر اُس نزاع میں
جو ان میں پیدا ہو۔ تم سے فیصلہ کی درخواست کریں
پھر جو (بھی) تم فیصلہ کردو۔ اسکے متعلق اپنے سینوں
میں کوئی تنگی نہ پائیں۔ اور (اسے) پورے طور پر بہت
اچھی طرح سے تسلیم کرلیں وہ مومن نہیں بنیں گے۔ اور اگر
ہم انہیں حکم دیتے۔ کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو۔
یا اپنے گھروں (اور اپنے وطن) سے چلے جاؤ۔ تو ان
میں سے چند افراد کے سوا کوئی ایسا نہ کرتا۔ اور اگر یہ
لوگ اس نصیحت پر چلتے جو انہیں کی جاتی ہے۔ تو انکے
حق میں بہتر ہوتا۔ اور انکی ثابت قدمی کا بہت بڑا موجب
ہوتا۔ اور اس صورت میں ہم انہیں یقیناً بڑا عظیم الشان
اجر دیتے اور ایک درست رستے پر انہیں قائم
کردیتے۔ اور جو لوگ اللہ کی اور اسکے رسول کی
فرمانبرداری کرینگے۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے
جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ یعنی انبیاء صدیقین
شہداء اور صالحین اور یہ بہت ہی اچھے رفیق ہیں
یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اور اللہ کا جاننے والا
کافی ہے۔

(اے رسول) تم پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔

(۸) یَاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (مائدہ رکوع ۳)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا (موعود) رسول* آگیا ہے۔ جو تمہیں (تمہاری) کتاب کی بہت سی باتیں جنہیں تم چھپاتے تھے۔ کھول کر بتاتا ہے۔ اور (تمہاری) بہت سی (قابل مواخذہ) باتیں (تمہیں) معاف کر دیتا ہے۔ (دیکھو!) تمہارے پاس اللہ کا ایک نور آگیا ہے۔ اور (نیز) ایک روشن کتاب (آگئی ہے) جس کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کو جو اسکی خوشنودی کے مطابق چلتے ہیں۔ سلامتی کی راہیں دکھاتا اور اپنے (دیئے ہوئے) علم کے ذریعہ سے انہیں تمام قسم کی ظلمتوں سے نکال کر نور میں لاتا اور ایک راہ راست پر قائم کر دیتا ہے۔

(۹) قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (انعام رکوع ۲۰)

۹ (اے ہمارے رسول لوگوں سے) کہہ دو۔ کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کیلئے ہے۔ جو (تمام اقوام اور) تمام مخلوقات کا رب ہے۔ اسکا کوئی بھی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں (اسکا) سب سے اول (درجہ پر) فرمانبردار ہوں۔

(۱۰) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ

۱۰ جو اس امی رسول اور نبی کی پیروی کرتے ہیں جس (کے ذکر) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ جو انہیں اچھی باتوں کی طرف بلاتا اور بری باتوں سے روکتا ہے۔ اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال ٹھہراتا اور بری چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتا ہے۔ اور

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خاکسار مرتب رسالہ)

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (اعراف ع ۱۹ و ۲۰)

ان کے بوجھوں کو ان پر سے اتارتا ہے۔ اور ان پھندوں کو بھی (ان سے دور کرتا ہے) جن میں وہ پڑے ہوئے تھے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسکی تعظیم و تکریم کرتے اور اسکی مدد کرتے ہیں۔ اور جو نور اس کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ وہی کامیاب ہوں گے (اے رسول لوگوں سے) کہہ دو۔ کہ میں اللہ کی طرف سے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ تم سب کی طرف رسول ہوں۔ اسکے سوا کوئی بھی چیز پرستش کے قابل نہیں ہے۔ وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پس تم اللہ پر اور اسکے اس امی رسول اور نبی پر جو اللہ پر اور اسکی تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ ایمان لاؤ۔ اور اسکی پیروی کرو۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

۱۱) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (انفال ع ۲)

۱۱ اور (اے رسول جو کچھ تم نے چلایا تھا) جب (بظاہر) تم چلا رہے تھے۔ تو اسے (در حقیقت) تم نے نہیں بلکہ اللہ نے چلایا تھا۔

۱۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (انفال رکوع ۳)

۱۲ اے مومنو! اللہ کا حکم مانو۔ اور اس کے رسول کا حکم بھی (مانو) جب وہ تمہیں بلائے کیونکہ وہ تمہیں زندگی بخشتا ہے۔

۱۳ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

۱۳ (اے پیغمبر) ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ تم ان لوگوں میں

وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (انفال رکوع ۴)

موجود ہو۔ اور پھر اللہ انہیں عذاب دے۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے۔ کہ وہ تو استغفار کر رہے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دیتا چلا جائے۔

(۱۴) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (انفال ع ۹)

۱۴ اے نبی (اللہ تعالیٰ کی مدد) تمہارے لئے بھی کافی ہے۔ اور ان مومنوں کے لئے بھی جنہوں نے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے۔

(۱۵) اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ۔ (توبہ ع ۸)

۱۵ (لوگو اس نبی کا کان) تمہارے حق میں بہتری کا کان (ہے وہ) اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور مومنوں کا کہنا سنتا ہے۔ اور تم میں سے جو لوگ (سچے طور پر) ایمان لائے ہیں۔ ان کے لئے (اس کا وجود مجسم) رحمت ہے۔

(۱۶) اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (توبہ ع ۱۳)

۱۶ (اے رسول) تمہاری دعا ان کے حق میں تسکین کا موجب (اور سہارا) ہے۔

(۱۷) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (توبہ ع ۱۶)

۱۷ (اے لوگو) تمہارے پاس خود تمہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔ جسے تمہاری تکلیف (سخت) شاق گذرتی ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا بہت ہی خواہشمند ہے۔ (اور) مومنوں پر بہت ہی شفقت اور رحمت رکھتا ہے۔

(۱۸) قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف رکوع ۱۲)

۱۸ (اے رسول! لوگوں سے) کہہ دو۔ کہ یہ میری راہ ہے (اور) میں بھی بصیرت پر قائم ہو کر تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ اور جو میرے پیرو ہیں۔ وہ بھی۔

(۱۹) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ

۱۹ (اے رسول) اس کتاب کو ہم نے اس لئے اتارا

النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ابراہیم ع ۱)

ہے۔ کہ سب لوگوں کو تم ان کے رب کے حکم سے ظلمتوں میں سے نکال کر نور کی طرف یعنی اس غالب اور تمام تعریفوں کے مالک اللہ کی راہ کی طرف لاؤ۔ جو آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا مالک ہے۔

(۲۰) لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (حجر ع ۵)

(۲۰) (اے رسول) تمہاری پاک زندگی کی قسم ہے کہ یہ (لوگ بھی) اپنی (بد) مستی میں پڑے بھٹک رہے ہیں۔

(۲۱) عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (اسراء ۔ ۹)

(۲۱) (اے رسول) قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر کھڑا کرے۔

(۲۲) اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا (اسراء ع ۱۰)

(۲۲) (اے رسول) اس کا تم پر بہت بڑا فضل ہی

(۲۳) لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا (کہف ع ۱)

(۲۳) (اے پیغمبر) اگر یہ (لوگ) ایمان نہ لائے۔ تو تم شاید ان کے پیچھے اور ان کے غم میں اپنے آپ کو ہلاکت تک پہنچا دو۔

(۲۴) وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء ع ۷)

(۲۴) اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہیں تمام اقوام عالم (اور تمام مخلوق) کے لئے سراسر رحمت بنا کر بھیجا ہے

(۲۵) مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ۔ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

(۲۵) اس کے (یعنی اللہ تعالیٰ کے) نور کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک طاق ہو۔ جس میں ایک روشن چراغ (رکھا) ہو۔ وہ چراغ ایک قندیل میں ہو۔ اور قندیل ایسی ہو کہ گویا وہ موٹے موتیوں کا سا ایک درخشاں ستارہ ہے۔ اس (چراغ) کو

مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ۔ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ۔ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔

(نور ع ۵)

(۲۶) اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (نور ع ۷)

(۲۷) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (احزاب ع ۳)

(۲۸) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ایک مبارک درخت (کے تیل) سے روشن رکھا جاتا ہے۔ جو زیتون کا درخت ہے۔ مگر ایسا کہ نہ مشرق میں اس سا کوئی درخت پایا جاتا ہے۔ نہ مغرب میں۔ جس کے تیل کو آگ نہ چھوئے۔ تو بھی وہ خود بخود ہی روشن ہو جانے والا ہے۔ ایک نور پر دوسرا نور (اترا) ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے۔ اپنے نور کا راستہ دکھا دیتا ہے۔ اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ لوگوں کو (سمجھانے) کیلئے بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو کامل طور پر جانتا ہے (یہ نور) ان گھروں میں (اترا) ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔ کہ انہیں اونچا کیا جائے اور ان میں صبح و شام اس کے نام کا ذکر ہو۔

۲۶
(اے لوگو ہمارے) رسول کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ تم پر رحمت نازل ہو۔

۲۷
(اے لوگو) اللہ کے رسول میں تمہارے لئے ہاں (تم میں سے) ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے اور آخرت کے دن [illegible] ہوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے ہوں۔ بہترین نمونہ (پایا جاتا) ہے۔

۲۸
(اے لوگو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی رشتہ کی رو سے) تم مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کے رسول اور تمام انبیاءؑ کے خاتم ہیں۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو خوب جانتا ہے اے لوگو جو مومن ہو۔ اللہ (کے اس احسان کو)

اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ
سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا. هُوَ
الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
رَحِيْمًا. تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ
سَلٰمٌ. وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا. وَّدَاعِيًا اِلَى
اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.
(احزاب رکوع ۵)

(۲۹) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (احزاب ع)

(۳۰) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَ
يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
(زمر ع ۴)

بہت اچھی طرح اور کثرت سے یاد کیا کرو۔ اور صبح
وشام اسکی تسبیح کیا کرو۔ وہی ہے۔ کہ
وہ اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں
تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر نور میں لائے
اور وہ مومنوں پر رحمت کرنے والا
ہے۔ وہ جس روز اس سے ملیں گے انہیں
سلام کا تحفہ ملے گا۔ اور اس نے ان کے
لئے (اس نبی کے طفیل) بہت باعزت اجر
تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی ہم نے تمہیں گواہ۔
بشارت دینے والا (خطرات سے) آگاہ کرنے والا
اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا۔ اور
نور بخش چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

۲۹

اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس نبی پر درود
بھیجتے ہیں۔ (پس) اے لوگو! جو ایمان رکھتے
ہو تم (بھی) اس پر درود اور سلام بہت خوبی
کے ساتھ بھیجا کرو۔ جو لوگ اللہ کو اور اس کے
رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر دنیا و آخرت میں
اللہ کی لعنت ہے۔ اور ان کے لئے اس نے
رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے

۳۰

کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور (اے رسول)
یہ لوگ تمہیں ان سے ڈراتے ہیں۔ جو اس کے غیر ہیں۔

(۳۱) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(زمر رکوع ۶)

۳۱
(اے رسول اپنے سچے پیروؤں سے کہدو۔ کہ اے میری غلامی اختیار کرنے والو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ اللہ (تمہارے) تمام گناہ بخش دیگا۔ وہ بہت ہی بخشنے والا (اور) رحمت پر رحمت کرنے والا ہے

(۳۲) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔

(فتح رکوع ۱)

۳۲
(اے نبی) ہم نے تمہیں (اپنی ہستی کا اور اپنی باتوں کا) گواہ (رحمتوں کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے لوگوں کو) آگاہ کرنیوالا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اسکی مدد کرو۔ اور اسکی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اسکی (یعنی اللہ کی) تسبیح کرو۔ جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔

(۳۳) فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (طور رکوع ۲)

۳۳
اے رسول تم ہماری حفاظت میں ہو۔

(۳۴) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۔ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى

جب ثریا غروب کی طرف مائل ہو۔ تو اسکی قسم (یعنی شہادت بتاتی) ہے۔ کہ (یہ) تمہارا رفیق نہ تو کبھی (اعتقاداً) گمراہ ہوا ہے۔ اور نہ (عملاً) بدراہ ہوا اور نہ ہی وہ نفسانی خواہش کے ماتحت بولتا ہے۔ (بلکہ جو کچھ وہ بیان کرتا ہے) وہ محض وحی ہے۔ جو (اس پر) نازل کی جاتی ہے۔ اسے زبردست قوتوں والے (اور) بڑے طاقت والے (معلم حقیقی) نے تعلیم دی ہے۔ اسلئے اسنے اس حالت میں

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۔

(نجم رکوع ۱)

اعتدال پایا ہے ۔ (یعنی افراط و تفریط سے بالکل پاک ہے) کہ وہ سب سے بلند تر مقام پر ہے ۔ پھر وہ (اور بھی) قریب ہوا ۔ پھر وہ جھک گیا ۔ پھر وہ دو کمانوں کے (اتصال سے پیدا ہونیوالے) دائرہ (کے دتر) کی طرح ہو گیا ۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر قریب ہو گیا (یعنی مرکزی نقطہ پر پہنچ گیا ۔ تب اس (معلم حقیقی) نے اپنے اس (بندہ) پر وحی کے ذریعہ جو نازل کرنا چاہا کیا ۔ جو کچھ (اسکے) دل کو نظر آیا ۔ اسمیں کوئی خطا واقع نہیں ہوئی

(۳۵) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

(حدید رکوع ۴)

۳۵ اے لوگو جو مومن ہو ۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ۔ ایسا کرو گے ۔ تو (اللہ تعالیٰ) تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا ۔ اور تمہیں ایک خاص نور عطا کریگا ۔ جو جدھر جاؤ گے ۔ تمہارے ساتھ رہے گا ۔ اور وہ تمہاری تقصیریں بخشدیگا (اور تمام کمزوریاں دور کر دیگا) اور اللہ بہت ہی بخشنے والا (اور بار بار) رحمت پر رحمت کرنے والا ہے ۔

(۳۶) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔

۳۶ وہی ہے ۔ جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے ۔ جو انہیں اسکی آیات پڑھ کر سناتا ہے ۔ اور انہیں پاک کرتا ہے ۔ اور کتاب اور حکمت کی انہیں تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ۔ اور کچھ اور لوگوں کو بھی (وہ تعلیم دے گا اور پاک کرے گا)

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (جمعہ رکوع ۱)

جو انہی میں سے ہوں گے۔ وہ ابھی ان سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہیگا دے گا۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(۳۷) وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (قلم رکوع ۱)

۳۷ اور (اے رسول) تمہیں یقیناً ایسا اجر ملیگا۔ جو کبھی بند نہیں ہوگا۔ اور تم یقیناً نہایت عظیم الشان اخلاق رکھتے ہو۔

(۳۸) لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔ (جن رکوع ۱)

۳۸ جب اللہ کا بندہ (نماز میں) کھڑا ہو کر اسکے حضور دعائیں کرتا ہے تو یہ اس (پر کود پڑتے اور اس) سے آویختہ ہونے کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔

(۳۹) وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ (ضحیٰ)

۳۹ چاشت کے وقت کی اور نیز رات کی جب وہ چھا جاتی ہے قسم (یعنی شہادت بتاتی) ہے کہ (اے رسول) تمہارے رب نے تمہیں چھوڑ نہیں دیا۔ اور نہ ہی وہ تجھ سے ناراض ہوا ہے۔ اور (تمہاری) ہر پیچھے آنیوالی گھڑی پہلی گھڑی سے تمہارے حق میں بہتر ہوگی۔ اور تمہارا رب تم پر اپنی خاص عطا کرے گا۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

(۴۰) اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ

کیا یہ درست نہیں کہ ہم نے تمہیں شرح صدر بخشا ہے۔ اور تمہارے اس بوجھ کو تم سے اتار

اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (انشراح)

دیا ہے۔ جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔ اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

(۱۴) اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (کوثر)

(اے رسول) ہم نے تمہیں بہت ہی خیر و برکت عطا کی ہے۔ پس تم اپنے رب کے لئے نمازیں پڑھو۔ اور قربانی ادا کرو۔ تمہارا دشمن ہی ابتر رہیگا۔

مدح نبوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں

(۱) بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳)

(ترجمہ از مرتب رسالہ) تم خوشی و خرمی سے چلو۔ کہ تمہارے عروج و اکرام کا وقت آگیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ حقیقی نسبت رکھنے والی جماعت کا قدم بہت ہی بلند اور سب سے اونچے منار پر خوب مضبوطی اور استحکام سے جا پہنچا ہے۔ اور یہ تمام برکات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیضان سے ہیں۔ جو نہ صرف غیر نبی برگزیدہ لوگوں کے بلکہ) انبیاءؑ کے (بھی) سردار ہیں۔

(۲) يُلْقِي الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

(ترجمہ و تفسیر از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے۔ اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے۔ اور یہ تمام برکت محمد صلعم سے ہے۔ پس بہت ہی برکتوں والا ہے جس نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا۔*"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶)

اس بندہ کو تعلیم دی۔ اور بہت ہی برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جسمیں بشدت قوت کا فیضان ہے۔ بڑا کام کیا ہی۔ یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں۔ (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور آنحضرت ؐ کی مہر نبوت کا فیضان۔"

ایضاً بصورت منظوم

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۴

*حاشیہ۔ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا۔ کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے۔ جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔ اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے۔ اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی"

(حقیقۃ الوحی۔ حاشیہ صفحہ ۹۶ و ۹۷)

مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بزبان عربی

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ ‌ ‌ یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے ‌ ‌ لوگ تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑتے آتے ہیں

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ ‌ ‌ تَھْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ

اے منعم و منان کے فضل کے سمندر ‌ ‌ لوگ کوزے لئے تیری طرف بھاگے آرہے ہیں

یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ ‌ ‌ نَوَّرْتَ وَجْہَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب ‌ ‌ تو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کردیا

قَوْمٌ رَأَوْکَ وَ اُمَّۃٌ قَدْ اُخْبِرَتْ ‌ ‌ مِنْ ذٰلِکَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ

ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے ‌ ‌ اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے

یَبْکُوْنَ مِنْ ذِکْرِ الْجَمَالِ صَبَابَۃً ‌ ‌ وَ تَأَلُّمًا مِّنْ لَوْعَۃِ الْھِجْرَانِ

وہ آپ کے جمال کو یاد کرکے مارے شوق کے روتے ہیں ‌ ‌ اور جدائی کی جلن سے دکھ اٹھا کر (چلاتے ہیں)

وَاَرَی الْقُلُوْبَ لَدَی الْحَنَاجِرِ کُرْبَۃً ‌ ‌ وَاَرَی الْغُرُوْبَ تُسِیْلُھَا الْعَیْنَانِ

میں دیکھتا ہوں کہ دل بیقراری سے گلے تک آگئے ہیں ‌ ‌ اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں

یَا مَنْ غَدَا فِیْ نُوْرِہٖ وَضِیَائِہٖ ‌ ‌ کَالنَّیِّرَیْنِ وَنُوِّرَ الْمَلَوَانِ

اے وہ جو اپنے نور اور روشنی میں ‌ ‌ آفتاب و مہتاب کی مانند ہے اور جس سے رات اور دن روشن ہوگئے

یَا بَدْرَنَا یَا اٰیَۃَ الرَّحْمٰنِ ‌ ‌ اَھْدَی الْھُدَاۃِ وَ اَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے بدر اے رحمان کے نشان ‌ ‌ سب ہادیوں سے بڑھ کر ہادی اور سب بہادروں سے بڑھ کر بہادر

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْھِکَ الْمُتَھَلِّلِ ‌ ‌ شَأْنًا یَفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

میں تیرے درخشاں چہرہ میں ایک ایسی شان دیکھتا ہوں ‌ ‌ جو انسانی صفات سے بڑھ کر ہے

وَقَدِ اقْتَفَاكَ اُولُوا النُّهٰى وَبِصِدْقِهِمْ

دانشمندوں نے تیری پیروی کی اور اپنے صدق کی وجہ سے

وَدَعُوْا تَذَكُّرَ مَعْهَدِ الْاَوْطَانِ

مالوف وطنوں کی یاد بھی ترک کر دی

قَدْ اٰثَرُوْكَ وَفَارَقُوْا اَحْبَابَهُمْ

انہوں نے تجھے مقدم کر لیا اور اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا

وَتَبَاعَدُوْا مِنْ حَلْقَةِ الْاِخْوَانِ

اور اپنے بھائیوں کے حلقہ سے دور ہو گئے

قَدْ وَدَّعُوْا اَهْوَائَهُمْ وَنُفُوْسَهُمْ

انہوں نے اپنی خواہشوں اور نفسوں کو چھوڑ دیا

وَتَبَرَّءُوْا مِنْ كُلِّ نَشْبٍ فَانِ

اور سب طرح کے فانی دھنوں سے بیزار ہو گئے

ظَهَرَتْ عَلَيْهِمْ بَيِّنَاتُ رَسُوْلِهِمْ

فَتَمَزَّقَ الْاَهْوَاءُ كَالْاَوْثَانِ

رسول کریم کی کھلی کھلی دلیلیں ان پر ظاہر ہوئیں اس لیے ان کی نفسانی خواہشیں بھی وہاں کے بتوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں

فِيْ وَقْتِ تَرْوِيْقِ اللَّيَالِيْ نُوِّرُوْا

وہ راتوں کی تاریکی کے وقت منور ہو گئے

وَاللّٰهُ نَجَّاهُمْ مِنَ الطُّوْفَانِ

اور خدا نے ان کو طوفان سے بچا لیا

قَدْ هَاضَهُمْ ظُلْمُ الْاُنَاسِ وَضَيْمُهُمْ

لوگوں کے ظلم و ستم نے ان کو چور چور کر دیا

فَتَثَبَّتُوْا بِعِنَايَةِ الْمَنَّانِ

مگر وہ خدائے منان کی مہربانی سے ثابت قدم رہے

نَهَبَ اللِّئَامُ نُشُوْبَهُمْ وَعِقَارَهُمْ

اور بدذاتوں نے ان کے مال اور جائدادیں لوٹ لیں

فَتَهَلَّلُوْا بِجَوَاهِرِ الْفُرْقَانِ

مگر اس کے عوض فرقان کے موتی پا کر ان کے چہرے چمک اٹھے

كَسَحُوْا بُيُوْتَ نُفُوْسِهِمْ وَتَبَادَرُوْا

انہوں نے اپنے نفسوں کے گھروں کو خوب صاف کیا اور

لِتَمَتُّعِ الْاِيْقَانِ وَالْاِيْمَانِ

یقین اور ایمان کی دولت لینے کو آگے بڑھے

قَامُوْا بِاِقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِمْ

رسول کریم کی حملہ آوری کے ساتھ میدان میں

كَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِي الْمَيْدَانِ

لڑائی پر یوں ڈٹ گئے جیسے کوئی عاشق ہوتا ہے

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ

تَحْتَ السُّيُوْفِ اُرِيْقَ كَالْقُرْبَانِ

سو ان پہلوانوں کا خون محبت کی راہ میں ثابت قدمی کی وجہ سے قربانیوں کی طرح تلواروں کے نیچے بہایا گیا

جاءوك منهوبين كالعريان
فسترتهم بملاحف الايمان

وہ تیرے حضور لوٹے ہوئے اور ننگے آئے
جس پر تو نے ایمان کی چادریں ان کو پہنائیں

صادفتهم قوما كروث ذلة
فجعلتهم كسبيكة العقيان

تو نے گوبر کی طرح ان کو ایک ذلیل قوم پایا
اور سونے کی ڈلی کی طرح بنا دیا

حتى انثنى بر كمثل حديقة
عذب الموارد مثمر الاغصان

یہاں تک کہ (عرب کا) جنگل اس باغ کی مانند ہو گیا
جس کے چشمے شیریں اور درختوں کی شاخیں پھل دار ہوں

عادت بلاد العرب نحو نضارة
بعد الوجى والمحل والخسران

عرب کی زمین ویرانی اور خشکی
اور تباہی کے بعد سرسبز ہو گئی

كان الحجاز مغازل الغزلان
فجعلتهم فانين في الرحمان

ملک حجاز زنان آہو چشم کے عشقیہ مذاکروں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا مگر تو نے ان کو رحمان میں فانی بنا دیا

شيئان كان القوم عميا فيهما
حسو العقار وكثرة النسوان

دو باتیں تھیں جن میں وہ اندھے ہو رہے تھے
شراب کا پینا اور عورتوں کی کثرت

اما النساء فحرمت انكاحها
زوجا له التحريم في القرآن

عورتوں کی نسبت تو یوں فیصلہ ہوا کہ ان خاوندوں سے
ان کا نکاح حرام کر دیا گیا جنکی حرمت قرآن میں آگئی ہے

وجعلت دسكرة المدام مخربا
وازلت حانتها من البلدان

اور شراب خانوں کو تو نے ویران کر دیا
اور شراب کی دکانیں شہروں سے اٹھوا دیں

كم شارب بالرشف دنا طافحا
فجعلته في الدين كالنشوان

بہتیرے تھے جو خم کے خم مے پی جاتے تھے
جنہیں تو نے دین کے متوالے کر دیا

كم محدث مستنطق العيدان
قد صار منك محدث الرحمان

بہتیرے بدکردار تھے سارنگیوں سے باتیں کرنیوالے
جو تیرے طفیل رحمان کے ہمکلام ہو گئے

كَمْ مُسْتَهَامٍ لِلرَّشُوفِ تَعَشُّقًا ۔۔۔ فَجَذَبْتَهُ جَذْبًا إِلَى الْفُرْقَانِ

بہتیرے تھے جو خوشبو دہن عورتوں کے عشق میں سرگرداں تھے۔ تونے انہیں فرقان کی طرف کھینچ لیا

أَحْيَيْتَ أَمْوَاتَ الْقُرُونِ بِجَلْوَةٍ ۔۔۔ مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

تونے صدیوں کے مردوں کو ایک جلوہ سے زندہ کردیا ۔۔۔ کون ہے جو اس شان میں تیرے جیسا ہے

تَرَكُوا الْغَبُوقَ وَبَدَّلُوا مِنْ ذَوْقِهِ ۔۔۔ ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَيْلَةِ الْأَحْزَانِ

انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اسکی ۔۔۔ لذت کی بجائے راتوں میں دعا کی لذت اختیار کرلی

كَانُوا بِرَنَّاتِ الْمَثَانِي قَبْلَهَا ۔۔۔ قَدْ أُحْصِرُوا فِي شُحِّهَا كَالْعَانِي

اس سے پہلے وہ دو تاروں کی سروں کی محبت میں ۔۔۔ قیدیوں کی طرح گرفتار تھے

قَدْ كَانَ مَرْتَعُهُمْ أَغَانٍ دَائِمًا ۔۔۔ طَوْرًا بِغِيدٍ تَارَةً بِدِنَانِ

ہمیشہ ان کی فرحت و خوشی کا میدان راگ رنگ تھا ۔۔۔ کبھی نازک اندام عورتوں کے اسیر اور کبھی خم ہے کے گرفتار

مَا كَانَ فِكْرٌ غَيْرُ فِكْرِ غَوَانٍ ۔۔۔ أَوْ شُرْبِ رَاحٍ أَوْ خَيَالِ جِفَانٍ

حسینہ عورتوں سے دلبستگی کے سوا اور کچھ فکر ہی نہ تھی ۔۔۔ یا شراب نوشی تھی یا سامان خورد و نوش کا تصور تھا

كَانُوا كَمَشْغُوفِ الْفَسَادِ بِجَهْلِهِمْ ۔۔۔ رَاضِيْنَ بِالْأَوْسَاخِ وَالْأَدْرَانِ

بیوقوفی سے فساد کے شیفتہ تھے ۔۔۔ میل کچیل اور ناپاکی پر خوش تھے

عَيْبَانِ كَانَ شِعَارَهُمْ مِنْ جَهْلِهِمْ ۔۔۔ حُمُقُ الْحِمَارِ وَوَثْبَةُ السِّرْحَانِ

جہالت سے دو عیب توان کے شامل حال تھے ۔۔۔ آڑ گدھے کی اور حملہ بھیڑیے کا

فَطَلَعْتَ يَا شَمْسَ الْهُدٰى نُصْحًا لَّهُمْ ۔۔۔ لِتُضِيْئَهُمْ مِّنْ وَّجْهِكَ النُّوْرَانِي

اتنے میں اے آفتاب ہدایت انکی خیر خواہی کے لئے تونے طلوع کیا کہ اپنے نورانی چہرہ سے انہیں منور کرے

أُرْسِلْتَ مِنْ رَّبٍّ كَرِيْمٍ مُّحْسِنٍ ۔۔۔ فِي الْفِتْنَةِ الصَّمَّاءِ وَالطُّغْيَانِ

تو خوفناک فتنے اور طغیان کے وقت ۔۔۔ خداوند کریم کی طرف سے بھیجا گیا

يَا لَلْفَتٰى مَا حُسْنُهٗ وَجَمَالُهٗ

واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے

رَيَّاهُ يُصْبِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ

جسکی خوشبو دل کو ریحان کی طرح شیفتہ کر لیتی ہے

وَجْهُ الْمُهَيْمِنِ ظَاهِرٌ فِيْ وَجْهِهٖ

اس کے چہرہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے

وَشُئُوْنُهٗ لَمَعَتْ بِهٰذَا الشَّانِ

اور اسکی شان سے خدا کی شان نمایاں ہو گئی ہے

فَلِذَا يُحَبُّ وَيَسْتَحِقُّ جَمَالُهٗ

اسی لئے وہ محبوب ہے اور اسکا جمال اس لائق ہے کہ تمام

شَغَفًا بِهٖ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ

دوستوں کو چھوڑ کر اسی کے جمال سے دلبستگی پیدا کیجائے

سُجُحٌ كَرِيْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰى

خوش خو کریم سخی عاشق تقوٰے

خِرْقٌ وَّفَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْيَانِ

کریم الطبع اور تمام اسخیاء سے بڑھکر سخی

فَاقَ الْوَرٰى بِكَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ

اپنے کمال اور جمال اور جلال اور تازگی دل کے

وَجَلَالِهٖ وَجَنَانِهِ الرَّيَّانِ

سبب سے تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى

بے شک محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم خیر الورٰی

رَيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

برگزیدہ کرام اور چیدۂ اعیان ہیں۔

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ

خُتِمَتْ بِهٖ نَعْمَاءُ كُلِّ زَمَانِ

ہر قسم کی فضیلت کی صفتیں آپ کے وجود میں اپنے کمال کو پہنچ گئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں۔

وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ

اللہ کی قسم آنحضرت شاہی دربار کے اعلٰی افسر کی طرح ہیں اور

وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

آپ ہی کے ذریعہ سے دربار سلطانی میں رسائی ہو سکتی ہے

هُوَ فَخْرُ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَّمُقَدَّسٍ

آپ ہر مطہر اور مقدس کا فخر ہیں

وَبِهٖ يُبَاهِي الْعَسْكَرُ الرُّوْحَانِيْ

اور روحانی لشکر کو آپ ہی کے وجود پر ناز ہے

هُوَ خَيْرُ كُلِّ مُقَرَّبٍ مُتَقَدِّمٍ

آپ ہر آگے بڑھنے والے مقرب سے افضل ہیں

وَالْفَضْلُ بِالْخَيْرَاتِ لَا بِزَمَانِ

اور فضیلت کا مدار خوبیوں پر ہوتا ہے نہ کہ زمانہ پر

وَالطَّلُّ قَدْ یَبْدُوْ اَمَامَ الْوَابِلِ
چنانچہ ہلکا مینہ موسلا دھار بارش سے پہلے آتا ہے
فَالطَّلُّ طَلٌّ لَیْسَ کَالتَّهْتَانِ
لیکن ہلکا مینہ اور جھڑی میں بڑا فرق ہے

بَطَلٌ وَّحِیْدٌ لَّا تَطِیْشُ سِهَامُهٗ
آپ یگانہ پہلوان ہیں آپ کے تیر کبھی خطا نہیں جاتے
ذُوْمُصْمِیَاتٍ مُّوْبِقُ الشَّیْطَانِ
آپ نشانہ کی زد تیروں کے مالک ہیں اور شیطان کے ہلاک کنندہ ہیں

هُوَ جَنَّةٌ اِنِّیْ اَرٰی اَثْمَارَهٗ
آپ ایک باغ ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے پھل
وَقُطُوْفُهٗ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِیْ
اور خوشے میرے دل کے قریب کئے گئے ہیں۔

اَلْفَیْتُهٗ بَحْرَ الْحَقَائِقِ وَالْهُدٰی
میں نے آپ کو حقائق اور ہدایت کا سمندر پایا
وَرَأَیْتُهٗ کَالدُّرِّ فِی اللَّمْعَانِ
اور چمک دمک میں آپ کو موتی دیکھا

قَدْ مَاتَ عِیْسٰی مُطْرِقًا وَّنَبِیُّنَا
عیسیٰ ؑ چپ چاپ گزر گئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
حَیٌّ وَّرَبِّیْ اِنَّهٗ وَافَانِیْ
زندہ ہیں اور بخدا وہ مجھ سے ملے بھی ہیں

وَاللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ رَأَیْتُ جَمَالَهٗ
قسم بخدا میں نے آپ کا جمال
بِعُیُوْنِ جِسْمِیْ قَاعِدًا بِمَکَانِیْ
دیدۂ سر سے اپنے مکان میں بیٹھے دیکھا ہے

هَا اِنْ تَظَنَّیْتَ ابْنَ مَرْیَمَ عَائِشًا
دیکھو اگر تم ابن مریم کو زندہ سمجھتے ہو۔
فَعَلَیْکَ اِثْبَاتًا مِّنَ الْبُرْهَانِ
تو دلیل سے ثبوت پیش کرنا تمہارا فرض ہے

اَفَاَنْتَ لَاقَیْتَ الْمَسِیْحَ بِیَقْظَةٍ
کیا تم کبھی بیداری میں مسیح سے ملے ہو
اَوْ جَاءَکَ الْاَنْبَاءُ مَنْ یَّقْظَانِ
یا کسی جیتے جاگتے نے تمہیں خبر دی ہے کہ وہ زندہ ہیں

اُنْظُرْ اِلَی الْقُرْاٰنِ کَیْفَ یُبَیِّنُ
قرآن کو دیکھو کہ وہ کیسے صاف اسکی موت کا ذکر کرتا ہے
اَفَاَنْتَ تُعْرِضُ عَنْ هُدَی الرَّحْمٰنِ
کیا تم رحمٰن کی ہدایت سے منہ پھیرتے ہو

فَاعْلَمْ بِاَنَّ الْعَیْشَ لَیْسَ بِثَابِتٍ
جان لو کہ حیات کا کوئی ثبوت نہیں ہے
بَلْ مَاتَ عِیْسٰی مِثْلَ عَبْدٍ فَانٍ
بلکہ (حضرت) عیسیٰ ایک فانی بندہ کی طرح فوت ہوگئے

وَنَبِيُّنَا حَيٌّ وَّاِنِّيْ شَاهِدٌ — وَقَدِ اقْتَطَفْتُ قَطَائِفَ اللُّقْيَانِ

اور ہمارے نبی زندہ ہیں اور میں گواہ ہوں — اور میں آپ کی ملاقات کے ثمرات سے بہرہ مند ہوا ہوں

وَرَأَيْتُ فِيْ رَيْعَانِ عُمْرِيْ وَجْهَهٗ — ثُمَّ النَّبِيُّ بِيَقْظَتِيْ لَاقَانِيْ

میں نے آغاز جوانی میں آپؐ کا چہرہ دیکھا — پھر آنحضرتؐ بیداری میں مجھ سے ملے

اِنِّيْ لَقَدْ اُحْيِيْتُ مِنْ اِحْيَائِهٖ — وَاهًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْيَانِيْ

میں آپؐ کے زندہ کرنے سے زندہ کیا گیا ہوں — سبحان اللہ! کیسا اعجاز ہے اور میں بھی کیا خوب زندہ ہوا ہوں

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا — فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اے میرے رب اپنے نبیؐ پر ہمیشہ درود بھیج — اس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی

يَا سَيِّدِيْ قَدْ جِئْتُ بَابَكَ لَاهِفًا — وَالْقَوْمُ بِالْاِكْفَارِ قَدْ اٰذَانِيْ

میرے آقا میں سخت غمزدہ ہو کر تیرے دروازہ پر حاضر ہوا ہوں — اور قوم نے مجھے کافر کہہ کر سخت ستایا ہے

يَفْرِيْ سِهَامُكَ قَلْبَ كُلِّ مُحَارِبٍ — وَيَشُجُّ عَزْمُكَ هَامَةَ الثُّعْبَانِ

تیرے تیر ہر جنگجو کے دل کو چھیدتے ہیں — اور تیرا عزم اژدہاؤں کے سر کو کچلتا ہے

لِلّٰهِ دَرُّكَ يَا اِمَامَ الْعَالَمِ — اَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَيِّدُ الشُّجْعَانِ

آفریں تجھے اے امام جہاں — تو سب سے بڑھا ہوا اور شجاعوں کا سردار ہے

اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَّتَحَنُّنٍ! — يَا سَيِّدِيْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

مجھ پر رحم اور محبت کی نظر کر — اے میرے آقا میں تیرا ایک ناچیز غلام ہوں

يَا حِبِّ اِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً — فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِيْ

اے میرے پیارے تیری محبت میری جان — میرے سر اور دماغ میں رچ گئی ہے

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ — لَمْ اَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ اٰنٍ

تیرے منہ کی یاد سے اے میری خوشی کے باغ — میں کبھی ایک لحظہ بھی فارغ نہیں رہتا

جِسْمِيْ يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

میرا جسم شوق غالب کے سبب سے تیری طرف اڑا جاتا ہے
اے کاش مجھ میں اڑنے کی قوت ہوتی

(آئینہ کمالات اسلام)

اَیْضًا

يَا قَلْبِيَ اذْكُرْ اَحْمَدَا
عَيْنَ الْهُدٰى مُفْنِي الْعِدَا

اے میرے دل احمد کو یاد کر
وہ ہدایت کا چشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنیوالا ہے

بَرٌّ كَرِيْمٌ مُّحْسِنٌ
بَحْرُ الْعَطَايَا وَالْجَدَا

نیک ہے کریم ہے محسن ہے
بخششوں اور سخاوتوں کا سمندر ہے

بَدْرٌ مُّنِيْرٌ زَاهِرٌ
فِيْ كُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

چودھویں کا چاند ہے نورانی ہے روشن ہے
ہر بات میں اس کی تعریف کی گئی ہے

اِحْسَانُهٗ يُصْبِي الْقُلُوْبَ
وَحُسْنُهٗ يُرْوِي الصَّدَا

اس کا احسان دلوں کو مائل کرتا ہے
اور اس کا حسن پیاس کو بجھاتا ہے

مَا اِنْ رَّاَيْنَا مِثْلَهٗ
لِلنَّائِمِيْنَ مُسَهِّدَا

ہم نے اس جیسا
سوتوں کو جگانے والا اور کوئی نہیں دیکھا

اَلْمُصْطَفٰى وَالْمُجْتَبٰى
وَالْمُقْتَدَا وَالْمُجْتَدَا

وہ مصطفٰی ہے اور مجتبٰی ہے
اور مقتدا ہے اور اس سے جود و عطا طلب کیجاتی ہے

جُمِعَتْ مَرَابِيْعُ الْهُدٰى
فِيْ وَبْلِهٖ حِيْنَ النَّدَا

ہدایت کی بارشیں اسکی بارش پر
اسکی سخاوت کے وقت اکٹھی کی گئی ہیں

نَسِيَ الزَّمَانُ رِهَامَهٗ
مِنْ جُوْدِ هٰذَا الْمُقْتَدَا

زمانہ اپنی آہستہ آہستہ مسلسل بارش کو
اس مقتدا کی بارش کی وجہ سے بھول گیا ہے

(کرامات الصادقین)

ایضاً بزبان فارسی

در بارۂ عظمت شان و کمال فیضان و شفقت و برکات محبت و اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

در دلم جوشد ثنائے سرورے	۱	آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل	۲	آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے
آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است	۳	ہمچو طفلے پروریدہ در برے
آنکہ در بِر و کرم بحرِ عظیم	۴	آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار	۵	آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
آں رحیم و رحمِ حق را آیتے	۶	آں کریم و جودِ حق را مظہرے
آں رخِ فرخ کہ یک دیدارِ او	۷	زشت رو را میکند خوش منظرے
آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است	۸	صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او	۹	رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے

(۱) میرے دل میں ایک سردار کی ثنا جوش مار رہی ہے۔ جو خوبی میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا (۲) جس کی جان یار ازل (خدا تعالیٰ) کی عاشق ہے۔ اور جس کی روح اس دلبر سے وصل رکھتی ہے (۳) جس کو خدا تعالیٰ کی عنایتوں نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور بچے کی طرح اپنی گود میں پالا (۴) جو نیکی اور بخشش میں ایک بڑا سمندر ہے۔ اور کامل مہربانی میں یکتا موتی (کی طرح) ہے (جس کی نظیر نہ ہو) (۵) جو سخاوت کرنے میں موسم بہار کا بادل ہے اور جو فیض اور عطا کے آفتاب ماہتاب کا مشرق ہے (۶) جو رحیم ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہے۔ جو کریم ہے اور خدا تعالیٰ کی بخشش اسکے وجود میں ظاہر ہوئی ہے (۷) وہ مبارک چہرہ جس کو ایک دفعہ دیکھ لینا بدصورت کو خوش شکل بنا دیتا ہے (۸) وہ دل روشن کہ جس نے بیشمار ایسے دلوں کو جو سیاہ تھے ستارہ کی طرح روشن کر دیا ہے (۹) وہ مبارک قدم جس کا وجود رب العالمین کی طرف سے مجسم رحمت بن کر آیا

احمدِ آخر زماں کز نورِ او	۱۰	شد دلِ مردم زخور تاباں ترے
از بنی آدم فزوں تر در جمال	۱۱	وز لآلی پاک تر در گوہرے
بر لبش جاری ز حکمت چشمۂ	۱۲	در دلش پر از معارف کوثرے
بہرِ حق داماں ز غیرش بر فشاند	۱۳	ثانیۂ او نیست در بحر و برے
آں چراغش داد حق کش تا ابد	۱۴	نے خطرِ نے غم ز بادِ صرصرے
پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل	۱۵	بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے
تیرِ او تیزی بہر میداں نمود	۱۶	تیغِ او ہر جا نمودہ جوہرے
کرد ثابت بر جہاں عجزِ بتاں	۱۷	وا نمودہ زورِ آں یک قادرے
تا نماند بے خبر از زورِ حق	۱۸	بت ستاؤ بت پرست و بت گرے
عاشقِ صدق و سداد و راستی	۱۹	دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

(۱۰) اس سردار کا نام احمدؐ آخر زمان ہے۔ جسکے نور سے لوگوں کے دل سورج سے بھی زیادہ چمکنے والے بن گئے (۱۱) وہ آدم کی اولاد میں سے سب سے بڑھکر صاحب جمال ہے اور اپنی اصلیت میں موتیوں سے بھی زیادہ پاک ہے اسکے ہونٹوں پر حکمت کا چشمہ جاری ہے۔ اسکے دل میں حقائق اور معارف سے بھرا ہوا ایک کوثر ہے (۱۲) خدا کے لئے خدا کے غیر سے اسنے اپنا دامن خالی کر دیا۔ تری اور خشکی میں اسکا کوئی ثانی نہیں ہے (۱۳) خدا تعالیٰ نے اسکو ایک ایسا چراغ دیا ہے کہ ہمیشہ کیلئے اس چراغ کو کسی آندھی سے بجھنے کا کوئی خطرہ اور غم نہیں ہے (۱۴) وہ خدا تعالیٰ کا پہلوان ہے اپنی کمر پر شوکت اور رعب کی تلوار باندھے ہوئے (۱۵) لڑائی کے ہر ایک میدان میں اسکے تیر نے اپنی تیزی دکھائی ہے۔ اسکی تلوار نے ہر ایک مقام پر اپنی کاٹ کا جوہر دکھایا ہے (۱۶) تمام دنیا کے لوگوں پر اسنے بتوں کا عاجز ہونا ثابت کر دیا اور خداوند مقتدر کا زور اسنے انکو دکھلا دیا ہے (۱۷) تاکہ کوئی بتوں کی تعریف اور پرستش کرنیوالا اور بت بنانیوالا خدا تعالیٰ کی طاقت سے بیخبر نہ رہے (۱۸) سچائی اور راستی اور نیکی [illegible] کا عاشق اور جھوٹ اور فساد اور ہر ایک برائی کا دشمن

خواجه و مر عاجزاں را بندهٔ	۲۰	بادشاه و بیکساں را چاکرے
آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید	۲۱	کس ندیده در جہاں از مادرے
از شرابِ شوقِ جاناں بیخودے	۲۲	در سرِ ش بر خاک بنهاده سرے
روشنی از وے بهر قومے رسید	۲۳	نورِ او خورشید بر هر کشورے
آیت رحماں برائے هر بصیر	۲۴	حجّتِ حق بهرِ هر دیده ورے
ناتُواناں را برحمت دستگیر	۲۵	خستہ جاناں را بہ شفقت غمخورے
حسن روئیش بہ زماه و آفتاب	۲۶	خاکِ کوئیش بہ ز مشکِ عنبرے
آفتاب و مہ چہ مے مانَد بدو	۲۷	در دلش از نورِ حق صد نیّرے
یک نظر بهتر ز عمرِ جاوداں	۲۸	گر فتد کس را براں خوش پیکرے
منکہ از حُسنش همیدارم خبر	۲۹	جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

(۲۰) آقا ہو کر عاجزوں کی غلامی اختیار کرنے والا۔ بادشاہ ہو کر بے کسوں کا خادم (۲۱) جو شفقت اور محبت خلقِ خدا نے اس سے دیکھی ہے دنیا میں کسی نے اپنی ماں کی طرف سے بھی نہیں دیکھی (۲۲) اپنے محبوب کی محبت کے نشہ میں اپنے آپ سے بیخبر۔ اسکی یاد میں سر بسجود (۲۳) اس کی روشنی ہر ایک قوم کو پہنچی۔ اس کا نور ہر ایک ملک پر چمکا (۲۴) وہ ہر ایک بینا کے لئے خدا تعالےٰ کا ایک نشان ہے۔ اور ہر ایک دیکھنے والے کے لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کی حجت ہے (۲۵) کمزوروں پر رحم کر کے ان کا ہاتھ پکڑنے والا شکستہ دلوں کی شفقت سے غمخواری کرنے والا (۲۶) اس کے چہرہ کا جمال چاند اور سورج سے بڑھکر ہے۔ اسکی گلی کی مٹی مشک اور عنبر سے بہتر ہے (۲۷) سورج اور چاند بھلا اس جیسے کہاں ہو سکتے ہیں۔ اس کے دل میں تو خدا تعالےٰ کے نور کے صدہا چاند اور سورج ہیں (۲۸) اس حسین کو ایک دفعہ دیکھ لینا ہمیشہ کی زندگی سے بہتر ہے (۲۹) چونکہ مجھے اس کے حسن کا علم ہے اسلئے جہاں دوسروں نے لئے اپنا صرف دل دیا ہے۔ وہاں میں اس پر اپنی جان بھی قربان کرتا ہوں

یادِ آں صورت مرا از خود برد	۳۰	ہر زماں مستم کند از ساغرے
مے پریدم سوئے کوئے او مدام	۳۱	من اگر مے داشتم بال و پرے
لالہ و ریحاں چہ کار آید مرا	۳۲	من سرے دارم بآں رُو و سرے
خوبیٔ او دامنِ دل مے کشد	۳۳	مُو کشانم مے برد زور آورے
دیدہ ام کو ہست نورِ دیدہ ہا	۳۴	در اثر مہرش چو مہرِ انورے
تافت آں روئے کزاں رو سر نتافت	۳۵	یافت آں درماں کہ بگزید آں درے
ہر کہ بے او زد قدم در بحرِ دیں	۳۶	گرد در اول قدم گم معبرے
اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر	۳۷	زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے
شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم	۳۸	جوہرے انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال	۳۹	لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(۳۰) اس صورت کی یاد مجھے بیخود کر رہی ہے۔ جو مجھے ہر وقت (محبت کی) شراب سے مست رکھتی ہے (۳۱) اگر میرے پر ہوتے تو میں اڑ کر اسکی گلی میں پہنچتا (۳۲) گلاب اور چنبیلی کے پھول میرے کس کام۔ میرا تصور تو اسی چہرے اور سر کی طرف لگا رہتا ہے (۳۳) اسکی خوبی میرے دل کے دامن کو کھینچ رہی ہے۔ اور ایک زوردار چیز مجھے گھسیٹے لئے جا رہی ہے (۳۴) میں نے دیکھ لیا ہے۔ کہ وہی آنکھوں کا نور ہے۔ اسکی محبت تاثیر کے لحاظ سے آفتاب کی طرح ہے (۳۵) اس شخص کا چہرہ روشن ہوا جس نے اپنا منہ اسکی طرف سے نہیں پھیرا اور اس شخص نے شفا پائی جس نے اس دروازے کو اختیار کر لیا (۳۶) جس شخص نے اس سے الگ ہو کر دین کے سمندر میں قدم مارا۔ اس نے پہلے ہی قدم میں جائے عبور کو گم کر دیا (۳۷) لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود علم و حکمت میں بے نظیر۔ اس سے بڑھ کر (اسکے سچا ہونے کی) اور کونسی روشن دلیل ہو سکتی ہے (۳۸) انسان کے جوہر کا جو بالکل پوشیدہ تھا اس کے ذریعے سے پوری طرح پتہ لگ گیا (۳۹) اس کے پاک وجود پر ہر ایک کمال ختم ہوا جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک پیغمبر کا اختتام ہو گیا۔

آفتاب ہر زمین و ہر زماں	۴۰	رہبر ہر اسود ہر احمرے
مجمع البحرین علم و معرفت	۴۱	جامع الاسمین ابر و خاورے
سالکاں را نیست غیر از وے امام	۴۲	رہرواں را نیست جز وے رہبرے
جائے او جائے کہ طیر قدس را	۴۳	سوزد از انوار آں بال و پرے
خلق را بخشیدہ از حق کام جاں	۴۴	وارہانیدہ ز کام اژدرے
یک طرف حیراں از و شاہان وقت	۴۵	یک طرف مبہوت ہر دانشورے
نے بعلمش کس رسید و نے بزور	۴۶	در شکستہ کبر ہر متکبرے
او چہ میدارد بمدح کس نیاز	۴۷	مدح او خود فخر ہر مدحت گرے
ہست او در روضہ قدس و جلال	۴۸	وز خیال مادحاں بالاترے
اے خدا بر وے سلام ما رساں	۴۹	ہم براخوانش ز ہر پیغمبرے

(۴۰) وہ ہر ایک ملک اور ہر زمانہ کا سورج ہے۔ اور ہر ایک کالے اور گورے کا رہنما (۴۱) وہ علم کے سمندر اور معرفت کے سمندر کے جمع ہونے کی جگہ ہے اور اسکے دو نام ہیں آبر بھی (جو سورج میں حائل ہوتا ہے) اور مشرق بھی (جو سورج نکالتا ہی) (۴۲) سالکوں کا اسکے سوا اور کوئی امام نہیں۔ اور راہروؤں کو اسکے سوا اور کوئی رستہ دکھانیوالا نہیں (۴۳) اسکا مقام وہ مقام ہے کہ اسکے انوار سے طائر قدس کے وہاں جانے سے پر جلتے ہیں (۴۴) خلقت کو اسکی دلی مراد عطا فرمائی یعنی حق اور راستی۔ اور اسکو اژدہا کے منہ سے چھڑایا (۴۵) ایک طرف تو بادشاہان وقت اسکے جاہ و جلال کو دیکھکر حیران ہیں۔ اور دوسری طرف ہر ایک عقل کا مدعی (اسکے علم اور عقل کو دیکھکر) ششدر ہے (۴۶) اسکے علم اور اسکی طاقت کا کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔ ہر ایک متکبر کے غرور کو اسنے توڑ دیا (۴۷) اسکو کیا حاجت ہی کہ کوئی اسکی تعریف کرے۔ اسکی تعریف کرنا خود تعریف کرنیوالے کیلئے باعث فخر ہے (۴۸) وہ قدس اور جلال کے باغ میں رہتا ہے۔ اور تعریف کرنیوالوں کے خیالات کی رسائی سے بالاتر ہے (۴۹) اے خدا ہمارا سلام اسکو پہنچا۔ اور اسکے بھائیوں کو بھی یعنی ہر ایک پیغمبر کو۔

اولِ آدم آخرِ شاں احمدؐ است	۵۰	اے خنک آنکس کہ بیند آخرے
انبیاءؑ روشن گہر ہستند لیک	۵۱	ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے
ماہمہ پیغمبراں را چاکریم	۵۲	ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے
ہر رسولے کو طریقِ حق نمود	۵۳	جانِ ما قرباں برآں حق پرورے
اے خداوندم بہ خیلِ انبیاءؑ	۵۴	کش فرستادی بہ فضلِ او فرے
معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم	۵۵	مے بدہ زاں ساں کہ دادی ساغرے
اے خداوندم بنامِ مصطفٰےؐ	۵۶	کش شدی در ہر مقامے ناصرے
دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم	۵۷	در مہم باشں یار و یاورے
تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من	۵۸	ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

براہین صـ ۲۶-۸

(۵۰) ان میں سے سب سے پہلا آدم ہے اور سب سے آخر احمدؐ ہے۔ کیا ہی خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اس آخر میں آنے والے کو دیکھنا نصیب ہو (۵۱) تمام انبیاء روشن گوہر والے ہیں لیکن۔ ان میں سے سب سے زیادہ روشن احمدؐ ہے (۵۲) ہم تمام پیغمبروں کے خادم ہیں۔ مٹی کی طرح ان کے دروازے پر پڑے ہوئے (۵۳) جس رسول نے بھی خدا تعالیٰ کا رستہ دکھایا۔ ہماری جان ایسے حق پرور پر قربان ہے (۵۴) اے میرے خدا! انبیاءؑ کے گروہ کے طفیل جس کو تو نے اپنے بہت بڑے فضل سے بھیجا (۵۵) جب تو نے مجھے دل دیا ہے تو اس کو اپنی معرفت بھی دے۔ اور جس طرح تو نے پیالہ دیا ہے۔ اسی طرح شراب بھی دے (جو اس میں ڈال کر پیوں) (۵۶) اے میرے خدا اس مصطفٰےؐ کے نام کے طفیل جس کی تو نے ہر مقام میں مدد کی ہے (۵۷) اپنے لطف و کرم سے میری دستگیری کر۔ اور میری مشکل میں میرا مددگار اور حامی ہو (۵۸) مجھے تو تیری ہی طاقت اور زور پر بھروسا ہے۔ ورنہ میں تو مٹی بلکہ اس سے بھی کم ہوں۔

ایضاً در عظمت شان و ہمدردی خلق و برکات اتباع و عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مصرع اول	#	مصرع دوم
چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار	۱	عاجز از مدحش زمین و آسماں و ہر دو دار
آں مقامِ قرب کو دارد بدلدار قدیم	۲	کس نداند شانِ آں از واصلان کردگار
آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو	۳	کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں اندر دیار
سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں	۴	آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار
آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ باآیاتِ او	۵	رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور پروردگار
آں کہ دارد قرب خاص اندر جنابِ پاک حق	۶	آں کہ شانِ او نہ فہمد کس ز خاصان و کبار
احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر	۷	آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار
ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ	۸	کس نگردد روز محشر جز پناہش رستگار
از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال	۹	آسمانہا پیشِ اوجِ ہمت او ذرہ وار

(۱) مجھ سے اس عالی خاندان سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے۔ اسکی تعریف سے تو زمین اور آسمان بلکہ دونوں جہان عاجز ہیں (۲) اسکے قرب کے مقام کی شان کو جو وہ خدا تعالےٰ کے پاس رکھتا ہے۔ مقربان الٰہی اور بڑی شان کے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا (۳) وہ مہربانیاں جو محبوب ازل (خدا تعالےٰ) کی اسپر ہیں۔ دنیا میں اس جیسی مہربانیاں کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں (۴) وہ خدا تعالےٰ کے خاص بندوں کا سردار ہے اور عاشقان الٰہی کے گروہ کا بادشاہ۔ اس کی روح نے محبوب کے وصل کی ہر منزل کو طے کیا (۵) وہ مبارک قدم جسکی مجموعہ معجزات ہستی ذات رب العالمین و پروردگار عالم کی طرف سے رحمت بن کر آئی (۶) جو خدا تعالےٰ کی جناب میں وہ خاص قرب رکھتا ہے۔ جس کی شان کو خاص اور بڑے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا (۷) وہ احمدؐ آخر زماں ہے جو پہلوں کے لئے فخر کی جگہ ہے۔ اور پچھلوں کا پیشوا جائے پناہ کہف اور قلعہ (۸) اس کی عالیشان بارگاہ جہاں کو پناہ دینے والی کشتی ہے۔ قیامت کے دن کوئی بھی اسکی پناہ کے سوا خلاصی نہیں پائیگا (۹) کمال کی ہر ایک قسم میں ہر ایک چیز سے بڑھکر ہے۔ اسکی ہمت کی بلندی کے سامنے (تمام) آسمان ایک ذرہ کے برابر ہیں۔

۱۰ منظہرِ نورے کہ پنہاں بود از عہدِ ازل | مطلعِ شمسے کہ بود از ابتدا در استتار

۱۱ صدرِ بزمِ آسماں و حجۃ اللہ بر زمیں | ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

۱۲ ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل | ہر دم و ہر ذرہ اش پر از جمالِ دوستدار

۱۳ حسنِ روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب | خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

۱۴ ہست او از عقل و فکر و وہمِ مردم دور تر | کے مجالِ فکر تا آں بحرِ ناپیدا کنار

۱۵ روحِ او در گفتنِ قولِ بلیٰ اول کسے | آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار

۱۶ جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش | جاں نثارِ خستہ جاناں بیدلاں را غمگسار

۱۷ اندر آں وقتیکہ دنیا پر ز شرک و کفر بود | ہیچ کس را خوں نشد دل جز دلِ آں شہریار

۱۸ ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بت آگہ نشد | ایں خبر شد جانِ احمدؐ را کہ بود از عشق زار

۱۹ کس چہ میداند کہ زاں نالہ ہا باشد خبر | کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار

(۱۰) وہ اس نور کا مظہر ہے جو ازل سے پوشیدہ تھا۔ وہ اس سورج کا مطلع ہے جو ابتدا سے چھپا ہوا تھا (۱۱) آسمان والوں کی مجلس کا صدر ہے اور زمین پر خدا کی حجت ہے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کا بہت بڑا اور محکم نشان ہے (۱۲) اس کے وجود کا ہر ایک رگ و ریشہ خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس کا ہر ایک سانس اور ہر ایک ذرہ محبوبِ حقیقی کے جمال سے پر ہے (۱۳) اسکے چہرہ کا حسن صدہا سورجوں اور چاندوں سے بڑھکر ہے۔ اسکی گلی کی مٹی تاتار کے مشک کے صدہا نافوں سے بہتر ہے (۱۴) وہ لوگوں کی عقل فکر اور وہم سے بالاتر ہے۔ فکر کی کیا مجال ہے۔ کہ اس ناپیداکنار سمندر تک پہنچ سکے (۱۵) بلیٰ کا لفظ کہنے میں اسکی روح سب سے پہلے تھی۔ وہ توحید کا آدم ہے اور آدم (کی پیدائش) سے بھی پہلے اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہے (۱۶) خدا کی مخلوق کے لئے اپنی جان دینا اسکی فطرت میں تھا وہ شکستہ دلوں پر اپنی جان قربان کرنے والا اور بیدلوں کا غمخوار تھا (۱۷) اسوقت جبکہ دنیا شرک اور کفر سے بھری ہوئی تھی۔ اس سرورِ عالم کے دل کے سوا اور کسی کا دل رنج اور غم سے پگھل کر خون نہ ہوا (۱۸) کوئی شخص بھی شرک کی ناپاکی اور بت (پرستی) کی پلیدی سے واقف نہ ہوا۔ اس بات کا صرف احمدؐ کو پتہ لگا۔ جو عشق سے نڈھال تھا (۱۹) کسی کو اس آہ و زاری کی کیا خبر اور کیا علم۔ جو اس شفیع الوریٰ نے لوگوں کے لئے غارِ حرا کے گوشہ میں کی۔

من نمیدانم چہ دردے بود واندوہ وغمے ۲۰ کاندرآں غارے درآوردش حزین و دلفگار

نے زتاریکی توحشش نے زتنہائی ہراس ۲۱ نے زمردن غم نہ خوفِ کژدم و نے بیم مار

کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں ۲۲ نے بجسمِ خویش میلش نے بنفسِ خویش کار

نعرہ ہا پردردمے زداز پئے خلق خدا ۲۳ شد تضرع کاراو پیش خدا لیل و نہار

سخت شورے برفلک افتادزاں عجز و دعا ۲۴ قدسیاں رانیز شد چشم ازغم آں اشکبار

آخراز عجز و مناجات و تضرع کردنش ۲۵ شد نگاہ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

درجہاں از معصیت ہا بود طوفانِ عظیم ۲۶ بود خلق از شرک و عصیاں کور و کر در ہر دیار

ہمچو وقتِ نوحؑ دنیا بود پُر از ہر فساد ۲۷ ہیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار

مرشیاطیں راتسلط بود بر ہر روح و نفس ۲۸ پس تجلی کرد برروحِ محمدؐ کردگار

منت او برہمہ سرخ و سیاہ ثابت است ۲۹ آنکہ بہر نوعِ انساں کرد جانِ خود نثار

(۲۰) میں نہیں جانتا کہ وہ کیسا درد اور دکھ اور غم تھا۔ جو اس کو اس غار میں غمگین اور دلفگار بنا کر لایا (۲۱) نہ تاریکی کی وجہ سے کچھ گھبراہٹ ہوئی نہ تنہائی کی وجہ سے کچھ ڈر پیدا ہوا۔ نہ جان کے خطرہ کی کوئی پرواکی۔ اور نہ سانپ یا بچھو کا خوف کیا (۲۲) غم مخلوق کا کشتہ ملک پر فدا اور خلق خدا پر قربان۔ نہ اسے اپنے جسم کا خیال تھا نہ اپنی جان کی پروا تھی (۲۳) خدا کی مخلوق کے لئے درد سے بھرے نعرے مارتا تھا۔ خدا کے آگے رات دن گڑگڑانا اسکا کام تھا (۲۴) اس عاجزی اور دعاؤں سے آسمان پر سخت شور پڑ گیا۔ اس کے غم سے فرشتے بھی رونے لگے (۲۵) آخرکار اسکی عاجزی اور آہ وزاری اور دعاؤں سے خدا تعالےٰ نے اپنی مہربانی کی نگاہ اندھیری دنیا پر ڈالی (۲۶) دنیا میں گناہوں کا بہت بڑا طوفان آیا ہوا تھا۔ ہر ملک کے لوگ خدا تعالےٰ کی نافرمانی اور شرک کی وجہ سے اندھے اور بہرے ہورہے تھے (۲۷) نوحؑ کے زمانہ کی طرح دنیا ہر ایک خرابی سے بھری ہوئی تھی۔ کوئی دل بھی تاریکی اور گرد و غبار سے خالی نہ تھا (۲۸) ہر ایک روح اور جان پر شیطانوں کا ہی قابو تھا۔ ایسے حال میں خدا تعالےٰ نے محمدؐ کی روح پر اپنی تجلی کی (۲۹) دنیا کے تمام لوگوں پر اس کا احسان ثابت ہے۔ اس نے انسان کے لئے اپنی جان قربان کردی۔

یا نبی اللہ توئی خورشید رہ ہائے ہدیٰ	۳۰	بے تو نارد رو براہے عارفِ پرہیزگار
یا نبی اللہ لب تو چشمۂ جاں پرور است	۳۱	یا نبی اللہ توئی در راہِ حق آموزگار
آں یکے جوید حدیثِ پاک تو از زید و عمرو	۳۲	واں دگر از خود دہانت بشنود بے انتظار
زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعۂ از چشمہ ات	۳۳	زیرک آں مردیکہ کرد است اتباعت اختیار
عارفاں را منتہائے معرفت علمِ رخت	۳۴	صادقاں را منتہائے صدق بر عشقت قرار
بے تو ہرگز دولتِ عرفاں نمے یابد کسے	۳۵	گرچہ میرد در ریاضت ہا و جہد بے شمار
تکیہ بر اعمالِ خود بے عشق رویت ابلہی است	۳۶	غافل از رویت نہ بیند روئے نیکی زینہار
در دمے حاصل شود نورے زعشقِ روئے تو	۳۷	کاں نباشد سالکاں را حاصل اندر روزگار
از عجائب ہائے عالم ہرچہ محبوب و خوش است	۳۸	شان آں ہر چیز بینم در وجودت آشکار
خوشتر از دورانِ عشقِ تو نباشد ہیچ دور	۳۹	خوبتر از وصف و مدحِ تو نباشد ہیچ کار

(۳۰) اے اللہ کے نبی تو ہی ہدایتوں کی راہوں کا سورج ہے۔ تیرے بغیر کوئی بھی عارف اور پرہیزگار رستہ نہیں پا سکتا (۳۱) اے اللہ کے نبی تیری باتیں جان بخشنے والا چشمہ ہے۔ اے اللہ کے نبی خدا کی راہ کا تو ہی دکھانے والا ہے (۳۲) ایک وہ شخص ہے جو تیری باتیں زید اور عمر کے پاس سے ڈھونڈتا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جو بغیر انتظار کے تیرے منہ سے خود سنتا ہے (۳۳) وہی آدمی زندہ ہے جو تیرے چشمہ سے پانی پیتا ہے۔ وہی آدمی عقلمند ہے جس نے تیری اتباع اختیار کی ہے (۳۴) عارفوں کی معرفت کا انتہا تیرے حسن کا علم ہے۔ سچوں کی سچائی کا کمال تیرے عشق پر استقامت ہے (۳۵) معرفت کی دولت تیرے بغیر کوئی بھی نہیں پاتا۔ خواہ کتنی ہی محنت اور کوشش کرے (۳۶) تیرے عشق کے بغیر اپنے اعمال پر بھروسہ کرنا بیوقوفی ہے۔ جو تجھ سے غافل ہے وہ نیکی کا منہ ہرگز نہیں دیکھیگا (۳۷) تیرا عاشق ہو کر فوراً ایسا نور حاصل ہوتا ہے۔ جو سالکوں کو اپنے طور پر ساری عمر میں بھی حاصل نہیں ہوتا (۳۸) دنیا کے عجائبات میں سے جو چیز بھی اچھی ہے۔ اس کی شان تیرے وجود میں میں کھلم کھلا پاتا ہوں (۳۹) جو وقت تیرے عشق میں گزرے اس وقت سے بہتر اور کوئی وقت نہیں۔ تیری ثنا اور تعریف سے اچھا اور کوئی کام نہیں۔

منکہ رہ بُردم بخوبی ہائے بے پایانِ تو	۴۰	جاں گدازم بہر تو گر دیگرے خدمتگذار
ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے مے کند	۴۱	من دعا ہائے بر و بارِ تو اے باغ و بہار
یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے تو ام	۴۲	وقف راہ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار
اتباع و عشق روئیت از رہ تحقیق چیست	۴۳	کیمیائے ہر دلے اکسیر ہر جانِ فگار
دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز است آن دلے	۴۴	ور نثارِ تو نگردد جاں کجا آید بہ کار
دل نمے ترسد بمہر تو مرا از موت ہم	۴۵	پایداری ہا ببیں خوش میروم تا پائے دار
راغب اندر رحمتت یا رحمۃ اللہ آمدیم	۴۶	ایکہ چوں ما بر درِ تو صد ہزار امیدوار
یا نبی اللہ نثارِ روئے محبوبِ تو ام	۴۷	وقف راہت کردہ ام ایں سر کہ بر دوش است بار
تا بمن نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند	۴۸	عشق او در دل ہمی جوشد چو آب از آبشار
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقے مے جہد	۴۹	یک طرف اے ہمدمانِ خام از گردِ جوار

(۴۰) چونکہ مجھے تیری بے انتہا خوبیوں کا علم حاصل ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر دوسرا خدمتگذار ہے۔ تو میں تیرے لئے اپنی جان پیش کرنیوالا ہوں (۴۱) ہر شخص اپنی نماز میں کوئی نہ کوئی دعا کرتا ہے۔ لیکن اے باغ و بہار میں تو تیرے ہی پھلوں پھولوں کے لئے دعا کیا کرتا ہوں (۴۲) اے اللہ کے نبی میں تو تیرے روئیں روئیں پر قربان ہوں۔ اگر مجھے لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں وقف کر دوں (۴۳) تحقیقات کے بعد یہ بات پختہ طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ تیری اتباع اور تیرا عشق ہر ایک دل کے لئے کیمیا ہے اور ہر ایک کچلی ہوئی جان کیلئے اکسیر ہے (۴۴) جو دل تیرا عاشق نہ ہو وہ کس کام کا۔ اور جو جان تجھ پر نثار نہ ہو وہ کس کام کی (۴۵) تیری محبت میں میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ میری ثابت قدمی دیکھ کہ کس طرح خوش خوش سولی کی طرف جا رہا ہوں (۴۶) اے اللہ کی رحمت ہم تیری رحمت کے امیدوار بن کر تیری طرف آئے ہیں۔ تو وہ ہے۔ کہ ہم جیسے لاکھوں امیدوار تیرے دروازے پر پڑے ہیں (۴۷) اے اللہ کے نبی میں آپکے پیارے چہرے پر قربان ہوں۔ میں نے اپنا سر جو میرے کندھوں پر ہے۔ تیری راہ میں وقف کر دیا ہے (۴۸) جب سے رسول پاک کا نور مجھے دکھلایا گیا ہے تب سے میرے دل میں اسکا عشق ایسا جوش مارتا ہے جیسے آبشار کا پانی (۴۹) اسکے عشق کی آگ میری سانس سے اسطرح شعلہ مارتی ہے جیسے بجلی۔ اے کچے عاشقو میرے پاس سے ہٹ جاؤ (ایسا نہ ہو کہ جھلسے جاؤ)

۵۰ برسرِ وجد است دل تا دید روئے او بخواب — برآں روئے وسرش جان وسر ورویم نثار

۵۱ صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن — واں مسیحِ ناصری شد از دمِ او بیشمار

۵۲ تاجدارِ ہفت کشور آفتابِ شرق وغرب — بادشاہِ ملک وملت ملجاءِ ہر خاکسار

۵۳ کامراں آں دل کہ زد در راہِ او از صدق گام — نیک بخت آں سر کہ میدارد سرِ آں شہسوار

۵۴ یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از کفر وشرک — وقت آں آمد کہ بنمائی رُخِ خورشید دار

۵۵ بینم انوارِ خدا در روئے تو اے دلبرم — مستِ عشقِ روئے تو بینم دلِ ہر ہوشیار

۵۶ اہلِ دل فہمند قدرت عارفاں دانند حال — از دو چشمِ شپراں پنہاں خورِ نصف النہار

۵۷ ہر کسے دارد سرے با دلبرے اندر جہاں — من فدائے روئے تو اے دلستانِ گلعذار

۵۸ از ہمہ عالم دل اندر روئے خوبت بستہ ام — بر وجودِ خویشتن کردم وجودت اختیار

۵۹ زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا — رستگاری چیست در بندِ تو بودن صید وار

(۵۰) جب سے میرے دل نے خواب میں اسکی شکل دیکھی ہے تب سے وجد کر رہا ہے۔ میرا سر اور میری جان اور منہ تک سب اسکے سر اور منہ پر قربان ہیں (۵۱) میں لاکھوں یوسف اسکی چاہ ذقن میں دیکھ رہا ہوں۔ اور لاکھوں اسکے دم سے مسیح ناصری بن گئے (۵۲) وہ سات ولایتوں کا تاجدار اور مشرق اور مغرب کا آفتاب ہے۔ ملک اور ملت کا بادشاہ ہے۔ اور ہر ایک خاکسار کی جائے پناہ (۵۳) کامیاب ہے وہ دل جس نے سچائی سے اس کی راہ میں قدم مارا۔ خوش نصیب ہے وہ سر جسمیں اس شہسوار کا شوق بھرا ہوا ہے (۵۴) اے اللہ کے نبی دنیا کفر اور شرک سے تاریک ہوگئی۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ سورج سا چمکتا اپنا چہرہ دکھلائیں (۵۵) اے میرے پیارے میں آپ کے منہ پر خدا تعالےٰ کے انوار دیکھ رہا ہوں۔ ہر ہوشیار کا دل میں آپ کے عشق میں مست دیکھ رہا ہوں (۵۶) آپ کا مرتبہ اور آپ کا حال اہل دل اور عارف ہی جانتے ہیں۔ چمگادڑوں کو دوپہر کا سورج نظر نہیں آتا (۵۷) دنیا میں ہر کسی کا کوئی نہ کوئی معشوق ہے لیکن اے خوبصورت چہرے والے معشوق میں تو تجھ پر ہی فدا ہوں (۵۸) سارے جہان سے اپنا دل ہٹا کر میں نے آپ کے ساتھ ہی لگایا ہے۔ اور اپنے وجود پر آپ کے وجود کو میں نے مقدم کرلیا ہے (۵۹) آپ کی راہ میں جان کو فدا کرنا اصل جینا یہی ہے۔ شکار کی طرح تیری قید میں رہنا اصل آزادی یہی ہے۔

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم	۶۰	تا دلم دورانِ خوں دارد بہ تو دارد مدار
یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار	۶۱	عشقِ تو دارم ازاں روزے کہ بودم شیرخوار
ہر قدم کاندر جنابِ حضرتِ بیچوں زدم	۶۲	دیدمت پنہاں معین و حامی و نصرت شعار
در دو عالم نسبتے دارم بتو از بس بزرگ	۶۳	پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے در کنار
یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکلِ خویش	۶۴	یاد کن ہم وقت دیگر کآمدی مشتاق وار
یاد کن آں لطف و رحمتہا کہ با من داشتی	۶۵	واں بشارتہا کہ میدادی مرا از کردگار
یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا	۶۶	آں جمالے آں رخے آں صورتے رشکِ بہار

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵

ایضاً در عظمت شانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمدؐ است امام و چراغِ ہر دو جہاں	۱	محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترسِ حق مگر بخدا	۲	خدا نما است وجودش برائے عالمیاں

کتاب البریہ صفحہ ۶۵

(۶۰) جب تک میرا وجود ہے آپکا عشق میرے دل میں رہے گا۔ جب تک میرے دل میں خون گردش کرتا رہے گا آپکا ہی عاشق رہے گا (۶۱) اے اللہ کے رسول میں پختہ عہد کے ساتھ آپ کے چہرے کا فدائی ہوں۔ میں تو اس دن سے آپکا عاشق ہوں جبکہ ماں کی گود میں دودھ پیتا تھا (۶۲) جو قدم بھی میں نے خدا تعالیٰ کی درگاہ کی طرف اٹھایا ہے۔ اس میں میں نے آپ کو پوشیدہ طور پر (اپنا) حامی اور مددگار پایا ہے (۶۳) دونوں جہانوں میں مَیں آپ کے ساتھ بہت بڑی نسبت رکھتا ہوں آپ نے خود مجھے بچے کی طرح اپنی گود میں پالا ہے (۶۴) اس وقت کو یاد کرو جبکہ آپ نے کشف میں مجھے اپنی شکل دکھائی۔ اس دوسرے وقت کو بھی یاد کرو جب آپ مشتاق کی طرح میرے پاس آئے (۶۵) اپنی ان عنایتوں اور مہربانیوں کو بھی یاد کرو جو آپ مجھ پر کیا کرتے تھے۔ اور ان بشارتوں کو بھی یاد کریں جو آپ مجھے خدا کی طرف سے دیا کرتے تھے (۶۶) اس وقت کو بھی یاد کریں جب آپ نے جاگنے کی حالت میں مجھے اپنا رشکِ بہار چہرہ اور جمال اور اپنی صورت دکھلائی تھی۔

ایضاً (۱) محمدؐ دونوں جہان کا امام اور چراغ ہے۔ محمدؐ زمین و زمان کو روشن کرنے والا ہے (۲) میں خدا کے خوف کی وجہ سے اُسے خدا تو نہیں کہہ سکتا لیکن خدا کی قسم اس کا وجود تمام مخلوق کے لئے خدا نما ہے۔

ایضاً در برکات محبت و اتباع و عظمت شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عجب نوریست در جانِ محمدؐ ... عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

(۲) ز ظلمتہا دلے آنگہ شود صاف ... کہ گردد از محبانِ محمدؐ

(۳) عجب دارم دلِ آں ناکسانرا ... کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

(۴) ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ... کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

(۵) خدا زاں سینہ بیزارست صد بار ... کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

(۶) خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ... کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ

(۷) اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس ... بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

(۸) اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ... بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

(۹) اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ... محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

(۱۰) سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ... دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جان میں عجیب نور ہے۔ محمدؐ کی کان میں عجیب لعل ہے (۲) تاریکیوں سے دل اسوقت صاف ہوتا ہے جب محمدؐ کے عاشقوں میں سے ہو جائے (۳) مجھے ان کمینوں اور نالائقوں کے دل کی حالت پر تعجب آتا ہے۔ جو محمدؐ کے دسترخوان سے منہ پھیرتے ہیں (۴) مجھے دونوں جہان میں ایسا انسان کوئی نظر نہیں آتا۔ جو محمدؐ کی سی شان و شوکت رکھتا ہو (۵) خدا تعالےٰ اس آدمی سے بالکل بیزار ہے۔ جو اپنے دل میں محمدؐ کا کینہ رکھتا ہو (۶) خدا تعالیٰ اس ذلیل کیڑے کو خود ہی تباہ کردیگا جو محمدؐ کا دشمن ہو (۷) اگر تو نفس کی بدمستی سے نجات پانا چاہتا ہے۔ تو محمدؐ کے مستوں کے ذیل میں آجا (۸) اگر تو چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تیری تعریف کرے۔ تو تُو جان و دل سے محمدؐ کا ثناخواں ہو جا (۹) اگر تو اسبات کا ثبوت چاہتا ہے تو اسکا عاشق بن جا۔ کیونکہ محمدؐ اپنی دلیل آپ ہے (۱۰) میرا سر محمدؐ کے پاؤں کے غبار پر فدا ہے میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان رہے۔

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم	۱۱	نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند	۱۲	نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے	۱۳	کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ
بسے سہلست از دنیا بریدن	۱۴	بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من	۱۵	کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم	۱۶	کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم	۱۷	کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے ببابد	۱۸	نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
دل زارم بہ پہلوئم مجوئید	۱۹	کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم	۲۰	کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق	۲۱	فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

(۱۱) رسول اللہ کے زلفوں کی قسم کہ میں محمدؐ کے رخِ تاباں پر نثار ہوں (۱۲) اس راہ میں خواہ مجھے قتل کیا جائے خواہ جلایا جائے۔ میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیرونگا (۱۳) دین کے کام میں میں سارے جہان کے لوگوں سے بھی نہیں ڈرتا۔ کیونکہ مجھ پر محمدؐ کے ایمان کا رنگ چڑھا ہوا ہے (۱۴) دنیا (کی آلودگی) سے رنجات پانا اور اس سے قطع تعلق کرنا محمدؐ کے حسن اور احسان کی یاد سے بالکل آسان ہو جاتا ہے (۱۵) میرا ہر ذرہ اسکی راہ میں فدا ہو گیا۔ کیونکہ میں نے محمدؐ کے پوشیدہ حسن کو دیکھ لیا (۱۶) میں کسی دوسرے استاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ میں نے محمدؐ کے مدرسہ میں ہی تعلیم پائی ہے (۱۷) مجھے کسی دوسرے معشوق سے واسطہ نہیں۔ میں تو محمدؐ کی ادا کا کشتہ ہوں (۱۸) میں تو اسکی ایک نظر کا طلبگار ہوں۔ خواہ گوشۂ چشم سے ہی کیوں نہ ہو۔ محمدؐ کے باغ کے سوا مجھے کسی اور باغ کی ضرورت نہیں (۱۹) میرے خستہ حال دل کو میرے سینے میں مت ڈھونڈو۔ کیونکہ ہم نے اسے محمدؐ کے پلے سے باندھ دیا ہوا ہے (۲۰) میں [illegible] ہوں جسکا آشیانہ محمدؐ کے باغ میں ہے (۲۱) اے محمدؐ کی جان تو نے اپنے عشق سے ہماری جان کو روشن کر دیا [illegible] میری جان تجھ پر فدا ہو۔

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ	۲۲	نباشد نیز شایانِ محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را	۲۳	کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ	۲۴	بترس از تیغِ بُرّانِ محمدؐ
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم	۲۵	بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ	۲۶	ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشاں است	۲۷	بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اشتہار ۱۵ فروری ۱۸۹۶ء

ایضاً در عظمت شان وافاضۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است	۱	خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش	۲	در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم	۳	یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ است	۴	ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

(۲۲) ہائے حسرت اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں اور پھر زندہ کرکے اس کے بعد مارا جاؤں اور اسی طرح سو بار اس پر جان فدا کروں۔ تو پھر بھی یہ محمدؐ کی شان کے مناسب حال نہیں ہوگا (۲۳) اس جوان کی کیسی ہیبت ہے کہ آپ کے مقابل پر میدان میں آپ کے ڈر کے مارے کوئی نہیں آتا (۲۴) اے نادان اور گمراہ دشمن ہوش میں آ۔ محمدؐ کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر جا (۲۵) خدا تعالیٰ کا رستہ جو لوگوں نے گم کر دیا ہے اب اسکو محمدؐ کی آل اور اسکے مددگاروں میں ڈھونڈ (۲۶) اے وہ شخص جو محمدؐ کی شان کا اور آپ کے بالکل ظاہر نور کا منکر ہے سن لے (۲۷) کہ کرامت اگرچہ بے نام و نشان ہو چکی ہے۔ آ کر محمدؐ کے غلاموں کے پاس اسے دیکھ لے ایضاً (۱) میری جان اور دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہے۔ میری خاک محمدؐ کی آل کے کوچے پر نثار ہے (۲) میں نے دل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور ہوش کے کان سے سنا ہے۔ کہ ہر ایک مقام میں محمدؐ کے جمال کی ندا گونج رہی ہے (۳) یہ جاری چشمہ جو میں لوگوں کو پلا رہا ہوں۔ محمدؐ کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے (۴) یہ میری آگ محمدؐ کی محبت کی آگ سے روشن شدہ ہے۔ اور یہ میرا پانی محمدؐ ہی کے مصفا پانی سے حاصل شدہ ہے۔

ایضاً در عظمت و رفعت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱ شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم ۔ آنچناں ازخود جدا شد کز میاں افتاد میم*

۲ زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد ۔ پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

۳ بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک ۔ ذاتِ حقّانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

۴ گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال ۔ چوں دلِ احمدؐ نمی بینم دگر عرشِ عظیم

۵ منت ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار ۔ صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم

۶ از عنایاتِ خدا و زفضلِ آں دادارِ پاک ۔ دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم

۷ آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں ۔ گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہے سلیم

۸ در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود ۔ ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

توضیح مرام صفحہ ۲۳

(۱) احمدؐ کی شان کو خدا تعالےٰ کے سوا اور کون جانتا ہے۔ وہ خودی سے ایسا جدا ہوا کہ اس وصف میں یکتا ہو گیا (۲) وہ دلبر میں کچھ ایسا محو ہوا کہ (اسکا کوئی الگ وجود نہ رہا حتیٰ کہ) کمال اتحاد کی وجہ سے اسکا وجود خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہو گیا (۳) اس پاک چہرہ سے محبوب حقیقی کی خوشبو آتی ہے۔ اسکی خدائی صفات والی ذات خدا تعالےٰ کی مظہر ہے (۴) خواہ کوئی مجھے ملحد اور گمراہ ہی کیوں نہ کہے میں تو یہی کہونگا کہ میں احمدؐ کے دل جیسا کوئی اور عرش عظیم نہیں جانتا (۵) خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ میں تمام بدخواہ لوگوں کے ارادوں اور خواہشوں کے خلاف اس نعمتوں کے چشمہ کے مزے حاصل کر رہا ہوں اور اسکے لئے ہر ایک طرح کی مصیبت کو عین راحت سمجھکر اسے اختیار کر رہا ہوں (۶) خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی عنایتوں سے میں اس موسےٰ کے عشق کی وجہ سے خود موسےٰ بن کر فرعونی گروہ کے مقابل پر کھڑا ہوں (۷) اسکا وہ مقام اور خاص رتبہ جو مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ میں بتلا دیتا اگر اس راہ میں کوئی سلیم طبع والا میں دیکھتا (۸) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق میں میرا یہ سر اور جان چلی جائے۔ یہی میری تمنا ہے یہی میری دعا ہے اور یہی میرے دل کا پکا ارادہ ہے۔

* احدیت سے مراد خدائی یا وحدت وجود نہیں۔ بلکہ اس وصف (از خود جدا شدن) میں یکتائی مراد ہے۔ (از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروایت حکیم مولوی محمد الدین صاحب گوجرانوالہ حال قادیان)

ایضاً در عظمتِ شان و برکاتِ اتباعِ نبوی ؐ

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفٰی	۱	سیدِ عشاقِ حق شمس الضحیٰ
آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست	۲	آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست
آں کہ بہرِ زندگی آبِ رواں	۳	در معارف ہمچو بحرِ بیکراں
آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں	۴	صد دلیل و حجتِ روشن عیاں
آنکہ انوارِ خدا بر روئے او	۵	مظہرِ کارِ خدائی کوئے او
آنکہ جملہ انبیا و راستاں	۶	خادمانش ہمچو خاکِ آستاں
آنکہ مہرش مے رساند تا سما	۷	میکند چوں ماہِ تاباں در صفا
مے دہد فرعونیاں را ہر زماں	۸	چوں یدِ بیضائے موسےٰ صد نشاں
در شبے پیدا شود روزش کند	۹	در خزاں آید دل افروزش کند

(۱) وہ تمام جہان کا بادشاہ جسکا نام مصطفٰےؐ ہے۔ جو خدا تعالٰے کے عاشقوں کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے (۲) وہ ہر ایک نور جس کے نور کے طفیل سے ہے۔ آپ کی یہ شان ہے کہ آپ کا منظورِ نظر خدا کا منظورِ نظر ہے (۳) جو زندگی کے لیے آبِ حیات ہے اور حقائق اور معارف میں ناپیدا کنار سمندر ہے (۴) آپ کی سچائی اور آپ کے کمال پر دنیا میں صدہا روشن دلائل اور شہود موجود ہیں (۵) آپ کے چہرہ پر خدا تعالٰے کے انوار برس رہے ہیں۔ آپ کا کوچہ خدائی کاموں کا مظہر ہے (۶) تمام انبیاء اور راستبازان خادم بنکر دہلیز کی مٹی کی طرح آپ کے دروازہ پر پڑے ہیں (۷) آپ کی ہمت آسمان پر پہنچا دیتی ہے اور صدق و صفا میں چمکنے والے چاند کی طرح دمکتی ہے (۸) آپ ہر زمانہ کی فرعونیت والے لوگوں کو ہمیشہ موسےٰؑ کے یدِ بیضا کی طرح سینکڑوں نشان دکھاتے ہیں (۹) جب آپ رات کے وقت (یعنی تاریکی کے زمانہ میں) اپنا چہرہ دکھائیں تو اسے دن بنا دیتے ہیں۔ اور خزاں کی موسم میں اگر آتے ہیں تو بہار دلکش بنا دیتے ہیں۔

منظہرِ انوارِ آں بیچوں بود ۱۰ در خرد از ہر بشر افزوں بود
اتباعش آں دہد دل را کشاد ۱۱ کش نہ بیند کس بصد سالہ جہاد
اتباعش دل فروزد جاں دہد ۱۲ جلوۂ از طاقتِ یزداں دہد
اتباعش سینہ نورانی کند ۱۳ باخبر از یارِ پنہانی کند
منطق او از معارف پُر بود ۱۴ ہر بیانِ او سراسر دُر بود
از کمالِ حکمت و تکمیلِ دیں ۱۵ پا نہد بر اولین و آخریں
وز کمالِ صورت و حُسنِ اتم ۱۶ جملہ خوباں را کنند زیرِ قدم
تابعش چوں انبیا گردد ز نور ۱۷ نورش افتد بر ہمہ نزدیک و دور
شیرِ حق پر ہیبت از ربِّ جلیل ۱۸ دشمناں پیشش چو روباہِ ذلیل

براہین صفحہ ۵۲۵-۵۲۴

ایضاً در اثباتِ حیاتِ نبویؐ

(ماخوذ از مکتوب منظوم بنام مولوی اللہ دتا صاحب استاد صاحبزادگان مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء)

سگے کیش بود مصطفٰے رہنما ۱ سرِ بخت او باشد اندر سما

(۱۰) وہ خدا تعالیٰ کے انوار کا مظہر ہے۔ اور دانائی میں ہر انسان سے بڑھکر ہے (۱۱) اسکی اتباع دل کو ایسی کشادگی عطا کرتی ہے جو کسی کو سو برس کے مجاہدہ سے بھی حاصل نہیں ہوتی (۱۲) اسکی اتباع دل کو روشن کرتی ہے اور مردوں میں جان ڈالتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی طاقت کا ایک جلوہ دکھاتی ہے (۱۳) اسکی اتباع سینہ کو منور کرتی ہے۔ اور اس پوشیدہ یار اور ذاتِ ہستی تک پہنچنے کی راہیں بتا دیتی ہے (۱۴) اسکا کلام حقائق و معارف سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسکا ہر ایک بیان سراسر موتیوں کی لڑی کی طرح ہوتا ہے (۱۵) حکمت کے کمال اور دین کی تکمیل کی رو سے تمام اولین اور آخرین اسکے قدم کے نیچے ہیں (۱۶) اسکے انتہائی جمال اور کمال حسن کی وجہ سے تمام حسین اسکے آگے ایسے لگتے ہیں جیسے اسکے پاؤں کے نیچے کی مٹی کی طرح ہیں (۱۷) اس کا متبع منور ہو کر انبیاء کی طرح ہو جاتا ہے۔ اسکا نور نزدیک والوں کو اور دور والوں کو سب کو روشن کرتا ہے (۱۸) خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیبت شیر ہے۔ اسکے دشمن اسکے آگے ذلیل لومڑی کی طرح ہیں (۱) ایضاً جس کا رہبر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اس کے نصیبے کا سر اپنی بلندی کی وجہ سے آسمان پر پہنچا ہوا ہوتا ہے

جہاں جسد مردہ فتاد است وزار	۲	یکے زندہ او ہست از کردگار
چنیں است ثابت بقول سروش	۳	اگر رازِ معنی نیابی خموش
اگر در ہوا ہمچو مرغاں پری	۴	وگر بر سرِ آب تا بگذری
وگر ز آتش آئی سلامت بروں	۵	وگر خاک را زر کنی از فسوں
اگر منکری از حیاتِ رسولؐ	۶	سراسر زیاں است و کارِ فضول
خدایش چو خواندہ گواہِ جہاں	۷	چرا اندیشہ عاقل از غائباں
بمہر منیرش خطاب از خدا است	۸	دریغا ازیں پس گمانہا چرا است

ایضاً در عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۲۷)

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم	۱	گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
ہر تار و پودِ من بسراید بعشق او	۲	از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پُرم
جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ	۳	ایں است کامِ دل اگر آید میسّرم

ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸

(۲) تمام جہان مردہ اور خستہ حال پڑا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے زندہ کیا ہوا ایک وہی ہے (۳) جبرائیل کی لائی ہوئی وحی الٰہی سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر تم حقیقت سے ناآشنا ہو تو اس معاملہ میں خاموش رہو (۴) اگر تو پرندوں کی طرح ہوا میں بھی اڑے۔ یا (میدان کی طرح) پانی کی سطح پر چل کر دکھائے (۵) یا آگ میں پڑ کر اس سے صحیح سلامت نکل آتا ہو۔ یا کوئی منتر پڑھ کر مٹی کو سونا بنا دیتا ہو (۶) تاہم اگر تو حیات رسولؐ سے منکر ہے۔ تو یہ سب کارروائی سراسر فضول اور موجب نقصان ہوگی (۷) جب خدا تعالیٰ نے اسکا نام گواہِ جہان رکھا ہے۔ تو کوئی عقلمند شخص اسے غائب کیوں سمجھنے لگا۔
(۸) خدا تعالیٰ نے اس کو مہر منیر فرمایا ہے۔ پھر اس قسم کی بدگمانیاں کیوں کی جاتی ہیں۔

ایضاً (۱) خدا کے بعد میں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر کفر یہی ہوتا ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں (۲) میرا ہر رگ و ریشہ اس کے عشق کے راگ گاتا ہے۔ میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب کے غم سے بھرا ہوا ہوں (۳) میری جان مصطفےٰ کے دین کی راہ میں فدا ہو جائے۔ یہ ہے میرا دلی مقصد خدا کرے پورا ہو۔

ایضاً در عظمت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمدؐ مہین نقشِ نورِ خدا است	۱	کہ ہرگز چنو سے بگیتی نخاست
تہی بود از راستی ہر دیار	۲	بکردار آں شب کہ تاریک و تار
خدائش فرستاد و حق گسترید	۳	زمیں را بداں مقدمے جاں دمید
نہالیست از باغ قدس و کمال	۴	ہمہ آل او ہمچو گلہائے آل

(براہین احمدیہ ص ۹۲)

ایضاً در عظمت شان و برکات عشق و اتباع نبویؐ

سیّد شاں آنکہ نامش مصطفٰے است	۱	رہبر ہر زمرۂ صدق و صفا است
مے درخشد روئے حق در روئے او	۲	بوئے حق آید ز بام و کوئے او
ہر کمال رہبری بروے تمام	۳	پاک رو و پاک رویاں را امام
اے خدا اے چارۂ آزارِ ما	۴	کن شفاعت ہائے او درکارِ ما

(۱) محمدؐ خدا تعالےٰ کے نور کا سب سے بڑا نقش ہے۔ کہ آپ جیسا کوئی فرد کبھی دنیا میں پیدا نہیں ہوا (۲) ہر ایک ملک سچائی سے خالی تھا۔ اور اس رات کی طرح تھا جو بالکل تاریک ہو (۳) خدا تعالےٰ نے اسکو بھیجا اور سچائی کو پھیلایا۔ اس (راستی مجسم کی) آمد سے (مردہ) زمین میں جان آگئی (۴) آپ قدس اور کمال کے باغ کا ایک پودا ہیں۔ آپ کی تمام اولاد سرخ پھولوں کی طرح ہے۔

ایضاً۔ (۱) ان کا سردار جس کا نام مصطفٰے ہے۔ ہر ایک صدق و صفا والے گروہ کا سردار ہے (۲) آپ کے چہرہ میں خدا تعالےٰ کا چہرہ چمکتا ہے۔ آپ کے در و دیوار سے خدا تعالےٰ کی خوشبو آتی ہے (۳) ہادی و رہنما ہونے کا ہر ایک کمال آپ پر ختم ہے۔ آپ پاک رو ہیں اور پاک رو لوگوں کے امام ہیں (۴) اے خدا اے ہمارے دکھوں کے علاج۔ ہمارے معاملہ میں آپ کی شفاعتیں قبول فرما۔

ہر کہ مہرش در دل و جانش فتد	۵	ناگہاں جانے در ایمانش فتد
آنکہ اورا ظلمتے گیرد براہ	۶	نیستش چوں روئے احمدؐ مہر و ماہ
منبع باطنش بحرِ معانی مے شود	۷	از زمینی آسمانی مے شود
ہر کہ در راہ محمدؐ زد قدم	۸	انبیا را شد مثیل آں محترم

ایضاً در عظمت شان ذکر عشق و اوصاف عشق نبویؐ

ضیاء العشق صفحہ ۴۴

رہبر ما سید ما مصطفیٰ است	۱	آنکہ ندیدست نظیرش سروش
آنکہ خدا مثل رخش نافرید	۲	آنکہ رہش مخزنِ ہر عقل و ہوش
دشمن دیں حملہ برو مے کند	۳	حیف بود گر بنشینم خموش
آں نہ مسلماں بتر از کافر است	۴	کش نبود از پے آں پاک جوش
جاں شود اندر رہِ پاکش فدا	۵	مژدہ ہمیں است گر آید بگوش

(۵) جس کے جان و دل میں آپ کی محبت داخل ہو جائے۔ فوراً اس کے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے۔

(۶) جس شخص کو دین کے راستے میں کسی قسم کی ظلمت روک ہو اس کیلئے احمدؐ کے چہرے جیسا تو درخشاں نہ کوئی سورج ہو سکتا ہے نہ چاند (۷) اس کا منبع باطنی علوم کا سمندر بن جاتا ہے اور زمینی ہونے کی حالت سے نکل کر آسمانی بن جاتا ہے۔

(۸) جس نے محمدؐ کی راہ میں قدم مارا۔ وہ واجب الاحترام شخص نبیوں کا مثیل بن گیا۔

ایضاً (۱) ہمارا رہنما اور ہمارا سردار مصطفیٰ ہے۔ جس کا مثیل و نظیر (فرشتہ وحی) جبرئیلؑ نے نہیں دیکھا (۲) آپ جیسا کوئی چہرہ اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ آپ کا رستہ ہر عقل و خرد کا خزانہ ہے (۳) دین کا دشمن آپ پر حملہ کرتا ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہو گا اگر میں خاموش بیٹھا رہوں۔ (۴) وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر سے بدتر ہے۔ جس کو اس پاک کے لئے جوش نہ ہو (۵) آپ کی پاک راہ میں میری جان فدا ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی خوشخبری نہیں ہو سکتی۔ کاش مجھے یہ مژدہ مل جائے اور اس کا سننا مجھے نصیب ہو۔

سرکہ نہ در پائے عزیزش رود	۶	بارِ گراں است کشیدن بدوش

(اشتہار ۱۷ مارچ ۱۸۹۴ء)

تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طفیلی ہیں

موسیٰ و عیسیٰ ہمہ خیل تو اند — جملہ دریں راہ طفیل تو اند

(آئینہ کمالات صفحہ ۱۲۴)

ایضاً در عظمت شان و برکات اتباع و ذکر عشق نبوی ﷺ

آں رسولے کش محمد ہست نام	۱	دامنِ پاکش بدست ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن	۲	جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام	۳	ہر نبوت را بروشد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست	۴	زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود	۵	آں نہ از خود از ہماں جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال	۶	وصلِ دلدارِ ازل بے او محال

(۶) جو سر آپ کے پاک قدموں پر قربان نہ ہو جائے۔ اسے اٹھائے پھرنا ایک فضول اور بے فائدہ بوجھ کا اٹھانا ہے۔ (ایضاً) (۱) موسیٰ اور عیسیٰ (اور دوسرے تمام انبیاء) آپ کے گلہ کی بھیڑیں یا آپ کی فوج کے چابک سوار ہیں۔ اور اس راہ میں آپ کے طفیل۔

ایضاً (۱) وہ رسول جسکا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اسکا پاک دامن ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے (۲) آپکی محبت ماں کے دودھ کیساتھ (یعنی پیدائش کے دن سے) میرے وجود کے اندر داخل شدہ ہے۔ اسلئے آپ کی محبت جان بن گئی ہے اور مرنے کے وقت جان کے ساتھ ہی جائیگی (۳) آپ تمام رسولوں سے اور تمام خلقت سے بہتر ہیں۔ نبوت کا ہر ایک شعبہ آپ پر ختم ہے (۴) فیضان الٰہی کا ہر ایک پانی ہم آپ کے طفیل پیتے ہیں۔ جو بھی سیراب ہوا ہے آپ ہی سے ہوا ہے (۵) جو بھی ہمیں وحی یا اشارہ ہوتا ہے۔ وہ براہ راست نہیں بلکہ آپ ہی کے فیضان سے ہوتا ہے (۶) ہر ایک نور اور کمال ہم آپ ہی سے پاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا وصل بغیر آپ کے ناممکن ہے۔

اقتدائے قولِ او در جانِ ماست	۷	ہرچہ زوثابت شود ایمان ماست
الغرض فرقاں مدارِ دین ماست	۸	او انیسِ خاطرِ غمگینِ ماست
ہمچنیں عشقم بروئے مصطفٰے	۹	دل پَرد چوں مرغ سوئے مصطفٰے
تامرا دادند از حسنش خبر	۱۰	شد دلم از عشق او زیر و زبر
منکہ مے بینم رخِ آں دلبرے	۱۱	جاں فشانم گر دہد دل دیگرے
ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے	۱۲	ہر زماں مستم کند از ساغرے
محو روئے او شد است ایں روئے من	۱۳	بوئے او آید زبام و کوئے من
بسکہ من در عشق او ہستم نہاں	۱۴	من ہمانم ۔ من ہمانم ۔ من ہماں
جانِ من از جانِ او یابد غذا	۱۵	از گریبانم عیاں شد آں ذکا
احمد اندر جانِ احمد شد پدید	۱۶	اسم من گردید آں اسم وحید

(ضمیمہ سراج منیر ع ۲)

(۷) آپ کے فرمودہ کی پیروی کرنا ہماری جاں میں داخل ہے۔ جو بات آپ کی طرف سے ثابت ہو جائے وہ ہمارا ایمان ہے۔ (۸) الغرض قرآن شریف پر ہمارے دین کا دار و مدار ہے۔ وہ ہمارے غمگین دل کا انیس ہے (۹) اسی طرح مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھے عشق ہے۔ میرا دل مصطفٰےؐ کی طرف پرندے کی طرح پرواز کرتا ہے (۱۰) جب سے میں آپکے حسن سے آگاہ ہوا ہوں۔ تب سے میرا دل آپکے عشق سے پریشان اور سراسیمہ ہے (۱۱) چونکہ میں اس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ اسلئے دوسرا اگر صرف عاشق ہوتا ہے تو میں اپنی جان بھی قربان کرتا ہوں (۱۲) میرا ساقی وہی جان پرور ہے۔ وہ ہر وقت مجھے نیا جام پلا کر مست کر رہا ہے (۱۳) میرا منہ آپکے چہرہ کے دیدار کیلئے وقف ہو چکا ہے۔ میرے در و دیوار سے آپؐ کی خوشبو آ رہی ہے (۱۴) چونکہ میں آپکے عشق میں اپنے وجود سے فنا شدہ ہوں۔ اسلئے میں وہی ہوں وہی ہوں۔ اور بالکل وہی ہوں (۱۵) میری جاں اُس کی جان سے غذا پاتی ہے۔ وہ آفتاب میرے گریبان سے ظاہر ہوا ہے (۱۶) وہ احمد اس احمدؐ میں ہو کر ظاہر ہوا ہے اور اس یکتا کا نام میرا ہی نام بن گیا ہے۔

مدح نبویؐ در وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اردو

"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"

براہین صفحہ ۵۲۲

ایضاً

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے | جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۲)

مدح نبویؐ از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اردو

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا | نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر | لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے | اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے | میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے دلبر کے راہ دکھلائے | دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی | دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے | وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے | جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے | ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے | دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں | وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ | باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا | وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سو دلوں پہ پھندے | پھر کھولے جس نے جندرے وہ مجتبیٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم)

ایضاً

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری رہ میں اڑایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴و۲۲۶)

ایضاً

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے

باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستاں کلامِ احمدؐ ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

(دافع البلاء صفحہ ۲۰)

اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود مع التسلیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

درود شریف

درود شریف کے متعلق قرآن کریم میں حکم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب ع ۷)

"خدا اور اس کے سارے فرشتے اس نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اور نہایت اخلاص اور محبت سے سلام کرو۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۷۲)

"اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے۔ لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا۔ اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت اور صدق وہ تھا۔ کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں۔ تو اسکی نظیر نہیں ملتی۔"

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بحوالہ اخبار الحکم جلد ۶ ۲۵ پرچہ ۱۰ ر جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

وحی وکشوف ورویائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دربارۂ درود شریف

(۱) "وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اَلصَّلٰوةُ هُوَ الْمُرَبِّيْ" (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۲)	نیک کاموں کی طرف رہنمائی کر۔ اور بُرے کاموں سے روک۔ اور محمدؐ اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔
(۲) "صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ"	"درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کی طفیل سے ہیں۔ اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ! اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں۔ اور کس قسم کا قرب ہے۔ کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے۔ ؎

ہیچ محبوبے نہ ماند ہمچو یارِ دلبرم	مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب	واں کجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

اس مقام پر مجھکو یاد آیا۔ کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا۔ کہ یہ وہی برکات ہیں۔ جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجے تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ الہام ہوا۔ جس کے معنی یہ تھے

کہ ملأ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادۂ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے
لیکن ہنوز ملا اعلیٰ پر شخص محیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی
اثنا میں خواب میں دیکھا۔ کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس
عاجز کے سامنے آیا۔ اور اشارہ سے اسنے کہا۔ هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
یعنی یہ وہ آدمی ہے۔ جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا
کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔
اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی
یہی سِر ہے۔ کہ افاضۂ انوارِ الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔
اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے۔ وہ انہیں طیبین طاہرین
کی وراثت پاتا ہے۔ اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔
اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے
بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی
ایک عجیب عالم ظاہر ہوا۔ کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی۔ جیسے
بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت پانچ
آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے
اور ایسا یاد پڑتا ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے
مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اسکے ایک کتاب مجھکو
دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا۔ کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جسکو علیؓ نے تالیف کیا ہے۔

اور اب علی وہ لقب تجھ کو دیتا ہوں۔ فالحمد للہ علی ذٰلک" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲ و ۵۰۳)

(۳) "سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ۔ ذُوْ عَقْلٍ مَتِينٍ۔ حِبُّ اللّٰهِ خَلِيلُ اللّٰهِ۔ أَسَدُ اللّٰهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔

"تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم۔ تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانتدار اور قوی العقل ہے۔ اور دوست خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے۔ محمدؐ پر درود بھیج۔

یعنی یہ اسی نبی کریمؐ کی متابعت کا نتیجہ ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۸)

(۴) "ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے۔ اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں۔ اور کہتے ہیں:-

ھٰذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸ حاشیہ)

(۵) "ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی۔ تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اب دنیا سے گذر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون

[illegible] تک پہنچنے کے [illegible] اس کو بتایا ہوا [illegible]

[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔

آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی۔ اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا۔ وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ہو گیا۔ حالانکہ اسکے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا۔ تو اس دن بکلی حالات یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا۔ کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔

تب ایسا ہوا۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے مصائب سے نجات دینے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

اور میرے دل میں خدا تعالےٰ نے یہ الہام کیا۔ کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو۔ ہاتھ ڈال۔ اور یہ کلمات طیبہ پڑھ۔ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر۔ کہ اس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی معہ ریت منگوایا گیا۔ اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی۔ کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی۔ اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی۔ اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی۔ کہ اگر موت بھی ہو۔ تو بہتر۔ تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا۔ تو مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا۔ کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے۔ اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن

کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی۔ تو مجھے یہ الہام ہوا:۔
وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَآءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔
یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو۔ جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا۔ تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۳۷ و ۳۸۔ نشان نمبر ۱۵)

(۶) (نشان ۲۰۔ تاریخ ۱۸۹۶ء) " ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا۔ کہ میرا آخری وقت سمجھکر مجھکو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۂ یٰسین سنائی گئی۔ اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے۔ اور بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے۔ تب اللہ تعالےٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور القا ہوا۔ کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو۔ ہاتھ ڈال۔ اور یہ کلمات طیبہ پڑھ۔ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اسکو پھیر۔ کہ تو اس سے شفا پائے گا۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔ اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا۔ کہ مجھے بکلی صحت ہوگئی۔ پھر یہ الہام ہوا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَآءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو۔ جو ہم نے شفا دیکر دکھایا ہے۔ تو تم اسکی نظیر پیش کرو"۔ (نزول المسیح صفحہ ۲۰۷ و ۲۰۸)

(۷) (۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء) " دیکھا کہ زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر (ساری اذان) کہہ رہا ہوں۔ ایک اونچے درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے۔ وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے بہ آواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ اور اس کے بعد وہ آدمی نیچے اتر آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ سید محمد علی شاہ آگئے ہیں۔ اسکے بعد کیا دیکھتا ہوں۔ کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے۔ اور زمین اس طرح اڑ رہی ہے۔ جس طرح روئی دھنی جاتی ہے"
(اخبار بدر جلد ۱ نمبر ۱۱ پرچہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

درود شریف کے الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کی وحی الٰہی میں

(۱) "جس طرح خدا تعالےٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں۔ مجھے بھی خدا نے الہام کرکے ایک دعا سکھلائی۔ اور وہ یہ ہے :-
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ" (تریاق القلوب صفحہ ۳۷)

(۲) "اللہ تعالےٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ" (نزول المسیح صفحہ ۲۰۵)

(۳) "کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ"
"ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بہت بابرکت ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی" (حقیقۃ الوحی صفحہ)

(۴) "آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے [illegible]" [illegible] ۳۲

(۵) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزیں ہوئے قلعہ ہند میں۔" (اخبار البدر جلد ۳ ع۱ صفحہ ۶)

نوٹ ع۱ :- درود شریف کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی الٰہی کے کلمات ذیل میں بھی من وجہٍ الفاظ درود شریف کی تعلیم پائی جاتی ہے: (۱) "صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲)
(۲) "صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ" (ایضاً صفحہ ۵۰۲)
(۳) "صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" (ایضاً صفحہ ۵۵۰) نوٹ ع۲ :- بہت سے بزرگ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے بالاتفاق شہادت دیتے ہیں۔ کہ مسجد مبارک کی دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھوائے ہوئے درود شریف کے یہ الفاظ درج تھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اور ان میں سے اکثر سے میں نے یہ بھی سنا ہے۔ کہ یہ الہامی الفاظ ہیں۔ مگر جب میں نے ان سے کھول کر دریافت کیا۔ تو انہوں نے اس کی کوئی یقینی سند یا حوالہ نہیں بتایا۔ خاکسار مرتب رسالہ ہذا

تعلیمات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعض ہدایات در بارۂ درود شریف

شرائط بیعت میں درود شریف کے التزام کی تاکید

(شرط) سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت* اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

کامل طریق کی تعلیم اور اس میں درود شریف کے التزام کی تاکید

(مکتوب بنام حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم میر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔۔۔۔ جو آپ نے اپنے کسی طریق کے لئے دریافت کیا ہے۔ وہ یہی امر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع کی طرف رغبت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اعمال پر نہایت درجہ اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی ہے۔ وہ دو ہیں۔ ایک نماز اور ایک جہاد۔ نماز کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اور جہاد کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ میں آرزو رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں

* مداومت یعنی ہمیشگی (خاکسار مرتب رسالہ)

اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔
سو اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے۔ اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے۔ کہ اعلاء کلمۂ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں۔ آنحضرتؐ کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں۔ یہی جہاد ہے جب تک خدا تعالےٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کرے۔
اور نماز اسی پہلی حالت پر ہے۔ کہ نمازیں خدا تعالےٰ سے ہدایت چاہیں۔ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا تکرار کریں۔ خواہ گنجائش وقت کے ساتھ وہ تکرار سو مرتبہ تک پہنچ جائے۔ سجدہ میں اکثر یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ بتمام تر عجز کہا کریں۔ مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں۔ قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں۔ جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں۔ سو بہتر ہے۔ کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں۔ قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ اسی طرح پڑھنی چاہئیں۔ جیسا کہ پڑھی جاتی ہیں۔ مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں۔ تو بہتر ہے تا اپنی مادری زبان نماز کی برکت سے بے نصیب نہ رہے۔ قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ بعض پانچ وقت کے قائل ہیں۔ اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں اور بعض ہمیشہ کے لئے۔ اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ قنوت مصائب اور حاجات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے لئے یہ دن مصائب اور نوازل کے ہیں۔ اس لئے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے قنوت کی بعض دعائیں ماثور بھی ہیں۔ مگر مشکلات جدیدہ کے وقت اپنی عبارت میں استعمال کرنی پڑیں گی۔ غرض نماز کو مغز دار بنانا چاہیئے۔ جو دعا اور تسبیح و تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔ اور دعا اور استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ خدا تعالےٰ سے

نیک کاموں اور نیک خیالوں اور نیک ارادوں کی توفیق مانگنی چاہیئے۔ کہ بجز اسکی توفیق کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہستی سخت ناپائیدار اور بے بنیاد ہے۔ غفلت اور غافلانہ آسائش کی جگہ نہیں۔ ہر سال اپنے اندر بڑے بڑے انقلاب پوشیدہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیئے۔ اور ہر اساں اور ترساں رہنا چاہیئے کہ وہ ڈرنیوالوں پر رحم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ گنہگار ہی ہوں۔ اور چالاکوں اور خود پسندوں اور ناز کرنے والوں پر اس کا قہر نازل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کیسے ہی اپنے تئیں نیک سمجھتے ہوں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۱ جنوری ۱۸۹۲ء

(اخبار البدر جلد ۲ غ۳۰ صفحہ ۲۳۶ پرچہ ۱۴ اگست ۱۹۰۳ء)

درود شریف کے پڑھنے کا صحیح طریق اور اسکی غرض

لہ آپ اتباع طریق مسنونہ میں یہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں۔ کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے پاک ہو جائے۔ اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے۔ مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے۔ اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیئے۔ کہ رابطۂ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کرسکے۔ کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گذرا ہے جو اس مرتبۂ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے۔ جو اس سے ترقی کریگا۔

اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے۔ کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں۔ یا آئندہ اٹھا سکیں۔ یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے۔ وہ سب کچھ اٹھانے کیلئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے۔ کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے۔ اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے۔ کہ جسکی اطاعت سے دل میں کچھ رُکن یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو۔ جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔ اور جب یہ مذہب قائم ہو گیا۔ تو درود شریف ...... اس غرض سے پڑھنا چاہیئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے۔ اور اسکو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے۔ اور اسکی بزرگی اور اسکی شان و شوکت اِس عالم اور اُس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضورِ تام سے ہونی چاہیئے۔ جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضورِ تام سے دعا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے۔ اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے مجھکو یہ ثواب ہو گا۔ یا یہ درجہ ملے گا۔ بلکہ خالص یہی مقصود چاہیئے۔ کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔ اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے۔ اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت ہونا چاہیئے۔ اور دن رات دوام توجہ چاہیئے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔

پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا۔ تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے۔ اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔

اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے۔ کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے۔ کہ خواب اور بیداری یکساں

سنہ ۱۸۸۴ء

ہو جاوے۔" (ماخوذ از مکتوب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام مورخہ ۱۵ اپریل مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۰۱ھ منقول از الحکم جلد دوم ۲۷ و ۲۸ صفحہ ۷ و مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۲ و ۱۳)

درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی محبت کی بناء پر پڑھنا چاہیئے

" آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مانگی جائیں۔ کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں .... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے۔ کہ انسان کبھی نہ تھکے۔ اور نہ ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔" (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۴ و ۲۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود روحانی جوش سے بھیجنا چاہیئے۔ درود کی حکمت

" اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان

شخص مدعو لہٗ پر ہوتا ہے ۔ وہی فیضان اُس پر ہو جاتا ہے ۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں ۔ اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں ۔ بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے ۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے ۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۲۴ و ۲۵)

درود شریف کو لذت اور انشراح سے پڑھنے کی ہدایت

" درود شریف کے پڑھنے کی مفصل کیفیت پہلے لکھ چکا ہوں ..... کسی تعداد کی شرط نہیں ۔ اسقدر پڑھا جائے کہ کیفیت صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے ۔ اور ایک انشراح اور لذت اور حیات قلب پیدا ہو جائے ۔ اور اگر کسی وقت کم پیدا ہو ۔ تب بھی بیدل نہیں ہونا چاہیئے اور کسی دوسرے وقت کا منتظر رہنا چاہیئے ۔ اور انسان کو وقت صفا ہمیشہ میسر نہیں آسکتا سو جسقدر میسر آوے ۔ اس کو کبریت احمر سمجھے ۔ اور اس میں دل و جان سے مصروفیت اختیار کریں " (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۶)

نماز میں درود وغیرہ اذکار دلی جوش سے پڑھنے کی ہدایت

" جہاں تک ہو سکے ۔ پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات* کر کے نماز ادا کریں ۔ اور کوشش کریں ۔ کہ نماز ایک مَری ہوئی حالت میں نہ رہے ۔ اور اس کے جسقدر ارکان حمد و ثناء حضرت عزت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں ۔ وہ دلی جوش سے صادر ہوں " (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۵)

* خطرات یعنی ادھر ادھر کے خیالات ۔ نفی دور کرنا ۔ یعنی بیرونی خیالات کو ہٹانا (خاکسار مرتب رسالہ)

نماز میں درود وغیرہ اذکار اپنی زبان میں بھی پڑھنے کی ہدایت

" نمازوں میں دعائیں اور درود ہیں۔ یہ عربی زبان میں ہیں۔ مگر تم پر حرام نہیں۔ کہ نمازوں میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کرو۔ ورنہ ترقی نہ ہوگی۔ خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جس میں تضرع اور حضور قلب ہو۔ ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں"۔ (الحکم جلد ۵ پرچہ ۱۰، ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء)

معذوری کی حالت میں نماز تہجد کی بجائے درود وغیرہ اذکار

" اگر کوئی شخص بیمار ہو۔ یا کوئی اور ایسی وجہ ہو۔ کہ وہ تہجد کے نوافل ادا نہ کر سکے۔ تو وہ اٹھ کر استغفار۔ درود شریف اور الحمد شریف ہی پڑھ لیا کرے۔ (ڈائری یکم نومبر ۱۹۰۳ء)

(منقول از البدر جلد ۲ عـ ۴۲ صفحہ ۳۳۵)

دعاء استخارہ میں درود شریف

(۱) "میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں۔ جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جس کی پہلی رکعت میں سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورہ اخلاص ہو۔ اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالےٰ سے یہ دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے

ہیں۔ کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا حال ہے۔ .... سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہتا ہے۔ تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ۔ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کریگا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔" (نشان آسمانی طبع اول صفحہ ۴۰ و ۴۱)

(۲) تَقُوْمُوْا فِيْ اٰخِرِ اللَّيَالِيْ۔ وَتَتَوَضَّؤُا ثُمَّ تُصَلُّوْا رَكْعَاتٍ وَابْكُوْا وَتَضَرَّعُوْا وَصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَسَلِّمُوْا ثُمَّ اسْتَغْفِرُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاسْتَخْبِرُوْا وَدَاوِمُوْا عَلٰى هٰذَا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَلَا تَسْئَمُوْا فَسَتَجِدُوْنَ مِنَ اللّٰهِ اَمْرًا يَهْدِيْكُمْ اِلَى الْحَقِّ۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۰۶ و ۴۰۷)

ترجمہ: پچھلی رات کو اٹھ کر وضو کر کے گریہ وزاری اور عجز و تضرع کے ساتھ چند رکعت نماز پڑھو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو۔ اس کے بعد اپنے حق میں استغفار کرو۔ اور (اسکے بعد) خدا تعالیٰ سے حقیقت حال دریافت کرو۔ اور چالیس روز تک برابر روزانہ ایسا ہی کرو اور تھکو نہیں۔ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور وہ امر کھول دیا جائے گا۔ جو تمہیں حق کی طرف لے جائیگا۔

کسی کرشمۂ قدرت کے دیکھنے کے وقت درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم

"انسانی عادت اور اسلامی فطرت میں داخل ہے۔ کہ مومن کسی ذوق کے وقت اور کسی مشاہدۂ کرشمۂ قدرت کے وقت درود بھیجتا ہے۔" (اربعین ۲ صفحہ ۷ حاشیہ)

مجالس تذکرہ نبویؐ میں درود شریف

مجلس مولود کی نسبت ایک شخص نے حضرت اقدس سے بذریعہ خط کے استفسار کیا۔ اسکا جواب جو آپ نے تحریر فرمایا۔ وہ یہ ہے:۔

"میرا اسمیں یہ مذہب ہے کہ اگر بہ صالح اعلاء کلمۂ اسلام و تذکرہ نبوی کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جاوے۔ کہ جس میں سوانح مقدسہ نبویہؐ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور صحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنایا جاوے۔ کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اور کس طرح بوجہ بے سامانی کی حالت میں تمام قوموں کے جور و جفا اٹھا کر بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گئے۔ اور کیسی خداتعالیٰ نے اپنے اس مقبول بندہ کی وقتاً فوقتاً تائیدیں کیں۔ اور آخر کس طور سے اس دین کو مشارق و مغارب میں پھیلا دیا۔ اور اس تقریر میں کچھ کچھ نظم بھی ہو۔ اور پُر درد اور مؤثر بیان ہو۔ اور درمیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کی طرف سے ہو۔ اور کوئی علت اور بدعت درمیان میں نہ ہو۔ تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری نظر میں موجب ثواب عظیم ہے۔ کیونکہ اس میں یہ نیت کی گئی ہے۔ کہ تا سوانح مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنائے جائیں۔ اور مشتاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھا دی جاوے۔ اور لوگوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرکت دی جاوے۔ اور نا واقفوں پر عظمت اس انسان کامل اور مرد فانی فی اللہ کی کھولدی جاوے۔ جس نے دنیا میں تنہا آکر اور تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پا کر بڑی مردی سے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہر ایک قوم میں توحید کی صدا بلند کی۔ اور ہر ایک کان میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی آواز پہنچائی۔ غرض سوانح نبویہؐ کو خوش آوازی سے لوگوں پر ظاہر کرنا حقیقی مومنوں

کا فرض ہے۔ وہ مومن کاہے کا ہے۔ جس میں سوانح نبویہ کی عزت نہیں۔ دوسرے لفظوں میں اسی جلسہ اظہار سوانح کا نام مجلس مولود ہے۔ اس جلسہ اظہار سوانح میں درحقیقت بڑے فوائد ہیں۔ ان سوانح کے سننے سے محبان رسولؐ کا وقت خوش ہوگا۔ اور ہر ایک مرد طالب جب ان سوانح کے ذریعہ سے ہمت اور صدق اور استقامت کے کام سنیگا۔ تو اس کو بھی ہمت اور صدق اور استقامت کی طرف شوق بڑھیگا۔ اور اسکی طلب زیادہ ہوگی۔ اور مسلمان کہلا کر جو کچھ دین کی راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتا ہے سوانح نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنکر خوش ہوگا۔ اور اپنے اسلام پر افسوس کریگا۔ اور خدا تعالیٰ سے چاہیگا۔ کہ جس نبیؐ کے اتباع کا اس کو دعویٰ ہے۔ اس کی سرگرمی اور اس کا عشق اور اسکی ہمدردی اس کو بھی نصیب ہو۔ اور جس طرح ایک شخص جو ایک جنگل میں اکیلا بیٹھا ہو۔ اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈرتا ہو۔ اور یکدفعہ اسکو ایک قافلہ نظر آیا جسمیں صدہا سپاہی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ شخص اس قافلہ کو پاکر کس طرح قوی دل ہو جائیگا۔ ایسا ہی سوانح طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں۔ جن کے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے۔ اور تحریفات شیطانی سے نجات ملتی ہے۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کسقدر نازل ہوگی۔ مگر اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ تا بجائے ثواب کے گناہ پیدا نہ ہو۔ صرف سوانح نبویہ کا ذکر ہو۔ اور درود شریف اور تسبیح ہو۔ اگر کسی قسم کا شرک یا بدعت درمیان ہو۔ تو یہ ہرگز جائز نہیں۔ لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے۔ وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں ضروریات سے ہے۔" (اخبار البدر جلد ۳ نمبر ۲۱-۲۲ صفحہ ۵ پرچہ ۲۴ مئی ویکم جون ۱۹۰۴ء)

دلائل الخیرات وغیرہ کتب اذکار درود شریف

کو بطور ورد پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟

ایک صاحب آمدہ از امروہہ نے دریافت کیا۔ کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفوں کی ہے۔ اگر اسے پڑھا جاوے۔ تو کچھ حرج تو نہیں۔ کیونکہ اس میں آنحضرتؐ پر درود شریف ہی ہے۔ اور اسمیں آنحضرتؐ ہی کی تعریف جا بجا ہے۔ فرمایا:۔

"انسان کو چاہیئے۔ کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے۔ تو دعا کرے۔ اور خود بھی خدا سے وہی چاہے۔ جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے۔ تو اس سے پناہ مانگے۔ اور ان بد اعمالیوں سے بچے۔ جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ وہ اس شخص کی ایک رائے ہے۔ جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے۔ اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو۔ وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے۔ کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے۔ وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو۔ تو اسکے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے۔ کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے۔ وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے۔ کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے۔ کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اور قسم کا چنتا ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ پھر سوال

ہوگا۔ کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کس کی طاقت ہے۔ کہ کہے۔ فلاں راہ سے اگر سورہ یٰسین پڑھوگے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں۔

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صوری اور ایک معنوی۔ صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے لوگ اکثر مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے۔ مگر اس کے برکات وانوار ورحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

امام جعفر کا قول ہے۔ واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے۔ کہ میں اسقدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام الٰہی شروع ہو جاتا ہے۔ مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

اب اس زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیے چڑھائے ہوئے ہیں۔ شیعوں نے الگ سنیوں نے الگ۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے والد صاحب سے کہا۔ کہ میں ایک فقرہ بتلاتا ہوں۔ وہ پڑھ لیا کرو۔ تو پھر طہارت اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اسلام میں کفر۔ بدعت۔ الحاد۔ زندقہ وغیرہ اسی طرح سے آئے ہیں۔ کہ ایک شخص واحد کی کلام کو اسقدر عظمت دی گئی۔ جسقدر کہ کلام الٰہی کو دی جانی چاہیئے تھی صحابہ کرامؓ اسی لئے احادیث کو قرآن شریف سے کم درجہ پر مانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فیصلہ کرنے لگے۔ تو ایک بوڑھی عورت نے اٹھ کر کہا۔ حدیث میں یہ لکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کرسکتا۔"

(اخبار البدر جلد ۳ ع۱۲ صفحہ ۴ پرچہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء)

برکات درود شریف بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درود شریف دنیا و آخرت کے محمود ہونے کا ذریعہ ہے

(مکتوب بنام چودھری رستم علی صاحب)

"از طرف خاکسار غلام احمد۔ بہ اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ۔
بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ بعض اوقات یہ عاجز بیمار ہو جاتا ہے۔ اس لئے ارسال جواب سے قاصر رہتا ہے۔ آپ کے لئے دعا کی ہے۔ خدا تعالیٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں۔ اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں۔ تو بہتر ہے۔ اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہو۔ تو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۸ ستمبر ۱۸۸۴ء"

(مکتوبات جلد ۵ ۳ صفحہ ۳)

درود شریف انوار نبویہ کے نزول کا ذریعہ ہے

(ماخوذ از خطبہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)

" ایک بار میں نے خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ درود شریف کے طفیل اور (اسکی) کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں۔
اور فرمایا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہوتی ہیں۔ اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

اور فرمایا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے۔ جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسکو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔ (اخبار الحکم جلد ۷ صفحہ ۷ پرچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

درود شریف زیارت نبوی اور تنویر باطن کا ذریعہ ہے

(مکتوب بنام چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد نماز مغرب وعشاء جہاں تک ممکن ہو۔ درود شریف بکثرت پڑھیں۔ اور دلی محبت واخلاص سے پڑھیں۔ اگر گیارہ سو دفعہ روز ورد مقرر کریں۔ یا سات سو دفعہ ورد مقرر کریں۔ تو بہتر ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ یہی درود شریف پڑھیں۔ اگر اسکی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے۔ تو زیارت رسول کریمؐ بھی ہو جاتی ہے۔ اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے۔ اور بعد نماز صبح کم سے کم سو مرتبہ استغفار دلی تضرع سے پڑھنا چاہیئے۔ والسلام ..... خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲ اگست ۱۸۸۹ء"

(مکتوبات جلد ۵ نمبر ۔ صفحہ ۶ و ۷)

درود شریف قبض روحانی کا علاج ہے

"انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔ نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہو جاتی ہے جب یہ صورت ہو تو اسکا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے۔ اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھیں قبض کے دور ہونے کا علاج یہی ہے"
(الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء)

درود شریف رضاء الٰہی کا اور زیارت نبوی* کا ذریعہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بہ اخویم منشی ظفر احمد صاحب۔

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ حرف حرف اسکا پڑھا گیا۔ اور آپ کے لئے دعا کی گئی ...... غور سے ترجمہ قرآن شریف دیکھا کرو ..... جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مناسبت و پیروی و محبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے۔ یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے راضی ہونے کے بعد بآسانی یہ امور طے ہو جاتے ہیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ۱۱ مئی ۱۸۹۹ء"
(اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۳۵ پرچہ ۳ جون ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

درود شریف حصول استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے

(ماخوذ از خلاصہ تقریر مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء منقول از ریویو اردو جلد ۳ صفحہ ۱۵ و ۱۴)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا۔ تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔"

* زیارت کے متعلق ایک حوالہ صفحہ ۲۱۱ پر دیکھا جائے۔

درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ سوم موہبت الٰہی۔ (سلسلہ کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام حضرت اقدس کی ایک تقریر صفحہ ۲۲ و رسالہ ریویو اردو جلد ۳ نمبر ا صفحہ ۱۴ و ۱۵)

درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنیکا ذریعہ ہے

"اگر تم چاہتے ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الآیۃ۔ اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں۔ نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے۔ کہ آپؐ پر درود پڑھو اور آپؐ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو۔ جیسے کہ حکم ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی اگر تم خدا سے پیار کرنا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فرمانبردار بن جاؤ۔ اور رسول کریمؐ کی راہ میں فنا ہو جاؤ تب خدا تم سے محبت کریگا۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۰۹)

درود شریف غموم اور پریشانیوں کے دور ہونے کا ذریعہ ہے

(۱) مکتوب بہ سیٹھ عبدالرحمن صاحبؓ مدراس) مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز دعا میں بدستور مشغول ہے اور انشاء اللہ القدیر اسی طرح مشغول رہے گا جب تک آثار خیر و برکت ظاہر ہوں۔ دیر آید درست آید۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ بھی اس تشویش کے وقت اکیس مرتبہ کم سے کم استغفار اور سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے لئے دعا کر لیا کریں۔ اور اب سے مجھے یہ بھی خیال آیا ہے کہ آپ اگر اس تردد کے وقت میں قادیان تشریف لاویں۔ تو غالباً دعا کی قبولیت کے لئے یہ تکلیف کشی اور بھی زیادہ موثر ہوگی۔ سو اگر موانع اور عائق پیش نہ ہوں تو بعد استخارہ مسنون ان دنوں میں جو سفر کے بہت مناسب حال ہیں تشریف لاویں۔ لیکن اگر راہ میں بوجہ بیماری طاعون کے تکلیف قرنطینہ درپیش ہو۔ اور کچھ تکلیف وہ روکیں ہوں۔ جس کی مجھے اطلاع نہیں ہے۔ تو اس امر کو خوب دریافت کرلیں۔ غرض تشریف لانے کے یہی دن ہیں۔ شاید آپ کا یہ کام ہی جناب الٰہی میں قابل رحم تصور ہو۔ مگر میں بار بار آپ کو وصیتہً کہتا ہوں۔ کہ یہ تکالیف خدا تعالےٰ کے نزدیک کچھ چیز نہیں ہیں۔ صرف ثواب اور اجر دینے کے لئے خدا تعالےٰ نے امتحان میں ڈالتا ہے۔ اس لئے آپ بہت استقلال اور مردانہ شجاعت اور بہادری سے بڑے قوی صبر کے ساتھ روز کشائش کے منتظر رہیں۔ کہ جب وہ وقت آئیگا۔ تو ایک دم میں فضل الٰہی شامل حال ہو جائے گا۔ آپ کے لئے اس خلوص اور توجہ کے ساتھ دعا کر رہا ہوں۔ کہ بس سے بڑھ کر متصور نہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۲ نومبر ۹۷ء

(۲) (ایضاً) مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ آج آنمکرم کا دوسرا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے اضطراب پر دل نہایت دردمند ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا کرے۔ کہ مجھے جلد تر خوشخبری کا خط پہنچے۔ میں سرگرمی سے دعا میں مشغول ہوں۔ اور میری وہ مثال ہے۔ کہ جیسے کوئی نہایت احتیاط سے کسی نشانہ پر تیر مار رہا ہے۔ کہ امید ہے۔ کہ

جلد یا کچھ دیر سے تیر بہدف ہو۔ یں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں آپ سے زیادہ اس غم میں آپ کا شریک ہوں۔ آپ خدا ئے کریم و رحیم پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ ایک دن خدا تعالےٰ ہماری دعا سن لیگا۔ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ امید کہ حالات سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں۔ اور میری نصیحت یہی ہے۔ کہ آپ نہ گھبرائیں اور نہ مضطر ہوں۔ اور رحیم و کریم پر پورا یقین رکھیں۔ کہ اس کی ذات عجیب در عجیب قدرتیں رکھتی ہے۔ جن کو صبر کرنے والے آخر کار دیکھ لیتے ہیں۔ اور بے صبر شامت بے صبری سے محروم رہ جاتے ہیں۔ بلکہ ان کا ایمان بھی معرض خطر میں ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ثم آمین۔ میرے نزدیک بہتر خیال ہے۔ کہ ان دنوں میں آپ استغفار اور درود شریف کا التزام بہت رکھیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد تر کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۶ نومبر ۹۷ء

(۳) مکتوب بنام قاضی ضیاء الدین صاحبؓ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا پر درد و غم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ کے صابر بندے صبر کرتے رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دیگا۔ اور درود شریف بہت پڑھیں۔ تا اس کے برکات آپ پر نازل ہوں۔ ۔۔ اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے۔ تو چند ماہ کے لئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ جون ۱۸۸۵ء (منقول از تشحیذ الاذہان جلد ۲)

(۴) مکتوب بنام چودھری اللہ داد صاحب مرحومؓ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ ؎ صادق آں باشد کہ ایام بلا ۔ میگذارد با محبت با وفا

* یعنی خطرہ کے مقام میں (خاکسار مرتب رسالہ)

ہر ایک مرضی الٰہی پر صبر کرنا اور اپنے مولا سے کامل تعلق اور گاڑھا پیوند کرنا چاہیئے۔ اور
مخالفین کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ متوکل علی اللہ رہنا چاہیئے۔ درود۔ استغفار و تلاوت
قرآن مجید میں لگے رہنا بہتر ہے۔ خدا تعالیٰ وہ دن لاتا ہے۔ کہ مخالف روسیاہ اور موافق
مسرور و سرخرو ہوں گے۔ آپ کے واسطے دعا کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر بلا سے نجات دے۔ والسلام"
جولائی ۱۸۹۶ء (البدر جلد ۲ نمبر ۳۶ صفحہ ۲۸۷)

(۵) روایت حضرت شاہزادہ حاجی عبدالمجید خانصاحب لدھیانوی مبلغ طہران ملک ایران
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماخوذ از مکتوب شاہزادہ صاحب ممدوح بطرف حضرت پیر منظور محمد صاحب
مصنف قاعدہ یسرنا القرآن آمدہ از طہران مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء۔

حضرت شاہزادہ صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:۔

"جب یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکا۔ تو حضور نے فرمایا کہ
مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے سو دو سو دفعہ
یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب
دعا مانگو اللہ تعالےٰ حاجتوں کو نہیں اٹکاوے گا۔
چنانچہ ہر رات بندہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ خواب میں لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا کے ماتحت حل مشکلات اور قضائے حاجات کی بشارت دے دیتا ہے۔ اور دن
میں اس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک"

(۶) روایت صوفی نبی بخش صاحب متوطن راولپنڈی۔ صوفی نبی بخش صاحب سابق کلرک ریلوے لاہور نے
میرے پاس بیان کیا۔ کہ مجھے ۱۹۰۶ء میں ایک مشکل کے وقت نماز عشاء کے بعد تین سو بار
درود شریف پڑھنا الہاماً بتایا گیا۔ جس پر عمل کرنے سے امید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ اس کے

بعد جلد ہی بیعت کرنے پر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضورؑ نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ مگر اس کے ساتھ تین سو بار استغفار کا اضافہ کریں۔ اور عشاء کی نماز کے بعد اسے پڑھا کریں۔ میں نے کچھ دن تو ایسا کیا۔ مگر اس طرح سے رات کو نیند پوری نہیں ہوتی تھی۔ اور ملازمت کی وجہ سے دن کو سونے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ اس لئے میں نے اس مشکل کو حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؑ نے فرمایا۔ اسکا اصل وقت تو وہی (بعد از نماز عشاء) ہے۔ مگر آپ صبح کی نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔ اور انہی ایام میں میں نے مسجد مبارک میں مغربی دیوار پر مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا - آیت اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ - وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا (پوری آیت) اور پھر درود شریف بالفاظ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ لکھا ہوا دیکھا (جو حضور نے خود لکھوایا تھا) اسلئے میں اسوقت سے یہی درود پڑھتا ہوں۔ اور اس وقت اس مسجد کے غسلخانہ کی مشرقی دیوار پر (جو اب حجرہ بنا ہوا ہے۔ اور جسکی یہ مشرقی دیوار گول کمرہ کے اوپر کی مغربی دیوار ہے الہامی فقرہ مُبَارَکٌ وَّمُبَارِکٌ وَّ کُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ لکھا ہوا تھا۔

خاکسار مرتب رسالہ ہذا عرض کرتا ہے۔ کہ مسجد مبارک کی مغربی اور مشرقی دیوار پر لکھے ہوئے کلمات طیبات اور آیات کریمہ کے متعلق مکرمی صوفی نبی بخش صاحب سے اس بیان کی تصدیق مکرمی پیر سراج الحق صاحب نعمانی - میر مہدی حسین صاحب - حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ذریعہ سے بھی ہو گئی ہے اور یہ بات حد یقین تک پہنچ گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں مغربی دیوار پر درود شریف بالفاظ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہی لکھا ہوا تھا

درود شریف کے فضائل بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درود شریف و استغفار اور نماز بہترین وظیفہ ہے

ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ ’’نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو‘‘۔ (الحکم جلد ۷ پرچہ ۲۰ ر فروری ۱۹۰۳ء)

درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کی شکر گذاری ہے

فیا ایہا الناس صلّوا وسلّموا علی رسولٍ حُشر الناس علی قدمہ و جُذبوا الی الرب الرحیم المنّان۔ الذی اخرج خلقاً کثیراً من المفاوز المُہلکۃ الیہ برحمۃ الی روضات الامن والامان وشجّع قلوباً مرعودۃ۔ وقوّی ہمماً مبہورۃ وابدع انواراً مفقودۃ و جاء بابہی الدرر والیواقیت والمرجان

پس اے لوگو اس رسول پر درود اور سلام بھیجو جس کے قدم پر تمام لوگوں کو جمع کیا گیا۔ اور وہ اپنے خداوند رحیم ومنان کی طرف کھینچے چلے آئے۔ جس نے بہت سی مخلوق کو مہلک اور پر مشقت جنگلوں سے نکال کر امن وامان کے سبزہ زاروں اور باغوں میں پہنچایا۔ اور دہشت زدہ دلوں کو دلیری اور بہادری بخشی۔ اور تھک کر چور ہو چکی ہوئی ماندہ ہمتوں کو قوی کیا اور مفقود ہو چکے ہوئے انوار کو موجود کر دیا۔ اور حقائق و معارف

واقبل الاصول وادب العقول ونجّی
كثيرا من الناس من سلاسل الكفر
والضلالة والطغيان۔ وسقى المؤمنين
المسلمين الراغبين في خيره كأس
اليقين والسكينة والاطمينان
وعصمهم من طرق الشر والفساد
والخسران۔ وهداهم الى جميع
سبل الخير والسعادة والاحسان۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴)

کہ نہایت درخشاں اور خوبصورت موتی اور یاقوت اور مرجان لایا۔ اور اصول قائم کئے۔ اور عقول کو آداب سے مزین کیا اور لوگوں کو کفر اور گمراہی اور سرکشی کی زنجیروں سے نکالا۔ اور مومنوں اور مسلموں کو جو آپ کی خیر و برکات کے طالب تھے یقین اور جمعیت اور اطمینان کا پیالہ پلایا۔ اور انہیں شر اور فساد اور خسارہ کی راہوں سے بچایا۔ اور خیر اور سعادت اور نیکوکاری کی تمام راہوں کی طرف رہنمائی کی۔"

(۱۲) "فصلّوا على هذا النبي المحسن
الذي هو مظهر صفات الرحمٰن
المنّان۔ وهل جزاء الاحسان الا
الاحسان۔ والقلب الذي لا يدري
احسانه فلا ايمان له۔ او يضيع
ايمانه۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى هٰذَا الرَّسُوْلِ
النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ سَقَى الْاٰخِرِيْنَ كَمَا
سَقَى الْاَوَّلِيْنَ۔ وَصَبَغَهُمْ بِصِبْغِ نَفْسِهٖ
وَاَدْخَلَهُمْ فِي الْمُطَهَّرِيْنَ۔" (اعجاز المسیح صفحہ ۳)

(اے لوگو) اس محسن نبی پر درود بھیجو۔ جو خداوند رحمان و منان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں۔ اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ اے اللہ اس امی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے جسطرح اس نے اولین کو سیر کیا اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا تھا۔ اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کیا تھا۔"

(۱۳) ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اٹھائیں۔ لیکن پروا نہ کی

یہی صدق و صفا تھا جس کے باعث اللہ تعالے نے فضل کیا۔ اسی لئے تو فرمایا :۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (احزاب ۶۷)

ترجمہ :۔ اللہ تعالے اور اسکے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسولِ اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے۔ کہ اللہ تعالے نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہیں فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اسقدر پسندیدہ تھے۔ کہ اللہ تعالے نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت اور صدق وہ تھا۔ کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں۔ تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔" (اخبار الحکم جلد ۷ عـ۲۵ صفحہ ۲ پرچہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۳ء)

نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل دعا درود شریف

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے مے کند — من دعا ہائے بر و بارِ تو اے باغ و بہار

ترجمہ :۔ ہر شخص اپنی نمازوں میں اپنے لئے دعائیں کرتا ہے۔ مگر اے موسم بہار اور باغ میں آپ ہی کے پھلوں اور پھولوں کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۶)

درود شریف میں تمام دعائیں آجاتی ہیں

(روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ) ہنوز میں لاہور کے دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا۔ سنہ ۱۸۹۸

یا اسکے قریب کا واقعہ ہے۔ کہ میں درود شریف کثرت سے پڑھتا تھا۔ اور اس میں بہت لذت اور سرور حاصل کرتا تھا۔ انہی ایام میں میں نے ایک حدیث میں پڑھا۔ کہ ایک صحابیؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں عرض کیا۔ کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کرینگی۔ یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پرزور خواہش پیدا ہوئی۔ کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ چنانچہ ایک روز جبکہ میں قادیان آیا ہوا تھا۔ اور مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میری یہ خواہش ہے۔ کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں حضورؑ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی۔ تب سے میرا اس پر عمل ہے۔ کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کرکے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ اور یہ قبولیت دعا کا ایک بہت بڑا ذریعہ میرے تجربہ میں آیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ محمد صادق ۱۸ اپریل ۱۹۳۲ء

درود شریف ہی کا ہدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے

درود شریف صدقہ کی کمی کی تلافی کا ذریعہ ہے

"محبی اخویم مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپکا خط پڑھا۔ میں انشاء اللہ الکریم آپ کے لئے دعا کرونگا۔ تا یہ حالت بدل جائے۔ اور انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ مگر میں آپ کو ابھی صلاح نہیں دیتا۔ کہ اس تنخواہ پر آپ دس روپیہ ماہوار بھیجا کریں۔ کیونکہ تنخواہ* قلیل ہے۔ اور اہل و عیال کا حق ہے۔ بلکہ میں آپ کو تاکیدی طور پر اور حکماً لکھتا ہوں۔ کہ آپ اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ نے کوئی بالکنجائش اور کافی ترقی بخشے۔ یہی تین روپے

*نوٹ: اسوقت حضرت مفتی صاحب کی تنخواہ ۲۰ روپے ماہوار تھی۔

بھیجا کریں۔ اگر میرا کانشنس اس کے خلاف کہتا۔ تو میں ایسا ہی لکھتا۔ مگر میرا نور قلب ہی مجھے اجازت دیتا ہے۔ کہ آپ اس مقررہ چندہ پر قائم رہیں۔ ہاں بجائے زیادت کے درود شریف بہت پڑھا کریں۔ کہ وہی ہدیہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا ہے ممکن ہے۔ کہ اس ہدیہ کے ارسال میں آپ سے سستی ہوئی ہو۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۶ء"

ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درود شریف پہنچاتے ہیں

"سوال۔ السلام علیکم یا اھل القبور جو کہا جاتا ہے۔ کیا مردے سنتے ہیں؟

جواب۔ دیکھو وہ سلام کا جواب و علیکم السلام تو نہیں دیتے۔ خدا تعالیٰ نے وہ سلام ان کو پہنچا دیتا ہے۔ اب ہم جو آواز سنتے ہیں۔ اس میں ہوا ایک واسطہ ہے۔ لیکن یہ واسطہ مردہ اور تمہارے درمیان نہیں۔ لیکن السلام علیکم میں خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو واسطہ بنا دیا ہے۔

اسی طرح درود شریف ہے۔ کہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتے ہیں۔"

(اخبار البدر جلد ۳ عدد ۱۱ پرچہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۵)

برکات الٰہیہ انہی پر نازل ہوتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں

(باوا نانک رح کے اس بارہ میں کلام کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تصدیق بشہادت آیات قرآن کریم)

"باوا صاحب ایک شبد گرنتھ میں فرماتے ہیں:۔

پیر پیغمبر سالک شہدے اور شہید ... شیخ مشائخ قاضی ملا در درویش رسید

برکت تن کو اگلی پڑھتے رہیں درود

یعنی جس قدر پیر پیغمبر اور سالک اور شہید گذرے اور شیخ مشائخ اور قاضی ملا اور نیک درویش

ہوئے ہیں۔ ان میں سے انہیں کو برکت ملے گی۔ جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

یہ اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ یعنی اللہ اور تمام فرشتے اس کے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے وے لوگو جو ایماندار ہو۔ تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔ اے نبیؐ ان کو کہدے۔ کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو۔ تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے پیار کرے۔ اور تمہارے گناہ بخش دیوے۔" (ست بچن صفحہ ۱۰۳)

بعض الفاظ درود شریف از ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) "درود شریف وہی بہتر ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ اے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر برکات نازل فرما۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکات نازل کیں۔ تو بہت ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

اس درود کی فضیلت جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ان میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے۔ اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں۔ وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا وِرد ہے۔

تعداد کی پابندی ضروری نہیں اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہیئے۔ اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں۔ کہ جب تک ایک حالت رقت اور بیخودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے۔ اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۸)

موزوں تر وقت "بعد نماز مغرب و عشاء جہاں تک ممکن ہو۔ درود شریف بکثرت پڑھیں۔ اور دلی محبت و اخلاص سے پڑھیں۔ اگر گیارہ سو دفعہ روز وِرد مقرر کریں یا سات سو دفعہ وِرد مقرر کریں تو بہتر ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ یہی درود شریف پڑھیں۔

اس درود شریف کے بعض برکات اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت* کی جائے۔ تو زیارت رسول کریم بھی ہو جاتی ہے۔ اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ صفحہ ۷۹)

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ آنحضرت پر اور آنحضرت کی آل پر درود اور برکات اور سلام بھیج۔ تو بہت ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے

*: مداومت یعنی ہمیشگی (خاکسار مرتب رسالہ)

نوٹ :۔ یہ الفاظ درود شریف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مسجد مبارک کے اندر مغربی دیوار پر مع بعض آیات قرآن کریم بہ ترتیب ذیل لکھوائے ہوئے تھے جیساکہ بہت سے صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی بلااختلاف معلوم ہوا ہے۔ جیسے صوفی نبی بخش صاحب متوطن راولپنڈی سابق کلرک محکمہ ریلوے لاہور۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ میر مہدی حسین صاحب۔ مولٰنا غلام رسول صاحب راجیکی وغیرہم رضی اللہ عنہم وارضاہم اجمعین۔

سورت کتبہ[1]

مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اس درود شریف کے بعض برکات

پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے میرے پاس بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ اس درود شریف کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوٰی مسجد دیت سے قبل بھی اور اس کے بعد بھی ہزارہا مرتبہ پڑھا۔ اور اس کے پڑھنے سے حضورؑ پر بہت برکات اور معارف نازل ہوئے۔

[1] اس کتبہ کے علاوہ اس مسجد کی مشرقی دیوار پر یعنی اس سرے کے غسل خانہ والے کمرہ کی مشرقی دیوار پر جسے بعد میں کسی قدر تبدیلی کے ساتھ مسجد کا حجرہ بنا دیا گیا۔ مشرقی طرف یہ الہام الٰہی لکھا ہوا تھا۔ مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ

(۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَ حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَاَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۶ و ۲۴۷)

(۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰)

(۵) رَبِّ ... صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَخَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ عَمَائِدِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ (سر الخلافہ صفحہ ۲)

(۶) "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۹)

(۷) "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ" (کشتی نوح صفحہ ۷۶)

ترجمہ (۳) اے اللہ اپنے نبی اور اپنے محبوب اپنے تمام انبیاء کے سردار اور تمام رسولوں میں سے افضل اور تمام پیغمبروں کے برگزیدہ اور تمام انبیاء کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر درود اور برکات اور سلام بھیج۔ (۴) اے اللہ ہمارے سردار اور آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ کی تمام آل اور اصحاب پر درود بھیج (۵) اے میرے رب اپنے نبی اور اپنے محبوب خاتم النبیین خیر المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپؐ کی آل طیبین طاہرین پر اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر جو ملت اور دین کے ستون ہوئے ہیں۔ اور اپنے تمام نیک بندوں پر درود اور سلام اور برکات بھیج۔ (۶) اے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج (۷) اے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود اور برکات اور سلام بھیج۔

نوٹ:۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ اوائل ایام دعوئے مسیحیت و مہدویت میں جبکہ حضور لدھیانہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ حضورؑ نے فرمایا۔ کہ آپ درود شریف بہت پڑھا کریں میں نے عرض کیا۔ کہ حضورؑ مجھے خود اپنی زبان مبارک سے درود کے الفاظ پڑھ کر بتائیں تاکہ میں انہی الفاظ میں درود پڑھا کروں۔ اس میں زیادہ برکت ہوگی۔ میری اس درخواست پر حضورؑ نے درود شریف کے الفاظ دو طرح پر پڑھ کر مجھے سنائے۔ اور فرمایا۔ کہ ان دونوں میں سے کوئی سا درود شریف پڑھ لیا کریں۔ ان میں سے پہلا درود تو وہی تھا۔ جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ (اور اوپر ع۱ میں بیان ہو چکا ہے) اور دوسرا درود شریف حضورؑ نے یہ ارشاد فرمایا جو اوپر ع۶ کے نیچے کشتی نوح کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے)

(۸) "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ" (اشتہار براہین بزبان اردو و انگریزی ضمیمہ سرمہ چشم آریہ وغیرہ)

(۹) میر عنایت علی شاہ صاحب لدھیانوی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کن الفاظ سے درود بھیجا کروں۔ تو حضورؑ نے مجھے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

(۸) اے اللہ اپنے تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج۔ (۹) اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود اور سلام بھیجے۔

(۱۰) رَبِّ ..... صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ۔ وَھَبْ لَہٗ مَرَاتِبَ مَا وَھَبْتَ لِغَیْرِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ۔ رَبِّ اَعْطِہٖ مَا اَرَدْتَّ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مِنَ النَّعْمَاءِ ثُمَّ اغْفِرْ لِیْ بِوَجْھِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرُّحَمَاءِ (اعجاز المسیح صفحہ ۲۰۰)

(۱۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَی الْاَبَدِ (برکات الدعا صفحہ ۷)

(۱۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ (اتمام الحجہ صفحہ ۲۸)

(۱۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ... (تشحیذ ... صفحہ)

نوٹ:۔ درود شریف کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے کہ:۔ "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہیئے اور اسوقت تک ضرور پڑھتے رہیں۔ کہ جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تأثر کی پیدا ہو جائے۔ اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔" (مکتوبات حصہ اول صفحہ ۱۸) نیز ارشاد:۔ "کسی تعداد کی شرط نہیں۔ اسقدر پڑھا جائے۔ کہ کیفیت صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے۔ اور ایک انشراح اور لذت اور حیات قلب پیدا ہو جائے۔" (ایضاً صفحہ ۲۶) ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جن ارشادات میں حضورؑ نے درود شریف کی کوئی خاص تعداد (مثلاً ۱۰۰۔۲۰۰۔۳۰۰۔۷۰۰ یا ۱۱۰۰ روزانہ) بتائی ہے۔ اس سے اصل مقصود کثرت سے پڑھنا ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱۰) (اے میرے رب) تمام رسولوں میں سے برگزیدہ اور تمام متقیوں کے پیشوا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج۔ اور آپؐ کو وہ مراتب بخش۔ جو تونے کسی اور نبی کو نہیں بخشے۔ اے میرے رب جو نعمتیں تونے مجھے دینے کا ارادہ کیا ہے۔ وہ بھی آپکو ہی دے۔ اور پھر مجھے اپنے وجہ کریم کے طفیل بخشدے۔ اور تو تمام رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ (۱۱) اے اللہ آپؐ پر اور آپ کی آل پر اسقدر درود اور سلام اور برکات بھیج جسقدر آپؐ نے اس امت کی خاطر ہم وغم اٹھایا۔ اور ابدالآباد تک آپ پر اپنی رحمت کے انوار نازل فرما۔ (۱۲) اے اللہ آپ پر اور آپ کی تمام آل اور اصحابؓ پر درود اور سلام اور برکات بھیج۔ (۱۳) اے میرے رب اپنے نبیؐ پر ہمیشہ درود بھیج۔ اس دنیا میں بھی اور بعث ثانی میں بھی۔

احادیث نبویہ دربارہ درود شریف

فضائل و برکات درود شریف

جو آنحضرتؐ پر درود بھیجے اس پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (صحیح مسلم)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجیگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجیگا

یعنی اللہ تعالیٰ اسکی کوتاہیاں معاف کردیگا۔ اور ان کے شر سے اسے محفوظ رکھے گا۔ اسے عظمت و رفعت بخشیگا۔ اسے خیر و برکت نصیب کرے گا۔ اسکے اچھے مقاصد کو پورا کرے گا۔ اس کے مستقبل کو سنوار دے گا۔ اسے اپنی رحمت کا مورد بنائے گا اور اسے ناپسندیدہ باتوں سے پاک کرکے اور پسندیدہ امور سے آراستہ کرکے خود اسکی مدح و ثنا کرے گا۔ اور اپنے ملائکہ اور اپنے پاک بندوں کی زبان سے بھی اسکی ستائش کرائے گا (جیسا کہ اس لفظ کے معنوں سے ظاہر ہے) اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اگر خواہی کہ حق گوید ثنا ئیت | بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ تمہاری مدح و ثنا کرے۔ تو تم سچے دل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ثنا خواں بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدح و ثنا کریگا اور کرائے گا)

اس حدیث کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام ع ۲۰) جو شخص نیک کام کرے گا۔ اسے اس کے نیک کام کے ہمرنگ دس گنا اجر ملے گا۔ پس جو خیر و برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کوئی شخص چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ وہی خیر و برکت خود اسے بھی عطا کرے گا۔

اس حدیث میں اور ایسا ہی دوسری احادیث میں دس سے مراد یہ نہیں۔ کہ ہر ایک درود خواں کو اس کے درود کی تعداد کے مطابق یکساں اجر ملے گا۔ بلکہ جو درود خدا تعالیٰ کی جناب میں قبولیت کے لائق ہو۔ یا اللہ تعالیٰ کی ستاری اور کرم سے جس درود کو شرف قبولیت بخشا جائے۔ اس کا کم سے کم اجر یہ ہوگا۔ اور اس سے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس قدر زیادہ محبت اور اخلاص سے۔ اور پابندی شرائط کے ساتھ درود بھیجا جائے گا۔ اسی قدر اجر زیادہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے (موقوفاً) مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بہت عمدگی کے ساتھ (ایک بار) درود بھیجے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے بدلہ میں ستر بار درود بھیجیں گے۔ اب جو چاہے۔ تو اس میں کمی رکھے۔ اور چاہے۔ تو زیادہ کرے۔ (جلاء الافہام بحوالہ مسند امام احمد)

نوٹ۔ صلوٰۃ کے معنے دعا ہی کے نہیں۔ بلکہ اس کے معنے حسن ثناء اور تعظیم و تکریم کے بھی ہیں۔ اس لئے درود کی دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی صفت حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ نیز درود ایک دعا ہے۔ اور دعا کی قبولیت کے لئے بموجب آیت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ نیز آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرہ ع ۵) انتھک کوشش اور عملی مجاہدہ بھی ضروری ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجنے والے شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کے ساتھ عملی طور پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں آپ کی عظمت شان کے اظہار میں اور آپ کے مقاصد کی پیروی میں کوشاں رہے۔

اس حدیث میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیئے۔ اور درود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لئے زیادہ سے زیادہ خیرات وبرکات اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئیں۔ اور اس دعا کے دائرہ کو بہت وسیع کرنا چاہیئے۔ وباللہ التوفیق۔

درود شریف عفو ذنوب، حصول حسنات اور رفع درجات کا ذریعہ ہے

(٢) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا طَیِّبَ النَّفْسِ یُرٰی فِیْ وَجْهِهِ الْبِشْرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصْبَحْتَ الْیَوْمَ طَیِّبَ النَّفْسِ یُرٰی فِیْ وَجْهِكَ الْبِشْرُ. قَالَ اَجَلْ. اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّیْ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ مِنْ اُمَّتِكَ صَلٰوةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عَشْرَ

ترجمہ۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب صبح کو تشریف لائے۔ تو حضور کے چہرہ پر خاص طور پر بشاشت تھی۔ صحابہ رضی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آج حضور کے چہرہ انور پر خاص طور پر خوشی کے آثار ہیں فرمایا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ نے آکر مجھے کہا ہے۔ کہ تمہاری امت میں سے جو شخص تم پر ایک بار بھی درود بھیجے گا۔ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اسکی

حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَّرَفَعَ لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا۔

(جلاء الافہام مؤلفہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ مسند امام احمد حنبل ؒ صفحہ ۱۳)

دس نیکیاں لکھے گا۔ اور اسکی دس بدیاں معاف فرمائے گا۔ اور اسکے دس درجے بلند کرے گا۔ اور ویسی ہی رحمت اس پر نازل کرے گا۔ (جیسی اس نے تمہارے لئے مانگی ہوگی)

یہ حدیث کسی قدر تغیر الفاظ کے ساتھ اور بھی کئی طریقوں سے مروی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی میں بھی آئی ہے۔ اور قریباً قریباً اسی مضمون کی ایک حدیث جلاء الافہام میں بحوالہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف قاضی اسماعیل بن اسحاق رح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسی طرح ایک حدیث اس بارہ میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی جلاء الافہام میں بحوالہ مسند امام احمد حنبل رح و مسند عبد الحمید مذکور ہے۔

اس حدیث میں درود شریف کے جو برکات بیان ہوئے ہیں۔ ان کی طرف خود لفظ صلوٰۃ کے لغوی معنے بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ لغت میں اس کے معنے استغفار کے اور مغفرت کے بھی ہیں۔ اور اسی طرح اس کے معنے عظمت و رفعت بخشنے کے اور اس مدعا کے لئے دعا کرنے کے بھی ہیں۔ اور اس حدیث میں اس بات کی بھی تعلیم دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر درود پوری توجہ اور عقد ہمت سے اور حقیقی محبت اور دلسوزی کے ساتھ بھیجنا چاہیئے۔ اور یہ کہ محض کثرت شمار کوئی خاص فضیلت کی بات نہیں۔ بلکہ اصل فضیلت اس بات میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر بہتر سے بہتر طور پر درود بھیجا جائے۔ اس بارہ میں اور بھی کئی احادیث آئی ہیں۔

درود شریف باطنی پاکیزگی، روحانی ترقی اور اعلیٰ کمالات کے حصول کا ذریعہ ہے

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَیَّ۔ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ عَلَیَّ زَكٰوةٌ لَّكُمْ۔ (جلاء الافہام بحوالہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاسماعیل بن اسحاق)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ درود شریف ایک طرف تو تمام روحانی آلائشوں سے پاک کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اعلیٰ سے اعلیٰ کمالات انسانی پر پہنچاتا ہے۔ درود شریف کی اس خاصیت کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا میں درود شریف کا حکم دے کر آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا میں بتایا ہے۔ کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایک بار درود بھیجیگا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجیگا۔ اور آیت هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا (احزاب ع ۶) میں بتایا ہے۔ کہ جس شخص پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔ وہ دمبدم ظلمات سے نکلا چلا جاتا ہے۔ اور انوار الٰہیہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ رحمت اس پر بار بار اپنا فیضان کرتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت اس پر ایسا آجاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کا خاص مقرب ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ

اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کی بشارتیں آنے لگتی ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر اور کرامت پاتا ہے۔ پس معلوم ہؤا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجنا ان برکات کا ذریعہ ہے۔ اور جب اس آیت کے ماقبل کو دیکھا جائے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ فیضانِ الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ختم نبوت کی برکات میں سے ہے۔ اور یہ کہ جس قدر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اس رحمت اور اس احسان کو یاد کر کے اسکا شکر بجا لائے گا۔ اسی قدر اس پر یہ فیضان زیادہ ہوگا۔ سبحان اللہ! اس سرورِ کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک وحی میں بھی اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَلصَّلٰوۃُ ھُوَ الْمُرَبِّیْ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی آل پر درود بھیجو۔ کیونکہ آپ پر اور آپ کی آل پر درود بھیجنا ہی حقیقی تربیت کا ذریعہ ہے۔ گویا یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود بھیجنے کا التزام رکھو۔ کیونکہ آپ ہی کا وجود حقیقی مربی ہے۔ اور اس فیضان کا حصول آپ پر درود بھیجنے سے وابستہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک مکتوب بنام چودھری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ میں درود شریف کو تنویر باطن اور استقامت کا ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "یہی درود شریف (یعنی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ناقل) پڑھیں اسکی دلی ذوق اور محبت سے مداومت (یعنی ہمیشگی۔ ناقل) کی جائے۔ تو زیارت رسول کریم بھی ہو جاتی ہے۔ اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بھی بہت مؤثر ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۷)

درود شریف جنت کی راہ ہے

(۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑا۔ اس نے جنت کی راہ کو چھوڑ دیا۔

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے اور حضرت محمد بن حنفیہ سے بھی مروی ہے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ کثرت سے درود شریف پڑھنے والا اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لیتا ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔

(۵) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ (جلاء الافہام صفحہ ۳۳ بحوالہ ابن الغازی و کتاب الصلوٰة علی النبی لابی عبداللہ المقدسی)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص ایک دن میں ہزار بار مجھ پر درود بھیجیگا۔ وہ اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لیگا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے والا شخص اقرب راہ سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ وہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ ع۴) کے مطابق اسی زندگی میں جنت کی بشارت بلکہ خود جنت کو پالیتا ہے۔ گو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ محض کثرت تعداد کوئی چیز نہیں جبتک اس کے

سے جوش محبت نبوی اور دلسوزی نہ ہو۔ وَمَا التَّوْفِيْقُ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

درود شریف نجات اخروی کا ذریعہ ہے

آنحضرتؐ پر درود بھیجنے میں خود درود بھیجنے والے کی بہتری اور بہبودی ہے

(۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَهْوَالِهَا وَمَوَاطِنِهَا اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ فِي الدُّنْيَا صَلٰوةً۔ فَاِنَّهُ قَدْ كَانَ فِي اللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ كِفَايَةٌ وَّلٰكِنْ خَصَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بِذٰلِكَ لِيُثِيْبَهُمْ عَلَيْهِ (دیلمی. در منثور بحوالہ ترغیب اصفہانی ومسند دیلمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اس کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہوگا۔ جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ (میرے لیے تو) اللہ تعالے کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو اللہ تعالی نے مومنوں کو ثواب پانے کا ایک موقع بخشا ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ درود گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور وہ حدیث یہ ہے:۔

(۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے ایک کفارہ ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (جلاء الافہام بحوالہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ابی عاصم) ۳۴۹

جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ دس بار درود بھیجیگا۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ جس مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ اس سے اٹھنے سے قبل درود بھیجنے والے کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے۔

(۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ سَيَّارَةً مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِذَا مَرُّوْا بِحَلَقِ الذِّكْرِ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُقْعُدُوْا فَاِذَا دَعَا الْقَوْمُ اَمَّنُوْا عَلٰى دُعَائِهِمْ فَاِذَا صَلَّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَفْرُغُوْا ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ طُوْبٰى لِهٰٓؤُلَآءِ يَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ۔

(جلاء الافہام صفحہ ۲۴۹ بحوالہ فوائد ابو سعید قاش)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے فرشتوں کی ایک جماعت۔ اس کام پر متعین ہے۔ کہ وہ پھرتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کی کسی مجلس کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو وہاں ٹھہر جاتے اور ایک دوسرے کو ٹھہرا لیتے ہیں۔ پس جب وہ لوگ دعا کریں۔ تو فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اور جب وہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجیں۔ تو وہ فرشتے بھی درود بھیجنے میں ان کیساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور جب وہ لوگ اس کام سے فارغ ہو کر واپس جانے لگتے ہیں تو فرشتے ایکدوسرے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ کیا ہی خوش نصیب ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مغفرت اور بخشش پا کر واپس جا رہے ہیں۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے۔ کہ درود شریف بھی ذکر الٰہی ہی ہے۔ ذکر الٰہی اسی بات کا نام نہیں ہے۔ کہ تسبیح و تقدیس اور تحمید الٰہی کی جائے۔ بلکہ دعا اور درود شریف بھی ذکر الٰہی ہی ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجنا انسان کو گناہوں سے۔ بالکل پاک کر دیتا ہے اور وہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْحَقُ لِلْخَطَایَا مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ۔ وَحُبُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ مُّھْجَۃِ الْاَنْفُسِ۔ اَوْ قَالَ مِنْ ضَرْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (تفسیر درمنثور بحوالہ تاریخ خطیب و ترغیب اصفہانی)

ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجنا اس سے بھی کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے۔ جتنا کہ ٹھنڈا پانی (پیاس کو) اور آپ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اور آپ کی محبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ درود اور سلام کی بنا محبت نبویؐ پر ہونی چاہیئے اور اسی صورت میں وہ گناہوں سے بھی نجات دلاتا ہے۔ جب کسی دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت جاگزیں ہو۔ اور اس محبت کی بنا پر اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حق میں درود اور سلام نکلے۔ تو اس دل میں کوئی گناہ نہیں

ٹھہر سکتا۔ اور محبت نبوی کے بغیر درود کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

درود شریف قیامت کے روز آنحضرت کے ساتھ خاص تعلق اور قرب کا ذریعہ ہو گا

(۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً (صلے اللہ علیہ وسلم) (جامع ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے روز میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ تعلق اور قرب رکھنے والا شخص وہ ہوگا۔ جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے والے کو آپ کے ساتھ روحانی مناسبت اور خاص تعلق حاصل ہو جاتا ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں ہے۔

(۱۰) عَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً فِي الدُّنْيَا۔ (تفسیر درمنثور بحوالہ شعب الایمان للبیہقی و تاریخ ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اس دن کے ہر ایک (ہولناک) مقام میں تم میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا۔ جس نے دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا ہوگا۔

درود شریف قیامت کے روز شفاعت نبویؐ کا ذریعہ ہوگا

(۱۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (جلاء الافہام صفحہ ۷ بحوالہ ابن شاہین)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر درود بھیجیگا۔ قیامت کے روز میں اسکی شفاعت کرونگا۔

(۱۲) عَنْ رُوَیْفِعِ ابْنِ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ (جلاء الافہام صفحہ ۵۸ بحوالہ معجم کبیر طبرانی)

رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص (میرے لئے) یہ دعا کریگا اَللّٰھُمَّ الخ (اے اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور آپ کو قیامت کے روز اپنے خاص قرب کے مقام میں جگہ دیجیو) اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

درود شریف تمام دعاؤں کی جامع اور سب سے افضل دعا ہے

(۱۳) عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رات کا دو تہائی حصہ گذر چکنے کے وقت اٹھ کر (اپنے گھر والوں اور اردگرد کے لوگوں کو

إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللّٰهَ اذْكُرُوا اللّٰهَ۔ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۔ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ۔ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ۔ قَالَ أُبَيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ قَالَ مَا شِئْتَ۔ قُلْتُ الرُّبُعَ؟ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ؟ قَالَ مَا شِئْتَ۔ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ مَا شِئْتَ۔ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِيْ كُلَّهَا

نماز تہجد کے لیے جگا کر انہیں) فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ وہ ہولناک (زلزلہ آور) گھڑی سر پر آپہنچی ہے جس کے بعد ساتھ ہی دوسری (اور بھی زیادہ ہولناک) گھڑی آجائیگی۔ موت مع ان آفات کے جو اس کے آنے کے ساتھ آجاتی ہیں۔ سر پر آپہنچی ہے۔ ہاں وہ موت مع اپنے ساتھ کی آفات کے بس آہی پہنچی ہے۔ (اس حدیث کے راوی) اُبی کہتے ہیں۔ میں نے (ایک رات حضورؐ کے جگانے پر اُٹھکر) عرض کیا یا رسول اللہ۔ میں اپنی دعا کا ایک بہت بڑا حصہ حضورؐ کے لیے مخصوص کر دیا کرتا ہوں (مگر بہتر ہو کہ حضور ارشاد فرمادیں کہ) میں اپنی دعا کا کتنا حصہ حضور کیلئے مخصوص کیا کروں۔ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو (اور) اگر اس سے زیادہ (حصہ میرے لیے مخصوص کیا) کرو۔ تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ نصف حصہ؟ فرمایا۔ جتنا چاہو۔ اور اگر اس سے بھی بڑھا دو۔ تو اور بھی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا

قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی)

دو تہائی! فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کر دو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آئندہ اپنی تمام دعا کو حضور کے لئے ہی مخصوص رکھا کرونگا۔ فرمایا اسمیں تمہارے سب ضرورتیں اور حاجتیں آ جائینگی۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارے سارے کام درست کر دیگا۔ اور تمہاری ساری مرادیں پوری کر دیگا اور کوتاہیاں معاف کر دیگا۔

اس حدیث کے مضمون کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔ ؎

ہر کسے اندر نمازِ خود دعائے میکند   من دعا ہائے بروبارِ تو اے باغ و بہار

یعنی دوسرے لوگ تو اپنی نماز میں اپنے ذاتی مطالب کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ مگر میں محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد کے پورا ہونے کے لئے اور حضور کے رفع درجات کے لئے دعائیں کیا کرتا ہوں۔

اور اس حدیث میں یہ بھی تعلیم پائی جاتی ہے۔ کہ سچے مومن کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے ذاتی مقاصد کے لئے دعائیں کرنے پر اسلام کی ترقی کے لئے۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تمام مقاصد کے پورا ہونے کے لئے۔ آپکی حقیقی شان کے لوگوں پر روشن ہونے کے لئے اور آپؐ کے فیوض و برکات سے سب لوگوں کے کامل طور پر فیضیاب ہونے کے لئے اور اسی طرح دین اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں کرنے کو ہمیشہ اور ہر حال میں مقدم رکھے۔ اور اپنے تمام مقاصد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد کے تابع کر دے۔ اور کوئی ایسا مقصد اپنا نہ بنائے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد سے خارج ہو۔ اور اپنی تمام دعاؤں کا مرکزی نقطہ درود شریف کو بنائے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو شخص یہ مسلک

اختیار کرتا ہے۔ اسکی تمام ضرورتوں کے پورا کرنے کا اللہ تعالےٰ آپ ہی متکفل ہو جاتا ہے۔ وَمَا التَّوْفِيْقُ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اسی طرح اس حدیث سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا حسن خاتمہ اور بہترین موت نصیب ہونے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے کیونکہ اس حدیث میں بُرے انجام سے ڈراکر اس سے بچنے کا یہ ذریعہ بتایا گیا ہے کہ آدھی رات کے بعد اُٹھکر نماز میں خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کی جائیں۔ (جسکی طرف آیت وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (اسرائیل ع ۹) بھی رہنمائی کرتی ہے) اور ان دعاؤں میں سے بہترین اور جامع دعا اس حدیث میں درود شریف کو بتایا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ درود شریف دنیا و آخرت کے محمود ہونے کا اور انجام کے بہتر ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اس بات کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔

"خدا تعالےٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ صفحہ ۳)

اس حدیث کی بنا پر ایک دفعہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عہد کیا تھا کہ میں باقی سب دعاؤں کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود ہی بھیجا کرونگا۔ جس پر حضور نے ہاتھ اُٹھاکر حضرت مفتی صاحب کے لئے دعا کی۔ اور اس طرح سے اس حدیث کی تصدیق فرمائی۔ اور اس بات کو بہت پسند فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب کا اب تک اسی پر عمل ہے۔

درود شریف قبولیت دعا کا ذریعہ ہے

(۱۴) عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ۔

(جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۶)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ (ایک دفعہ) میں (مسجد میں) نماز (نفل) پڑھ رہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (وہیں) تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب میں (آخری تشہد کیلئے) بیٹھا۔ تو میں نے اپنے لئے دعا شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔ اور اسکے بعد اپنے لئے دعا کرنے لگا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (اب خدا تعالیٰ سے جو مانگنا ہو) مانگو تمہیں دیا جائیگا۔ مانگو تمہیں دیا جائیگا

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حمد و ثناء الٰہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا قبولیت دعا کا ذریعہ ہے۔ اور بعض احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ تشہد کے اذکار کے بعد یعنی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ سے لیکر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھنے کے بعد جو دعا چاہیں۔ کر سکتے ہیں۔ اور اسکا مطلب بھی دراصل یہی ہے۔ کیونکہ تشہد کی دعا میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تعظیم بھی موجود ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حق میں سلام۔ رحمت اور برکات کی دعا یعنی درود بھی۔ اور اس کی ترتیب کے متعلق حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

(۱۵) عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ۔ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ ادْعُ تُجَبْ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۶)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مسجد میں مجلس فرما رہے تھے۔ اسی دوران میں ایک شخص آکر نماز پڑھنے لگا۔ اور جب اس نے دعا کرنی شروع کی (بغیر حمد و ثنا اور درود کے پڑھے) یوں دعا کرنے لگا کہ اے اللہ مجھے بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ جب وہ دعا کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اے نمازی تم نے (دعا میں) جلد بازی کی جب تم نماز پڑھ کر (آخر) میں (تشہد کے لئے) بیٹھو۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ کی ایسے طور پر حمد و ثنا بیان کرو۔ جو اس کی شان کے لائق ہو۔ اور مجھ پر درود بھیجو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے (جو) دعا کرنی ہو) کرو۔ اس حدیث کے راوی حضرت فضالہ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اس شخص کو یہ ہدایت دے چکے۔ تو اس کے بعد ایک اور شخص نماز پڑھنے لگا۔ اور اس نے نماز کے بعد دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا۔ اے نمازی! اب دعا کرو۔ تمہاری دعا قبول ہوگی

غرض دعا سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ حمد و صلوٰۃ درحقیقت شکرِ نعمت ہے۔ اور شکرِ نعمت بموجب آیت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ زیادت نعمت کا ذریعہ ہے۔ اور قبولیت دعا نعم الٰہیہ میں سے ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ پس حمد و صلوٰۃ قبولیت دعا کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نیز اس طرح سے وہ دعا درود شریف کا ایک ضمیمہ بن کر شرف قبولیت پانے کے قابل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ درود قبول کی جانیوالی دعا ہے

نوٹ ۱۔ یہاں پر اس بارہ میں بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جامع ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ کہ جب تک دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔ اسوقت تک وہ آسمان پر نہیں پہنچتی (بلکہ نیچے ہی رہتی ہے)

اس کا ایک مطلب تو یہی ہے۔ کہ دعا سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا دعا کی قبولیت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ اسمیں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ دعا کا حقیقی مدعا جو اپنی عاجزی اور کمزوری کے اعتراف کیساتھ خدا تعالیٰ کے حضور گر جانا اور اس سے مدد چاہنا ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ انسان کو اسقدر رفعت بخشتا ہے کہ اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے) اسی صورت میں حاصل ہوگا۔ کہ انسان کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عظمت اور رفعت اور آپ کے مقاصد میں آپ کی کامیابی

چاہتا ہو۔ اور دعا کرنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد کو اپنے مقاصد پر متقدم رکھ کر اور اپنے مقاصد کو آپ کے مقاصد کے تابع کر کے دعا کرے اور اسی کے ہم معنے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے

(۲) عَنْ عَلِیٍّ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا مِنْ دُعَآءٍ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ حِجَابٌ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انْخَرَقَ الْحِجَابُ وَاسْتُجِیْبَ الدُّعَآءُ (جلاء الافہام)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہر ایک دعا کے آسمان پر پہنچنے میں ایک حجاب حائل ہوتا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجنے سے ہی دور ہوتا ہے۔ اور وہ دعا قبول ہوتی ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے طریق دعا کے متعلق روایت ہے۔

(۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَسْاَلَ اللّٰہَ حَاجَۃً فَابْدَأْ بِالْمِدْحَۃِ وَالتَّحْمِیْدِ وَالثَّنَآءِ عَلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔ ثُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ادْعُ بَعْدُ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَحْرٰی اَنْ تُصِیْبَ حَاجَتَکَ (جلاء الافہام صفحہ ۳۵۸)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے (موقوفاً) روایت ہے۔ کہ جب تمہیں کوئی حاجت اور مشکل پیش آئے۔ اور اس کے لئے دعا کرنے لگو تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجو۔ اور اس کے بعد اپنی ضرورت کے لئے دعا کرو۔ ایسے طور پر دعا کرنا حاجات کے پورا ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ان احادیث اور روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے شروع میں بھی درود پڑھنا چاہیئے اور اس کے آخر میں بھی

درود شریف قضائے حاجات کا ذریعہ ہے

نماز قضائے حاجات اور درود شریف

(۱۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ حَاجَةٌ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللّٰهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو جس کے پورا ہونے کے ظاہری اسباب نہ ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی پوری ہو سکتی ہو۔ یا اسمیں کسی انسان کا بھی دخل ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے۔ اور ان میں سلام سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے۔ اور خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجے۔ اور اس کے بعد یوں دعا کرے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق ہستی نہیں۔ وہ حلیم اور کریم ہے۔ (میں) اللہ کی تسبیح کرتا ہوں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ

جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ ہر ایک رنگ میں کامل تعریف اللہ ہی کی شان کے لائق ہے۔ جو تمام مخلوقات کا رب ہے

وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ

(اے اللہ) میں تجھ سے تیری رحمت (کے حصول) کے ذرائع۔ تیری کامل اور دائمی بخشش کے یقینی وسائل

السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ

ہر ایک نیکی کی توفیق اور ہر ایک گناہ کی بات سے سلامتی چاہتا ہوں۔ تو میرا ہر ایک گناہ بخش دے۔ اور کوئی

وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ. وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا

باقی نہ چھوڑ۔ اور میری ہر ایک مشکل کو حل کردے۔ اور میری ہر ایک حاجت کو جو تیری نظر

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (جلاء الافہام صفحہ ۵۸ بحوالہ جامع ترمذی)

میں پسندیدہ ہو۔ پورا کر۔ اے وہ ذات جو ارحم الراحمین (تمام رحمت کرنے والوں سے بڑھکر رحمت کرنیوالا) ہے

درود شریف تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے

(۱۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السَّوَائِيِّ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةُ الذِّكْرِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيَّ تَنْفِي الْفَقْرَ (جلاء الافہام صفحہ ۵۱ بحوالہ حلیہ ابی نعیم اختصاراً)

حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے۔

درود شریف دماغی پریشانی کا علاج ہے

(۱۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِكُمْ فَلْيَذْكُرْنِيْ وَلْيُصَلِّ عَلَيَّ (جلاء الافہام بحوالہ طبرانی)

حضرت عبد اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ آزاد فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو (دماغی پریشانی کے باعث) سوائے پریشان سی آواز کے (جو مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی ہوتی ہے) اور کچھ سنائی نہ دے۔ تو وہ میرے تعلق (اور میرے احسانات) کو یاد کرکے مجھ پر درود بھیجے (اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ اسکی اس پریشانی کو دور کرکے اسے چین بخشیگا)

درود شریف بھولی ہوئی بات کے یاد آنیکا ذریعہ ہے

(۱۹) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَسِيْتُمْ شَيْئًا فَصَلُّوْا عَلَيَّ تَذْكُرُوْهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

(جلاء الافہام صفحہ ۳۵۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تمہیں کوئی بات بھول جائے۔ تو اسکا خیال چھوڑ کر مجھپر درود بھیجو۔ اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ چاہیگا۔ تو تمہیں وہ بات بھی یاد آ جائیگی۔

درود شریف کمی صدقہ وخیرات کی تلافی کا ذریعہ ہے

(۲۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ صَدَقَةٌ فَيَقُلْ فِيْ دُعَائِهٖ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو۔ تو وہ مجھ پر یوں درود بھیجے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ۔ وَصَلِّ عَلَى

اے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جو تیرا یکتا بندہ اور تیرا یکتا رسول ہے۔ درود

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

بھیج۔ اور تمام مومن مردوں اور عورتوں اور تمام مسلم مردوں اور عورتوں پر بھی درود بھیج۔

فَاِنَّهَا لَهٗ زَكٰوةٌ۔ (جلاء الافہام صفحہ ۳۶۳)

یہ دعا بموجب آیت تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا اس کے لئے پاکیزگی اور ترقی درجات کا ذریعہ ہوگا۔

نوٹ:۔ اس حدیث کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ جو حضور نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا تھا۔ کہ ”آپ اس مقررہ چندہ پر قائم رہیں۔ ہاں بجائے زیادت کے درود شریف بہت پڑھا کریں۔ کہ وہی ہدیہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے“۔ (دیکھو رسالہ ہذا صفحہ ۹۰)

ہر ایک درود خواں کی طرف سے آنحضرت کو درود ملائکہ کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے

(۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ۔

(جلاء الافہام صفحہ ۳۰ بحوالہ سنن نسائی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں۔ جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

نوٹ:۔ سلام میں درود بھی آجاتا ہے۔ اسی لئے درود شریف کے بارہ میں حکم دیتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فعل صَلُّوْا کی الگ تاکید نہیں بیان فرمائی۔ بلکہ سَلِّمُوْا کے مصدر سے صَلُّوْا اور سَلِّمُوْا دونوں کی تاکید کا کام لیا گیا ہے۔

(۲۲) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهَا حَتّٰى يُبَلِّغَنِيْهَا (جلاء الافہام صفحہ ۵۵ بحوالہ معجم کبیر طبرانی)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجیگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجیگا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایک فرشتہ (اس شخص کے پاس) موجود ہوتا ہے۔ تاکہ وہ مجھے اس کی طرف سے درود پہنچائے

(۱۸۲) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ (رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر باسناد حسن)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ تم جہاں بھی ہو مجھپر درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید اور اسکی اہمیت

آنحضرت کے ذکر مبارک پر درود نہ بھیجنے والا خدا تعالےٰ سے دور ہوتا ہے

(۱۸۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوْا فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ قَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ۔ ثُمَّ ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ۔ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے (ایک دفعہ) صحابہ کو حاضر ہونیکا حکم دیا۔ پھر ہم لوگ حاضر ہو گئے پس جب آپ نے ممبر کی پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا۔ آمین۔ اسی طرح دوسری سیڑھی پر چڑھ کر آمین کہی۔ اور پھر تیسری سیڑھی پر چڑھ کر کہا آمین اور جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر ممبر سے اترے تو ہم لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آج ہم نے حضور سے ایک ایسی بات سنی ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی حضور سے نہیں سنی۔ فرمایا جب میں ممبر پر چڑھنے لگا تو جبریل میرے سامنے آیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ

رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ
اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ
بَعِدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ
يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا
رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعِدَ مَنْ اَدْرَكَ
اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلِ
الْجَنَّةَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ۔ (جلاء الافہام
بحوالہ مستدرک حاکم)

جسے رمضان کا مہینہ ملا۔ اور اسے بخشا نہیں گیا۔ اس کے لئے دوری ہو۔ جس پر میں نے کہا کہ آمین اور جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا۔ تو اس نے کہا۔ جس شخص کے پاس آپ کا ذکر آیا۔ اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا۔ اس کے لئے بھی دوری ہو۔ میں نے کہا۔ آمین۔ پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا۔ تو اس نے کہا جس شخص کی موجودگی میں اس کے والدین یا ان میں سے کسی ایک پر بڑھاپا آیا اور ان کی خدمت کرکے) جنت کا پانا نصیب نہ ہوا اس کے لئے بھی دوری ہو۔ میں نے کہا آمین

نوٹ ۱۔ بَعِدَ کے معنی ہیں (خدا تعالیٰ کی جناب سے) دور ہُوا۔ خدا کی لعنت کے نیچے آیا۔ ہلاک ہُوا۔ لیکن جب یہ لفظ دعائیہ طور پر کہا جائے۔ تو اس کے معنے "دور ہُوا" وغیرہ کی بجائے "دور ہو" وغیرہ کئے جائیں گے۔ اس حدیث کی بعض دوسری روایات میں بَعِدَ کی بجائے شَقِیَ آیا ہے۔ جس کے معنے ہیں بد بخت ہُوا۔ محروم ہُوا۔ ناکام ہُوا۔ اور بعض روایات میں رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ آیا ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ اس کی ناک مٹی سے آلودہ ہو گئی۔ یعنی وہ ذلیل اور رسوا ہُوا۔ اور اس حدیث کی بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ ہر بار مجھے جبریل نے آمین کہنے کے لئے کہا۔ جس کی بنا پر میں نے تینوں بار آمین کہا۔

نوٹ ۲۔ درود شریف کے متعلق اس حدیث سے صرف یہی نہیں ثابت ہوتا۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر آئے۔ تو آپ پر درود بھیجنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس وقت آپ پر درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اسی طرح بخش دیتا ہے۔ جس طرح والدین کی حقوق شناسی اور خدمت سے یا رمضان شریف کے روزوں سے۔ اور اس کے

متعلقہ دیگر مجاہدات و عبادات سے بخشے جاتے ہیں۔ اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کا ذکر آنے پر آپ پر درود بھیجنے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ اور اس کی پروا نہیں کرتا۔ وہ اپنے لئے خدا تعالیٰ کی جناب سے دوری۔ اپنی ہلاکت۔ شقاوت و محرومی اور ذلت و رسوائی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم پر درود بھیجنا خدا تعالیٰ کے قرب کا۔ ہلاکت اور لعنت سے بچنے کا۔ بدبختی۔ محرومی اور ناکامی سے امن پانے کا۔ اور دنیا و آخرت کی ذلتوں اور رسوائیوں سے محفوظ رہنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ خواہ آپکا ذکر کرنے یا سننے یا پڑھنے کے موقع پر ہو یا اسکے بدلے۔

نوٹ ۳۔ اس حدیث سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ درود شریف والدین کی حق شناسی اور ان کی خدمت کے برکات اور رمضان کے برکات بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے والدین کی خدمت اور حق شناسی سے محروم رہا ہے۔ یا وہ سمجھتا ہے۔ کہ مجھ سے اس معاملہ میں کوتاہی ہوئی ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم پر نہایت محبت اور اخلاص کے ساتھ کثرت سے درود شریف بھیجے۔ اس طرح سے وہ اس سعادت کو حاصل کر سکتا ہے۔ جس سے وہ محروم ہو چکا ہے۔ یا اپنے آپ کو محروم پاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص رمضان کے برکات سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے سے محروم رہا ہو یا وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں ان برکات سے اپنے آپ کو محروم کر رہا ہوں۔ یا کر چکا ہوں۔ تو اسے بھی چاہیئے۔ کہ وہ اسکی تلافی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔ اور اسی ذریعہ سے ان برکات کو پالے۔ (اور کمئی درود کی تلافی کا ذریعہ بھی درود ہی ہے)

والدین کی خدمت اور حق شناسی کا اور درود شریف کا تعلق بہت واضح اور روشن ہے قرآن کریم میں تمام مومنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی آل بتایا گیا ہے۔ اور

آپ کی ازواج مُطہّرات کا نام اُمّہات المومنین رکھا گیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اور مومنوں کے باہمی رشتہ کو باپ اور بیٹے کے رشتہ سے نسبت دے کر ساتھ ہی اس نبوی رشتہ کو ابوت و بنوت کے رشتہ سے قوی تر اور قریب تر بیان کیا گیا ہے۔ پس درود شریف میں حقیقی باپ کی حق شناسی ہے۔ اس لئے وہ والدین کی خدمت کا بدل ہو سکتا ہے۔

علاوہ اس کے درود شریف میں اور والدین کی حق شناسی میں ایک یہ بھی مناسبت پائی جاتی ہے۔ کہ درود شریف کی حقیقت شکر گذاری ہے۔ اور انسانی تعلقات میں سب سے بڑا تعلق والدین کا ہوتا ہے۔ اور والدین کی شکر گذاری اور حق شناسی کی قرآن کریم میں دو صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ یعنی والدین کے احسانات کو یاد کرکے ان کے احسانات سے بہت بڑھ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ (کیونکہ ان کے احسان کے برابر ان سے حسن سلوک کرنا احسان نہیں۔ بلکہ محض عدل ہوگا۔ اور اس میں کمی رکھنا ظلم میں داخل ہوگا۔ اور احسان اسی صورت میں ہوگا۔ کہ ان کے احسانات سے بڑھ کر ان سے حسن سلوک کیا جائے)۔ اور بموجب آیت وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (اسراء رکوع ۳) ان کے آگے اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ گرے رہنا۔ اور ان کی رحمت وشفقت کی انہیں بہترین جزا دینا۔ (جس کا نام اس آیت میں بطریق مشاکلہ رحمت ہی رکھا گیا ہے) اور دوسری صورت یہ بتائی گئی ہے۔ کہ ان کے احسانات کو یاد کرکے اور نظر کے سامنے لا کر ان کے بدلہ میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرنا اور ان کے لئے دعائیں کرنا جیسا کہ فرمایا۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ یعنی اپنے والدین کے لئے دعا کیا

کرو۔ کہ اے میرے رب جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔ اسی طرح تو ان پر رحمت اور فضل کر۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا رشتہ والدین کے رشتہ سے بہت ہی بڑا ہے۔ اور آپؐ کے احسانات کے سامنے والدین کے احسانات کچھ بھی چیز نہیں۔ تو جسقدر والدین کی حقوق شناسی اور احسانمندی ضروری ہے۔ اس سے بدرجہا بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حقوق شناسی اور احسانمندی ضروری ہوگی۔ اور اسکی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس کام کے لئے آپؐ نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی۔ اسکے لئے اپنی زندگی وقف کردی جائے۔ اور جس راستے پر آپ اپنی امت کو چلانا چاہتے تھے۔ اسے اختیار کرکے استقامت کے ساتھ آگے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔ اور ذکر الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کا شغل رکھا جائے۔ اور اس کے لئے ہر قدم پر آپؐ کے پاک نمونہ کی پیروی کی جائے۔ اور آپؐ کے محاسن اور محامد سے غافل لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ اور آپ کی شان ارفع کے خلاف جو باتیں کہی جاتی ہیں۔ اور آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان کا ابطال کیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ آپؐ کے احسانات کو یاد کرکے آپ کے لئے دعائیں کی جائیں۔ اور کثرت سے اور نہایت محبت اور خلوص سے آپ پر درود بھیجا جائے اور آپؐ کے رفع درجات اور آپؐ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اور دین اسلام کے لئے اور انصار دین کے لئے دعائیں کی جائیں۔

اور رمضان شریف کا اور درود شریف کا باہم تعلق اور برکات کے لحاظ سے ان کی مناسبت بھی واضح ہے۔ قرآن کریم میں رمضان شریف کا اور نزول قرآن کریم کا

خاص تعلق بیان کرکے اس کی جو برکات بتائی گئی ہیں - وہ بتاتی ہیں - کہ رمضان شریف انسان کو خدا تعالیٰ کی جناب میں ایسا قرب بخشتا ہے - کہ اگر کوئی روک درمیان میں نہ ہو - تو وہ مکالمہ الٰہیہ اور وحی الٰہی سے بھی مشرف ہو سکتا ہے - اور اسے دعاؤں کی قبولیت کا اور ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب پانے کا انعام بھی مل سکتا ہے - اور درود شریف کی بھی یہی برکات قرآن کریم سے اور احادیث نبویہ سے ثابت ہوتی ہیں -

نوٹ ۴ - والدین کی خدمت حقوق العباد میں سے سب سے اہم حق ہے - اور روزہ حقوق اللہ میں سے وہ حق ہے - جس کی نسبت ایک حدیث میں آتا ہے - اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ - یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ روزہ محض مجھے پانے کے لئے رکھا جاتا ہے - اور اس کا بدلہ بھی میری ہی ذات سے تعلق رکھتا ہے - یعنی روزہ حقوق اللہ میں سے ہے - جس کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کو پا لینا ہے - اور درود شریف میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں - اس میں حقوق العباد میں سے سب سے مقدم حق کی ادائیگی بھی ہے - اور حقوق اللہ کی ادائیگی بھی کیونکہ درود میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے رفع درجات کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں - ان میں آپ کی حق شناسی اور شکرگذاری ہے - اور اسمیں جو آپ کے مقاصد کے پورا ہونے کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں - اسمیں اللہ تعالیٰ کی حق شناسی ہے - کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کے مقاصد کا لب لباب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی چاہنا اور اعلائے کلمۃ اللہ ہی ہے - نیز درود میں اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہے - اور اس سے استعانت بھی - اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حق شناسی ہے - پس درود شریف والدین کی خدمت سے محروم رہنے کی صورت میں اسکی تلافی کا ذریعہ بھی ہے - اور رمضان کی برکات سے محروم رہنے کی حالت میں اسکی تلافی کا ذریعہ بھی - لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے - کہ انسان والدین کی

خدمت کرنی چھوڑ بیٹھے۔ اور رمضان کا احترام بھی نہ کرے۔ اور درود پڑھ چھوڑا کرے۔ بلکہ درود تو ان سعادتوں سے اپنی محرومی پر حقیقی ندامت اور افسوس کی حالت میں اس محرومی کے بدنتائج اور وبال سے مخلصی پانے کی ایک راہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۵) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ فَاِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

(جلاء الافہام صفحہ ۲۱۸ بحوالہ سنن نسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص کے پاس میرا ذکر آئے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ وہ بڑا بخیل ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے۔ اس پر تو اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجتا ہے (پس اسی کوتاہی کرنا اپنے آپ سے بخل کرنا ہے)

یعنی جو شخص مجھ پر جو ماں باپ سے بڑھ کر محسن ہوں۔ درود بھیجنے میں بخل کرتا ہے۔ اس سے بڑھکر بخیل کوئی نہیں ہو سکتا۔ علاوہ اس کے مجھ پر درود بھیجنے میں تو درود بھیجنے والے کا اپنا فائدہ ہے۔ کہ اس پر خدا تعالیٰ درود بھیجیگا۔ اور بھیجیگا بھی ایک بار کے بدلہ میں کم ازکم دس بار۔ اور جس پر خدا تعالیٰ نے درود بھیجے۔ اس سے بڑھکر خوش قسمت کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جس شخص کو خود اپنی بھلائی چاہنے سے بھی دریغ ہو۔ اس سے بڑھ کر بخیل کون ہو سکتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درود شریف بہت ہی عظیم الشان عطا کی دعا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر درود بھیج کر اس عطا کو حاصل کرنے والا شخص بڑا ہی خوش نصیب ہے اور اس سے محروم رہنا بہت بڑی بدنصیبی ہے۔

اس حدیث کی بعض روایات میں اَلْبَخِیْلُ کی بجائے اَبْخَلُ النَّاسِ آتا ہے۔ جس کے معنے ہیں سب سے بڑا بخیل۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بِحَسْبِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْبُخْلِ اَنْ

اُذْکِرَ عِنْدَہٗ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ۔ یعنی میرا ذکر سن کر مجھ پر درود نہ بھیجنا۔ ایک مومن کے حق میں بہت بڑا بخل ہے۔ اور مومن کہلانے والے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا ذکر آنے کے وقت آپ پر درود نہ بھیجنا نہ صرف دعویٰ ایمان کے خلاف ہے۔ بلکہ خود اپنی بھی پرلے درجہ کی بدخواہی ہے۔ اور ایک روایت میں کَفٰی بِہٖ شُحًّا آتا ہے۔ اور اس کے معنے بھی یہی ہیں۔ کہ یہ بہت بڑا بخل ہے۔ (جلاء الافہام)

(۲۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَلَا دِیْنَ لَہٗ (جلاء الافہام بحوالہ محمد بن حمدان مروزی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ اس کا کوئی دین ہی نہیں۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ دین لفظ پرستی یا ظاہر پرستی کا نام نہیں ہے بلکہ دین کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سچی محبت ہے۔ جس کی طرف اس حدیث نبوی میں بھی اشارہ ہے۔ کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک اس کے دل میں باپ اور اولاد اور دوسرے سب لوگوں سے بڑھ کر میری محبت نہ ہو۔ اور آپ کی محبت کا ایک بہت بڑا نشان اخلاص کے ساتھ اور کثرت سے آپ پر درود بھیجنا ہے پس جس شخص کے اندر آپ پر درود بھیجنے کا جذبہ نہیں۔ وہ صاحب ایمان اور دیندار ہی نہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(۲۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ

وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (سنن ابن ماجہ)

آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑا۔ وہ جنت کی راہ کو کھو بیٹھا۔

یہ حدیث فضائل وبرکات درود شریف کے ذکر میں بھی بیان ہو چکی ہے۔ اور اس سے درود شریف کی جسقدر اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ وہ کچھ محتاج بیان نہیں ہے۔

(۲۸) عَنْ قَتَادَةَ (تَابِعِيٌّ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّيَ عَلَيَّ (جلاء الافہام بحوالہ سعید بن الاعرابی)

حضرت قتادہ رح سے (مرسلاً) روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ ایک کج خلقی اور بداطواری کی بات ہے۔ کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر ہو۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

نوٹ ۱۔ ان احادیث سے اس بات کی بڑی تاکید پائی جاتی ہے۔ کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ذکر کیا جائے۔ تو آپ پر درود بھیجا جائے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا عمل چلا آتا ہے۔ اور اس بات کی کوئی مثال ملنی مشکل ہے۔ کہ کوئی مسلمان کہلانے والا (جو کھلم کھلا بے دین نہ ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ذکر کے وقت آپ پر درود نہ بھیجتا ہو۔ اور یہ تعامل ان احادیث کی صحت کا ایک بہت بڑا گواہ ہے۔

نوٹ ۲۔ ان احادیث کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اگر کسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اسم مبارک کا متعدد مرتبہ تکرار کیساتھ ذکر آئے۔ تو ہر بار از سرِنو اور فی الفور آپ پر درود بھیجا جائے بلکہ جسطرح سجدۂ تلاوت کی کسی آیت کے تکرار کیساتھ سجدہ کا تکرار ضروری نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ ہر حالت میں فوراً ہی سجدہ بھی کیا جائے۔ بلکہ ایک ہی بار سجدہ کر لینا کافی ہوتا ہے۔ اور موقع کے مطابق اسمیں تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایسے رنگ میں تکرار ذکر کے موقع پر ایک ہی مرتبہ درود پڑھنا اور عندالضرورت کسی قدر وقفہ کے بعد پڑھنا بھی اس حکم پر

عمل کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسکی مثالیں عبادات میں بعد دینی عبارا تتیں میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ عبادات میں ایک مثال تو اسکی اذان ہی ہے جس میں کم از کم دو بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذکر آتا ہے۔ لیکن اذان کے اندر درود ایک بار بھی نہیں پڑھا جاتا۔ بلکہ اذان کے ختم ہونے پر خاص مسنون الفاظ میں درود بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح تکبیر اقامت میں بھی درود نہیں پڑھا جاتا۔ اقامت کے بعد یا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کا کلمہ کہا جانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے دعا کرنا بعض روایات سے ثابت ہے۔ اسکے علاوہ پہلے تشہد نماز کے آخری کلمہ شہادت کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر آتا ہے۔ لیکن اس موقع پر درود بھیجنا سنت سے ثابت نہیں۔ بلکہ وہی درود کافی ہوتا ہے۔ جو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کے الفاظ میں اس سے پہلے آچکا ہوتا ہے۔ اور بعض مواقع پر تو یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ آپؐ کے ذکر سے پہلے یا پیچھے کہیں درود پڑھا جاتا ہو مثلاً جب صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر "یا رسول اللہ" کے الفاظ سے آپ کو مخاطب کرتے تھے۔ تو وہ ان الفاظ کے بعد درود نہیں پڑھتے تھے۔ پس ایسے رنگ میں ذکر آنے کے موقع پر درود کا بھیجنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصیدہ نعتیہ (عجب نوریست در جانِ محمدؐ) بھی اسی کی ایک مثال ہے۔ اور حضور کے کلام منثور میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اسم مبارک کا بار بار ذکر آنے پر ہر بار درود کا اعادہ نہیں کیا گیا۔ جس کی ایک مثال میں اس جگہ پیش کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں۔ یعنی اسی زمانہ کے قریب جب یہ ضعیف اپنی

عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب میں دیکھا۔ اور اُسوقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی۔ کہ جو خود
اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھکر
عربی زبان میں پوچھا۔ کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا۔ کہ اس کا
نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے
پر یہ کھلی۔ کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ جس کے
کامل استحکام کو پیش کرکے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت نے وہ
کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی۔ تو آنجناب
کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی۔ کہ جو امرود سے مشابہ
تھا۔ مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا
چاہا۔ تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا۔ کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق٭ تک شہد سے بھر گیا
تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز
کے پیچھے آکھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا۔ جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے
کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان
کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھکو اس غرض سے دی۔ کہ تا میں اس شخص کو دوں۔ کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا۔
اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ
کو دے دی۔ اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا۔
کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں

٭ کہنی

چھوٹتی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی۔ کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمدللہ علیٰ ذالک" (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹ حاشیہ در حاشیہ ۱)

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس حوالہ کا آخری فقرہ اس رؤیا کی تعبیر کرکے بتاتا ہے۔ کہ وہ مردہ جو زندہ ہوا تھا۔ وہ دین اسلام تھا۔ اور یہ رؤیا اس مکاشفہ نبویہ کی بھی تفسیر کرتی ہے جسکی طرف نواس بن سمعان کی اس حدیث میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ جس میں دجال کا مفصل ذکر ہے۔ اور جسمیں آتا ہے۔ کہ دجال ایک مومن کو قتل کرکے اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے بڑے غرور سے اسکی لاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہیگا۔ کہ اب ذرا اٹھ کر تو دکھا۔ جس پر وہ اللہ تعالےٰ کے اذن سے اٹھ کر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ کھڑا ہو جائیگا۔ اور اس کے بعد دجال ایسا کرنے پر قادر نہیں ہوگا۔ اس حدیث میں جس مردہ کے زندہ کئے جانے کا ذکر ہے۔ وہ دین اسلام ہی ہے۔ (جیساکہ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے بھی سنا تھا) واللہ اعلم بالصواب

درود شریف کے متعلق بعض ہدایات

درود شریف سرسری طور پر نہیں بلکہ ہر رنگ میں پوری کوشش اور توجہ سے پڑھنا چاہیئے

(۲۹) عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَارِجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ فَقَالَ صَلُّوْا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوْا ثُمَّ

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور پر درود کسطرح بھیجا جائے۔ فرمایا اسی لفظ صلوٰۃ کیساتھ میرے لئے دعا کیا کرو اور پوری کوشش اور توجہ سے

قُوْلُوْا۔ | کہا کرو۔ اور اسمیں یہ بھی کہا کہ۔ کہ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

اے اللہ محمدؐ پر اور محمدؐ کی تمام آل پر برکتیں نازل کر۔ جس طرح تو نے (پہلے بھی) ابراہیمؑ کی آل پر برکات

عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (جلاء الافہام بحوالہ مسند امام احمد رحمۃ)

نازل کیں۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

نوٹ ۱۔ اس حدیث میں اجتہاد یعنی اپنی طاقت اور سمجھ کے مطابق پوری کوشش اور تو بہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیکر اس کا طریق یہ بتایا گیا ہے۔ کہ (۱) نہ صرف لفظ صلوٰۃ کے ساتھ بلکہ اس لفظ کے معنوں کی وسعت کو مدنظر رکھتے ہوئے تفصیلی طور پر بھی اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے الفاظ مثلاً برکت یا سلام کے لفظ سے بھی آپؐ کے لئے دعائیں کی جائیں (۲) ان دعاؤں میں آل نبوی کو تصریح کے ساتھ شامل کیا جائے (۳) ان رحمتوں اور برکتوں کا ذکر بھی کیا جائے۔ جو حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی آل پر ہوئیں۔ (آل ابراہیم میں خود حضرت ابراہیم بھی عربی زبان کے محاورہ کے مطابق آجاتے ہیں) (۴) اللہ تعالیٰ کی صفات حَمِیْدٌ اور مَجِیْدٌ کو بھی بیان کیا جائے۔

نوٹ ۲۔ صلوٰۃ کے ذکر کے بعد برکات کے صریح ذکر سے اس دعا کے مضمون میں جو زور پیدا ہوتا ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ اور اسی طرح اس بات کے باوجود کہ درود کی دعا آل پر بھی حاوی ہوتی ہے۔ تصریح سے بھی اسمیں آل کے ذکر کو رکھنا جو زور پیدا کرتا ہے۔ وہ بھی محتاج بیان نہیں ہے۔ اور آل ابراہیمؑ کے ذکر سے اس دعا میں اسطرح پر مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔ کہ حضرت زکریا کی دعا کے الفاظ وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا کی طرح دعا میں اللہ تعالیٰ کے گذشتہ اسی قسم کے انعامات اور اس کے فضلوں کا ذکر کرنا جس قسم

کا اسکا فضل اور انعام اس دعا میں مانگنا مقصود ہو۔ اسے قبولیت کے زیادہ قریب اور زیادہ زوردار بنادیتا ہے۔ علاوہ اسکے کَمَا صَلَّیْتَ اور کَمَا بَارَکْتَ کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں۔ کہ جیساکہ تو اس بات کا وعدہ کرچکا اور اسے اپنے ذمہ لے چکا ہے۔ اور اسکی مثالیں عربی زبان میں اور خود قرآن کریم میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ پر اللہ تعالے فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا۔ یعنی جو کچھ اپنی نیت اور ارادہ میں دے چکے ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق اپنے ارادہ کو عملی رنگ میں پورا کرنے رہتے ہیں۔ اور ایک جگہ پر فرماتا ہے۔ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَیْتُمْ۔ یعنی جو کچھ تم نے دینا ٹھہرایا ہو جب وہ دے دو اور یہ ظاہر ہے کہ جس بات کا وعدہ ہوچکا ہو۔ اس کا دیا جانا زیادہ یقینی ہوتا ہے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی زیادہ تر برکات اپنی اولاد کے لئے ہی مانگی تھیں۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی ان سے جن انعامات کے وعدے کئے تھے۔ ان کا تعلق زیادہ تر ان کی اولاد سے ہی تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وہی شان ہے۔ جو آسمانی ستاروں اور سیاروں میں سورج کی شان ہے۔ اور اس لحاظ سے ان وعدوں کا سب سے زیادہ تعلق آپ کی ذات کے ساتھ اور آپ کے واسطے سے آپ کی آل کے ساتھ ہی ہے۔ اسلئے کَمَا صَلَّیْتَ اور کَمَا بَارَکْتَ کے معنے یہی ہونگے کہ جو صلوات اور برکات آپ پر اور آپ کی آل پر نازل کرنے کا تیرا وعدہ ہے۔ وہ آپ پر اور آپ کی آل پر نازل کر۔ اور یہ بات اس دعا کو جسقدر زوردار بنادیتی ہے۔ وہ کچھ محتاج اظہار نہیں ہے۔

اسی طرح لفظ حمید مجید کا ذکر اس دعا کو بہت زوردار بنا رہا ہے۔ کیونکہ دعا کو اسماء الٰہی کے ذکر سے مؤکد کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ جیساکہ فرماتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ یعنی سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں۔ اس لئے تم ان ناموں کا واسطہ دے کر اس کے حضور دعائیں کیا کرو۔ اور ان دونوں صفتوں کا اس دعا کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ حمد کے ایک معنے شکر کے ہیں۔ اور حمید کے معنے اس لحاظ سے شکور کے ہیں۔ اور علی العموم شارح نے اسجگہ اس کے یہی معنے بیان کئے ہیں۔ اور صلوٰۃ اسی رحمت کا نام ہے۔ جو کسی الٰہی امتحان میں پاس ہونے کے وقت مومن پر شکر یعنی قدر دانی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ پس لفظ حمید اسجگہ یہ معنے پیدا کرتا ہے۔ کہ یا الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہماری نجات کی خاطر یہ تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور جو جو قربانیاں کی ہیں۔ ان کا آپ کو بہتر سے بہتر اجر عطا کر۔ اور اگر حمد سے مراد ستائش اور تعریف ہو۔ تو بھی اس کا لفظ صلوٰۃ کے ساتھ تعلق ظاہر ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ کے معنے حسن ثنا کے بھی ہیں۔ اور اس صورت میں اس صفت کے ذکر کا مدعا یہ ہوگا۔ کہ اے خدا جو تمام محامد کا مالک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ستائش اور محامد دنیا پر روشن کر اور تمام دنیا کو آپ کا ثنا خواں بنا۔ اور مجید میں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے وہ بزرگی اور عظمت مانگی جاتی ہے۔ جو لفظ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔ اور اس لحاظ سے اس صفت کے ساتھ اس دعا کا خاص تعلق ہے۔

غرض اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ درود شریف سرسری طور پر نہیں پڑھنا چاہیئے بلکہ پورے طور پر عقد ہمت کے ساتھ اور تمامتر توجہ اور کوشش کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اس حدیث کے مضمون کی وضاحت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ جو سنن ابن ماجہ میں مذکور ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالُوْا لَهٗ فَعَلِّمْنَا قَالَ قُوْلُوْا. الخ

سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔ کیونکہ اگر اچھے طور پر بھیجو گے۔ تو امید رکھو۔ کہ وہ آپ کو پہنچایا جائیگا (درود وہ آپ کی جناب میں پہنچائے جانے کے قابل نہیں ہوگا) راوی کہتا ہے۔ کہ اسپر سامعین نے ان سے کہا۔ کہ آپ ہمیں اسکا طریق بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ

اے اللہ اپنے تمام رسولوں کے سردار۔ تمام متقیوں کے پیشوا۔ تمام انبیاء کی مہر اپنے بندہ اور اپنے

عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہر ایک نیکی کی بات کے پیشوا ہر ایک نیکی کے کام کے عامل گروہ کے

مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ

سپہ سالار اور مجسم رحمت بنکر آنے والے رسول ہیں۔ ہر رنگ میں اپنی جناب سے درود اور اپنی رحمت

وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اور اپنی ہر قسم کی برکات بھیج۔ اے اللہ آپ کو اس مقام پر کھڑا کر جسمیں تمام مخلوقات آپ کی مرہون منت

يَغْبِطُهٗ بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ

احسانمند۔ شکر گذار اور ثنا خواں ہو۔ اور جسکی وجہ سے گذشتہ لوگ کیا پہلے اور کیا پچھلے سب آپ پر رشک کریں

(۳۰) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص کے لئے یہ بات خوشی کا موجب ہو کہ وہ ہم لوگوں یعنی اس گھر میں رہنے والے لوگوں پر درود بھیجے تو وہ اس نعمت کا بڑے سے بڑا پیمانہ لبالب بھرا ہوا لے رہا ہو۔ وہ یوں درود بھیجے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے اللہ اپنے کامل نبی محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور آپ کی سب بیویوں پر جو تمام مومنوں

النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَ

کی مائیں ہیں۔ اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اہل بیت پر ہر ایک رنگ میں اپنی جناب سے صلوات

اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ

اور برکات نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم پر اپنی خاص رحمت بھیجی تھی۔ تو بہت ہی حمد والا اور

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (جلاء الافہام بحوالہ مسند نسائی)

بزرگی والا ہے۔

(۱۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ جب اذان سنو تو جو کلمات مؤذن کہے۔ تم بھی کہا کرو۔ اور اس کے

صَلُّوْا عَلَیَّ۔ فَاِنَّ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ۔ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ۔ فَمَنْ سَاَلَ اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ۔

(صحیح مسلم)

بعد مجھ پر درود بھیجا کرو (اور یاد رکھو) کہ جو شخص مجھ پر بہت عمدگی کے ساتھ (ایک بار) درود بھیجے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا۔ اور درود یوں بھیجو۔ کہ میرے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ کے لئے دعا کرو۔ جو جنت میں ایک خاص منصب اور مقام ہے۔ اور جو اللہ کے ایک ہی بندہ کی شان کے لائق ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہونگا۔ اسلئے جو شخص میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے اس منصب کے لئے دعا کرے گا۔ اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

نوٹ ا۔ وسیلہ کے معنے ہیں ذریعہ۔ واسطہ۔ شاہی دربار میں اعلیٰ منصب۔ خاص درجہ۔ اور ان معانی کا مشترک مفہوم ہے خدا تعالیٰ کی جناب میں ایسا عزت اور عظمت کا مقام جسے پانے والا تمام مخلوق کی سعادت یابی کے لئے ذریعہ اور واسطہ ہو۔

اذان کے بعد اس بات کے لئے دعا کرنے کا طریق اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اذان سن کر یوں دعا کرے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ

اے اللہ جس کی طرف بلانے کے لئے اور جس کے نام پر یہ اذان کہی گئی ہے۔ اور جس کے لئے اب نماز ادا

الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَ

ہوگی۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت کا مقام عطا کر اور قیامت کے روز

الْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ

آپ کو اس مقام پر کھڑا کریو۔ جس میں تمام مخلوق آپ کی ممنون احسان ہو۔ جس کا تو نے آپ سے

وَعَدْتَّهٗ

وعدہ کیا ہوا ہے۔

حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری)	اسے قیامت کے روز میری شفاعت نصیب ہوگی۔

نوٹ ۲۔ اس حدیث میں آپ پر عمدگی کے ساتھ درود بھیجنے کی تاکید اور اسکی فضیلت اور برکت کے ذکر کے علاوہ یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ بعد میں آپ کے رفع درجات کے لئے اور اس بات کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ آپ کے فیوض وبرکات اور انوار سے تمام مخلوق فیضیاب ہو۔ اور کوئی فرد بشر ان سے محروم اور بے نصیب نہ رہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے کا یہی ایک طریق نہیں ہے۔ کہ لفظ صلوٰۃ کے ساتھ آپ کے لئے دعا کی جائے۔ بلکہ اصل مقصود وہ مدعا ہے۔ جو درود کی دعا میں مانگا جاتا ہے۔ اس کے لئے الفاظ جو بھی مناسب اور موزوں مل جائیں۔ ان میں یہ دعا کی جا سکتی ہے۔ ہاں خاص مواقع اور مقامات کے لئے جو خاص الفاظِ درود شریف بتائے گئے ہیں ان کی پابندی ضروری ہے۔ پس نماز میں وہی درود پڑھنا چاہیئے۔ جسے نماز میں پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور جو الفاظ اذان کے بعد کہنے کا حکم ہے۔ اس موقع پر انہی الفاظ میں دعا کرنی چاہیئے

(۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى اِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے لئے یہ امر موجب خوشی ہو کہ جب وہ ہم لوگوں پر جو اس گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں۔ درود بھیجے۔ تو اس کے حصہ میں بہت ہی بڑا اور کامل پیمانہ آئے۔ اسے ہم پر یوں درود بھیجنا چاہیے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ

اے اللہ اپنے کامل اور یکتا نبی محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور آپ کی سب بیویوں پر

الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ

جو تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ کی تمام اولاد پر اور تمام آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والوں

عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سنن ابی داؤد)

پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ درود بھیج کر انسان اللہ تعالیٰ پر یا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کوئی احسان نہیں کرتا۔ بلکہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جسے وہ خود لے رہا ہوتا ہے۔ (ناپ کر دینے کو عربی زبان میں کَیْل کہتے ہیں۔ اور ناپ کر لینے کو اِکْتِیَال کہتے ہیں۔ یہاں پر کَیْل کا لفظ نہیں۔ بلکہ اکتیال کا لفظ استعمال ہوا ہے) پس جو شخص اس سعادت سے بہرہ یاب ہونا چاہتا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر رنگ میں اچھے سے اچھے طریق پر درود بھیجے۔ اور اسی کو اپنی حقیقی خوشی کا سامان سمجھے۔ اور اس کے بعد عمدہ طور پر درود بھیجنے کا ایک طریق سکھایا گیا ہے۔

درود شریف کے مختلف طریق احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک طریق اپنے اندر ایک نہ ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ اس حدیث میں جو طریق بتایا گیا ہے۔ اس میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے۔ کہ اول تو اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ لفظ اَلنَّبِي بڑھایا گیا ہے۔ اور یہی لفظ ہے۔ جس کی ذکر کے ساتھ قرآن کریم میں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسی کے ذکر کے ساتھ قرآن کریم میں تمام مومنوں کو آپ کی اولاد اور آپ کی ازواج مطہرات کو ان کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔ اور گو اس نام کا مصداق ہونے میں تمام انبیاء شامل ہیں۔ لیکن پیشگوئیوں میں سے آپ کی طرف خاص ممتاز طور پر منسوب کیا گیا ہے۔ اور اس وصف میں آپ کو ایک رنگ میں یکتا اور منفرد بتایا گیا ہے۔ پس اس نام کا درود کے ساتھ بہت تعلق ہے۔

اسی طرح اس میں ازواج نبویہ کا ذریت طیبہ کا اور بیت نبوی کے ساتھ وابستہ ہونے والے تمام افراد کا تصریح کے ساتھ ذکر ہے۔ اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ درود کی دعا میں اس سے بہت زور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کَمَا صَلَّيْتَ اور حَمِيدٌ مَّجِيدٌ کے الفاظ کے بڑھانے سے بھی اسمیں قوت پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ (سورہ ہود کی آیت رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ میں صلوۃ کو رحمت سے تعبیر کر کے اسکو صفت حمید مجید کا فیضان بتایا گیا ہے۔ اور دعاؤں میں صفات الٰہیہ کو ذکر کرنے سے بموجب آیت وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا جو قوت اور قبولیت کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ظاہر ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

سچی محبت اور دلی خلوص سے آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کی تعلیم

(۳۳) عَنْ عُمَيْرِ الْأَنْصَارِيّ الْبَدْرِيّ	ترجمہ۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَادِقًا مِنْ نَفْسِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهٗ عَشْرَ دَرَجٰتٍ، وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ

(جلاء الافہام صفحہ ۳ بحوالہ عبد الباقی بن قانع)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے (ایک بار) درود بھیجیگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجیگا۔ اور اسے دس درجات کی رفعت بخشیگا۔ اور اسکی دس نیکیاں لکھے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درود پر اعلیٰ ثمرات اور برکات کے مرتب ہونے کے لئے یہ ضروری شرط ہے۔ کہ دلی توجہ سے اور اخلاص سے آپ پر درود بھیجا جائے

(۴۳) عَنْ اَبِيْ كَاهِلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَكُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حُبًّا وَشَوْقًا اِلَيَّ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَغْفِرَ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَذٰلِكَ الْيَوْمَ (جلاء الافہام صفحہ ۴۳ بحوالہ کتاب ابن ابی عاصم)

حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے (مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ اے ابو کاہل۔ جو شخص میری محبت کی بنا پر اور اس شوق سے کہ میرے اشتیاق کے ساتھ مجھ پر ہر روز تین بار اور ہر رات تین بار درود بھیجیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس رات اور اس دن کے تمام گناہوں سے بچا لیگا جن میں وہ گرفتار ہے۔ اور اسے ان سے محفوظ رکھیگا

نوٹ:۔ قرآن کریم سے اور سنت سے پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد کی نماز کی بھی بڑی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اور نماز تہجد کو ملا کر آٹھ پہر کی چھ نمازیں ہوتی ہیں۔ تین دن کی (فجر، ظہر، عصر) اور تین رات کی (مغرب۔ عشاء اور نماز تہجد) اور ان میں سے ہر ایک وقت کی نماز میں متعدد مرتبہ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ لیکن کم از کم ایک بار تو ہر حالت میں پڑھا جاتا ہے۔ خواہ انسان

سفر میں ہو یا گھر میں۔ پس ہر ایک نمازی دن کے وقت بھی اور رات کو بھی کم از کم تین بار ضرور درود شریف پڑھتا ہے۔ علاوہ اس کے اگرچہ اوقات کے درود کو چھ بار کا درود سمجھا جائے۔ اور ایک وقت کے اندر جتنی دفعہ بھی درود پڑھا گیا ہو۔ اسے اس ایک وقت کے لحاظ سے ایک بار کا درود قرار دیا جائے۔ تو یہ بھی قرین قیاس ہے۔ پس بالکل ممکن ہے۔ کہ اس حدیث میں اسی بات کی طرف اشارہ ہو۔

نیز اس حدیث میں جو آٹھ پہر کے اندر چھ بار درود پڑھنے کی فضیلت اور برکت بیان ہوئی ہے۔ وہ مغفرت ذنوب ہے۔ جس کے معنے گناہوں کی بخشش کے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ گناہوں سے بچانے اور محفوظ رکھنے کے بھی ہیں۔ اور نماز کی جو برکات قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔ یعنی نماز تمام بدیوں اور مکروہ باتوں سے روکتی اور بچاتی ہے۔ پس اس حدیث میں اشارہ ہے۔ کہ درود شریف نماز کا ایک نہایت اہم حصہ ہے۔ جس کے بغیر نماز میں نماز کی حقیقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور کچھ بعید نہیں۔ کہ نماز کا اور درود کا ایک ہی نام یعنی صلوٰۃ اسی بنا پر رکھا گیا ہو۔

نماز میں اور درود میں جو تعلق ہے اس کا پتہ صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی لگتا ہے۔ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتاب البیوع میں مروی ہے۔ اور جس میں آتا ہے:۔

وَالْمَلٰٓئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَّا دَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ

ترجمہ۔ جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ میں (نماز کی خاطر) بیٹھا رہتا ہے۔ اس پر فرشتے یوں درود بھیجتے رہتے ہیں۔ کہ اے اللہ اس پر درود بھیج۔ اے اللہ اس پر رحمت نازل کر۔ اور ان کی یہ دعا اس وقت

مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ۔
(صحیح بخاری)

تک برابر جاری رہتی ہے۔ جب تک کہ وہ وہاں کوئی خلاف شریعت کام نہ کرے۔ یا یہ کہ وہ باوضو ہو۔ اور جب تک کہ اسکا وہاں ٹھہرنا لوگوں کے لئے اذیت کا موجب نہ بنے

اور یہ برکت اور فضیلت احادیث میں درود شریف کی بھی بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے:-

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ مَا صَلّٰى فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ۔

ترجمہ۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلم مجھ پر درود بھیجے گا۔ وہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہیگا۔ اسوقت تک فرشتے اسپر درود بھیجتے رہیں گے۔ اب چاہے۔ تو اسے کم کرے اور چاہے تو اسے زیادہ کرے۔

اور جس طرح درود شریف کے مقابل پر قرآن کریم میں ایذا کو رکھا گیا ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا حدیث میں بھی اسے صلوٰۃ کے مقابل پر رکھا گیا ہے۔ اور یہ تمام امور درود شریف کی اہمیت کو ثابت کرکے اسکی ادائیگی میں ان آداب کو ملحوظ رکھنے کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ جو نماز سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جس طرح نماز کے لئے "اقامت" یعنی اسے کما حقہٗ ادا کرنا ضروری ہے۔ اور غافلانہ نماز بموجب آیت فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ قابل پذیرائی نہیں ہوتی۔ بلکہ موجب وبال ہوتی ہے۔ اسی طرح درود کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اسے حضور دل سے پڑھا جائے۔ ورنہ وہ محض رسم وعادت میں داخل ہوگا۔

(۲۵) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بِنْ نِيَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ اُمَّتِيْ صَلٰوةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجٰتٍ وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحٰى عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ (جلاء الافہام بحوالہ سنن نسائی)

حضرت ابو بُردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر دلی اخلاص سے عمدگی کے ساتھ (ایک بار) درود بھیجیگا۔ اسکے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اسپر دس بار درود بھیجیگا۔ اور اسے دس درجے بلندی اور رفعت بخشیگا۔ اور اسکی دس نیکیاں شمار کریگا۔ اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیگا۔

درود شریف کے یہ برکات متعدد احادیث سے ثابت ہیں۔ اور اس حدیث میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ یہ برکات دلی اخلاص سے درود بھیجنے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بغیر جو درود بھیجا جائے۔ وہ محض رسم اور عادت کے طور پر ہوگا۔ اور چونکہ دلی اخلاص کا پیدا ہونا آپ کے حالات و الاصفات۔ آپ کے احسانات اور آپ کی قربانیوں کے جاننے سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلئے جو شخص آپ پر حقیقی طور پر درود بھیجنا چاہتا ہو۔ اسکے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ آپ کے تفصیلی حالات اور سیرت مقدسہ کو اپنے مطالعہ میں رکھے اور اسے نظر کے سامنے رکھکر اس پر غور کرتا رہے۔ وما التوفیق الا باللہ۔

نوٹ۔ درود کے لئے جس دلسوزی کی طرف ان احادیث میں توجہ دلائی گئی ہے۔ اس کی طرف خود لفظ صلوٰۃ بھی رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"صلوٰۃ کا لفظ پُر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسے ہی گدازش دعا میں ہونی چاہیئے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے۔ جیسے موت کی حالت ہوتی ہے۔ تب اسکا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔" (بدر جلد ۴ پرچہ ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء)

کثرت سے آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کی تاکید

اس بارہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بعض احادیث پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث تو حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ والی ہی ہے۔ جو اس رسالہ کے صفحہ ۱۰۸ پر زیر نمبر ۱۳ گذر چکی ہے۔ اور ایک حدیث عامر بن ربیعہؓ کی روایت سے صفحہ ۱۴۳ پر بھی بیان ہو چکی ہے۔ یہ دونوں حدیثیں کئی کئی سندوں کے ساتھ اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہیں۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اور انسان کو توفیق ملے۔ کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے۔

لیکن جیسا کہ احادیث ۲۹ لغایت ۳۵ سے ثابت ہوتا ہے۔ کثرت تعداد کی نسبت یہ بات بہت زیادہ ضروری ہے۔ کہ نہایت عمدگی کے ساتھ درود شریف پڑھا جاوے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کی بنا پر اور آپ کے احسانات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لالا کر اور انہیں گن گن کر پڑھا جائے۔ اور اس بات کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے کی بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ [illegible] (۹۲-۹) لیکن اس سے کہیں بڑھ کر اس بات کی انہیں تاکید کی گئی ہے۔ کہ درود شریف نہایت عمدگی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے آپ کی کامل محبت کی بنا پر اور حقیقی دلسوزی کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اور اس سے مقصود کوئی دنیوی تمدن یا اپنا ذاتی فائدہ نہ ہونا چاہیئے (دیکھو صفحات ۶۸ لغایت ۱۷ و صفحہ ۱۸) اور حق یہ ہے۔ کہ جب تک درود میں

یہ باتیں موجود نہ ہوں۔ اس وقت تک وہ صلوٰۃ یعنی درود کہلا ہی نہیں سکتا۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"صلوٰۃ کا لفظ پر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے۔ ویسے ہی گدازش دعا میں ہونی چاہیئے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے۔ جیسے موت کی حالت ہوتی ہے۔ تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔" (بدر جلد ۱ پرچہ ۲۹ مئی ۱۹۰۵ء)

نیز ضروری ہے۔ کہ اس دعا سے اصل مقصود رضاء الٰہی ہو۔ نہ کہ دنیوی مقاصد۔ جیساکہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"جب انسان کی دعا محض دنیاوی امور کیلئے ہو۔ تو اسکا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے۔ اور اسکی رضا کو مدنظر رکھتا ہے۔ اور ادب اور انکسار تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اسکی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔" (ایضاً)

درود شریف کو دعا کا اصل اور اہم حصہ بنانے کی تاکید

(۳۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْنِيْ كَقَدَحِ الرَّاكِبِ۔ اِنَّ الرَّاكِبَ يَمْلَأُ قَدَحَهٗ۔ فَاِذَا فَرَغَ وَعَلَّقَ مَعَالِيْقَهٗ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ مَاءٌ شَرِبَ حَاجَتَهٗ۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میرے لئے ایسے طور پر دعا نہ کیا کرو۔ جیسے کوئی سوار مسافر راستے میں پانی کیلئے اتر کر اور اپنے سامان سفر میں سے پیالہ نکال کر اپنا پیالا پانی سے بھر لے۔ اور جب اس کام سے فارغ ہو کر اپنا سامان پھر لادنے لگے۔ اور جتنا پانی پینا تھا پی چکے یا وضو وغیرہ کر چکے۔ تو اس پیالہ کو سامان میں باندھنے

أَوِ الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَأَهْرَاقَ الْقَدَحَ فَاجْعَلُوْنِيْ فِيْ أَوَّلِ الدُّعَاءِ وَفِيْ وَسَطِهِ وَلَا تَجْعَلُوْنِيْ فِيْ آخِرِهٖ

(جلاء الافہام بحوالہ احمد بن عمرو بن ابی عاصم)

کی غرض سے باقی بچے ہوئے پانی کو گرا دیتا ہے یا کسی کو دیدیتا ہے) بلکہ دعا کے شروع میں بھی مجھ پر درود بھیجو۔ اور اس کے وسط میں بھی اور اسے پیچھے مت رکھو۔

اور طبرانی کی روایت میں اس حدیث کے آخری الفاظ وَلَا تَجْعَلُوْنِيْ فِيْ آخِرِهٖ کی بجائے وَفِيْ آخِرِهٖ آتا ہے۔ یعنی دعا کے آخر میں بھی مجھ پر درود بھیجو۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ دعا میں درود کو طفیلی نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ اصل حصہ دعا کا درود ہونا چاہیئے۔ اور باقی مطالب کے لئے جو دعائیں کرنی ہوں۔ انہیں طفیلی بنانا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام دعا کے متعلق تعلیم دیتے ہوئے اور دعا کا حقیقی مقصد بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اصل حقیقت دعا کی وہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ انسان رضاء الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے۔ کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اسواسطے روا رکھا گیا ہے۔ کہ دنیاوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں عارج ہو جاتی ہیں۔ خاصکر خامی اور کچے پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔" (بدر جلد ۴ پرچہ ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء)

اصل بات یہ ہے۔ کہ درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احسانات کے شکر نعمت کی ایک صورت اور آپ کے درجات کی بلندی اور آپ کے مقاصد کے پورا ہونے کی دعا ہے۔ پس اس مقصد کے سوا کسی اور مقصد کے لئے جو ہماری زندگی کی اصل

غایت سے بھی دور لے جانے والا ہو۔ اسے پڑھنا ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ قرآن کریم کو ہدایت پانے
کے لئے نہیں جس کے لئے وہ اتارا گیا ہے۔ بلکہ کسی ادنیٰ اور ذلیل مقصد کے لئے یا جنتر منتر
وغیرہ کے طور پر پڑھا جائے۔ یا جیسے نماز کے اصل مقصد کو چھوڑ کر کسی ذلیل مقصد کے
لئے نماز پڑھی جاوے۔ پس اپنی ضرورتوں اور تکلیفوں کے موقع پر درود اس طور پر پڑھنا
چاہیئے کہ اپنے ذاتی اغراض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد پر فدا
اور قربان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کامیابیوں کے لئے اور آپ
کے دین کے خادموں کے لئے اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام کے لئے دعائیں کی
جائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد کو سامنے رکھ کر خدا تعالیٰ کی طرف
رجوع کیا جائے۔ اور جب دل پورے انشراح کے ساتھ فتویٰ دے کہ اپنے ذاتی اغراض
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مقاصد میں سے ہی ہیں۔ تو اس کے بعد
ان مقاصد کے پورا ہونے کے لئے بھی دعائیں کی جائیں۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس
دعا کرنے والے شخص کی ذاتی ضرورتیں بھی جو حقیقی ہونگی۔ پوری کر دیگا۔ اور اسکی تمام تکالیف
اور مشکلات دور ہو جائیں گی۔ کیونکہ ان تکالیف کے پیدا کرنے سے اصل مقصد یہی تھا
کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اسکی جناب میں گڑگڑائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ اَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ (انعام ع ۵) یعنی
یہ ہماری قدیم سے سنت ہے۔ کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ انہیں ہم اپنی
طرف متوجہ کرنے کے لئے ان پر تنگی اور تکالیف بھیجتے ہیں۔ اور فرماتا ہے۔ اَخَذْنَا
اَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ (اعراف رکوع ۱۲) یعنی لوگوں کو
ہم اسلئے تنگی اور تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے حضور گریہ وزاری کے ساتھ رجوع کریں

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ (المؤمنون)

ہم نے ان پر عذاب بھیجا۔ مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور اپنے رب کے حضور تضرع نہ کیا۔ اور نہ خاکساری کے ساتھ اس کی حضور میں گرے۔

پس جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف سچے طور پر رجوع کرتا ہے۔ اور وہ بھی کسی ذاتی لالچ سے نہیں۔ بلکہ اپنے مقاصد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقاصد پر قربان کر کے اور آپ کے رفع درجات اور آپ کی کامیابی کے لیے دعاؤں کی صورت میں رجوع کرتا ہے تو اسکا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں کو جو حقیقی ضرورتیں ہوں۔ پورا کر دیتا ہے۔ اور اسے تمام تکالیف سے نجات بخشتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس طور پر نہیں بلکہ آیت وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا کے خلاف اپنے مقاصد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقاصد پر مقدم رکھے گا۔ تو وہ ایک غلط راستہ کو اختیار کرنے والا ہوگا۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

قبولیت دعا کے خاص موقع پر آنحضرت پر درود بھیجنے کا ارشاد

(۵۳) عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(ترجمہ۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے بہترین ایام میں سے جمعہ کا دن بھی ہے۔ اسی روز آدم پیدا ہوئے تھے۔ اسی روز انکی وفات ہوئی۔ اسی روز قیامت کے اہوال اور انتشار کا

فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ۔ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ۔ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ۔ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (سنن ابی داؤد۔ ابواب الجمعہ)

ظہور میں آئیں گے۔ اور) نفخ صور ہوگا۔ اور اسی روز وہ تجلی اور ظہور جلال الٰہی ہوگا۔ جس سے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ پس اس روز تم مجھ پر خاص طور پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جائیگا۔ اوس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ اس پر صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ جب آپؐ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا تو اسوقت ہمارا درود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو وہ حرمت اور کرامت بخشی ہے۔ کہ زمین انہیں فنا نہیں کر سکتی

اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ انسان کو دعا کے لئے جو افضل اور بہتر موقع میسر آئے۔ اسمیں اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجنے کو مقدم کرنا چاہیئے اور مثال کے طور پر اس کیلئے جمعہ کا دن بتایا ہے۔ اور اسمیں آپ پر کثرت سے درود بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اس کے بعض فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ ان فضائل میں جو حضرت آدم کی اس روز وفات ہونے کا ذکر ہے۔ یہ اس لئے فضیلت ہے۔ کہ خدا کے کسی برگزیدہ بندہ کی وفات دراصل اسکی ایک نئی پیدائش ہوتی ہے۔ اور اس کا اپنے وقت پر دنیا سے جانا بھی درحقیقت ایک رحمت ہی ہوتا ہے۔ جیساکہ سورج کا اپنے وقت پر ڈوبنا ایک رحمت الٰہی ہوتا ہے۔ اور اس فضیلت کا پتہ اس بات سے بھی لگتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جس روز وفات ہوئی تھی۔ اس دن کو بھی خاص شرف حاصل ہے۔ جو دوشنبہ کا مبارک دن ہے۔ اسی دن آپ کی پیدائش بھی ہوئی تھی۔

اور اس حدیث میں اشراط قیامت کے زمانہ ظہور کا نام جمعہ رکھا گیا ہے۔ جو مسیح موعود کی آمد کا زمانہ ہے۔ جیساکہ سورہ جمعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لئے یہ تعلیم بھی پائی جاتی ہے۔ کہ اسے خصوصیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب

گھر میں جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید

(۳۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُمَا کُنْتُمْ

(جلاء الافہام بحوالہ جزء حسین بن احمد)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ۔ اور میری قبر کو میلہ کی طرح مت بنانا۔ اور جہاں بھی تم ہو مجھ پر درود بھیجا کرنا۔ تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا۔

یہ حدیث بتاتی ہے۔ کہ جس گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود نہیں بھیجا جاتا وہ گھر نہیں۔ بلکہ قبرستان ہے۔ اور اس میں رہنے والے زندہ نہیں۔ بلکہ مردہ ہیں۔ اور اس حدیث میں جو آپ کی قبر کو میلہ گاہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا۔ یعنی تم ایسا نہ کرنا۔ اور اسکا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ میری قبر پر نہ آنا۔ کیونکہ آپ کی قبر پر جاکر آپ پر درود بھیجنے کی تو بعض احادیث میں تاکید پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جلاء الافہام صـ۱۷ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا

(۳) مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا يُبَلِّغُنِي وَكُفِيَ أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهٖ وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا۔

ترجمہ۔ جو شخص میری قبر پر آکر مجھ پر درود بھیجیگا اسکے درود کو مجھ تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ کو مقرر کردیگا۔ جو مجھے اسکی طرف سے درود پہنچائے گا۔ اور اس شخص کی دنیا اور آخرت کی ضرورتیں اللہ تعالیٰ آپ پوری کرے گا۔ اور قیامت کے روز میں اسکے حق میں گواہ یا (یہ فرمایا کہ) شفیع ہونگا

اور موطا امام مالک میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی قبر پر جاکر آپ پر درود بھیجا۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اسمیں شامل کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہر ایک مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلٰوةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَامُوْا عَنْ اَنْتَنِ جِيْفَةٍ (جلاء الافہام بحوالہ سنن کبیر نسائی)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جس مجلس میں لوگ جمع ہوں۔ اور اسمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) پر درود بھیجنے کے بغیر چلے جائیں۔ وہ ایک نہایت سڑے ہوئے اور سخت بدبودار مردار کی طرح ہوگی۔ اور اسمیں شامل ہونیوالے لوگ مردار خوار جانوروں میں شمار ہونے کے قابل ہوں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ خواہ کسقدر تکلیف سے کام لینا پڑے تاہم ہر ایک مجلس میں کوئی نہ کوئی تقریب پیدا کر کے اسمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسکی حمد و ثنا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ذکر کرنا اور آپ پر درود بھیجنا چاہیئے۔ اور جس شخص کے اندر یہ جذبہ نہیں وہ انسان کہلانے کا مستحق ہی نہیں۔ بلکہ وہ دنیا کا کتا ہے جس کی نظر میں سوائے اس مردار کے اور کچھ ہے ہی نہیں (نعوذ باللہ من ذلک)

تمام انبیاءؑ پر درود بھیجنے کی ہدایت

(۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِیْ۔ (جلاء الافہام بحوالہ مسند ابن ابی شیبہ)

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاءؑ اور رسل پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ جس طرح اسنے مجھے بھیجا ہے۔ اسی طرح اسنے انہیں بھی بھیجا تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَائِرِ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

درود شریف کے بعض خاص مواقع

درود شریف ایک دعا ہے۔ اور دعا بھی وہ جو تمام دعاؤں کی سردار ہے۔ اور دعائیں ذکر الٰہی

میں داخل ہیں۔ اور ذکر الٰہی ہر حالت میں کیا جا سکتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر درود ہر وقت اور ہر حالت میں بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کے لئے کسی قسم کی حد بندی نہیں ہے۔ ہاں جس طرح بعض مواقع پر خصوصیت کے ساتھ عام دعائیں اور ذکر الٰہی کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح بعض مواقع پر درود شریف بھی خاص طور پر پڑھنے کا حکم ہے ایسے بعض مواقع جن میں درود شریف خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کا احادیث سے پتہ لگتا ہے۔ حسب ذیل ہیں:۔

نماز کا آخری قعدہ

جس طرح عام دعاؤں کا اور اذکار الٰہی کا سب سے اہم اور مقدم موقع اور محل نماز ہے اسی طرح درود شریف کا سب سے اہم اور مقدم مقام بھی نماز ہی ہے۔ بلکہ نماز کا اور درود شریف کا تو ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ قرآن کریم میں اور احادیث میں ان دونوں کا نام بھی ایک ہی رکھا گیا ہے۔ اور نماز میں درود شریف پڑھنے کی احادیث میں بہت سخت تاکید کی گئی ہے۔ اس جگہ اس بارہ میں دو تین حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ اِلَّا بِطُهُوْرٍ وَّ بِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ (سنن دار قطنی)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جس طرح وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح مجھ پر درود بھیجنے کے بغیر بھی قبول نہیں ہوتی۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے:۔

(۴۳) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ایضاً)

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص (نماز میں) خدا کے نبی پر درود نہ بھیجے۔ اسکی کوئی نماز نہیں ہے۔

درود تمام ارکان نماز میں پڑھا جا سکتا ہے

اور جس طرح باقی دعائیں نماز کے ہر ایک رکن میں کی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھی ہر ایک رکن میں بھیجا جا سکتا ہے۔ اور کسی رکن میں عام دعائیں کرنے یا درود شریف کے پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ہر رکن کے لئے جو اذکار اور دعائیں شریعت نے بتائی ہیں۔ ان کو ان کے اپنے اپنے موقع اور محل پر ادا کرنا بہرحال مقدم رکھا جائے۔

درود شریف کا قعدہ کیساتھ خاص تعلق

اور جس طرح باقی اذکار نماز کا نماز کے مختلف ارکان کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اسی طرح درود شریف کا بھی نماز کے ایک خاص رکن کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ جو قعدہ ہے۔ چنانچہ سنن دارقطنی میں ہے۔

(۴۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ كَمَا كَانَ يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ مجھے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسی طرح تشہد سکھایا جس طرح آپ ہمیں قرآن کریم کی کوئی (نئی نازل شدہ) سورۃ پڑھاتے اور سکھاتے تھے۔ جو یہ ہے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

تمام قولی عبادتیں۔ تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اے نبی۔ آپ پر سلام

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

اللہ کی رحمت اور اسکی برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو۔

الصّٰلِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ اور میں یہ بھی شہادت دیتا

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ

ہوں۔ کہ محمد اسکا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اے اللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی

النَّبِيِّ وَعَلٰى اٰلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ

آلہٖ وسلم پر اور آپ کے اہلبیت پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر درود بھیجا۔ تو بہت ہی

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ

حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ ان کے ساتھ ہم پر بھی درود بھیج۔ اے اللہ حضرت محمد رسول اللہ

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى

صلی اللہ علیہ و علی آلہٖ وسلم پر اور آپ کے اہلبیت پر برکات بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم کی آل

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ

پر برکات بھیجیں۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ ان کے ساتھ ہم پر بھی برکات نازل

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ

فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور تمام مومنوں کی طرف سے اس امی نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

علیہ و علی آلہٖ وسلم پر بے شمار درود ہوں۔ تم سب پر سلام۔ اللہ کی رحمت اور اسکی برکات ہوں۔

اور ایک حدیث میں ہے :-

(٢٢٦) عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُرَيْدَةُ إِذَا جَلَسْتَ فِيْ صَلٰوتِكَ فَلَا تَتْرُكَنَّ التَّشَهُّدَ وَالصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَإِنَّهَا زَكٰوةُ الصَّلٰوةِ وَسَلِّمْ عَلٰى جَمِيْعِ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَسَلِّمْ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

ترجمہ۔ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ اے بریدہ جب تم نماز میں قعدہ کا رکن ادا کرنے کے لئے بیٹھو۔ تو تشہد میں اور مجھ پر درود بھیجنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ کیونکہ یہ نماز کی تکمیل اور درستی کا ذریعہ ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء و رسل پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر بھی سلام بھیجا کرو۔

تشہد کے بعد درود شریف کے واجب ہونے کے متعلق اختلاف

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں اور خصوصاً تشہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا اشد ضروری ہے۔ جس کے بغیر نماز قابل پذیرائی نہیں ہوتی۔ اور اسی بنا پر امام شافعی رح اور اسحاق کہتے ہیں۔ کہ نماز میں درود شریف کا پڑھنا واجب اور لازم ہے جس کے بغیر نماز درست اور معتبر نہیں ہوتی۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا آخری قول بھی یہی ہے اور بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم اور بعض تابعین جیسے ابو جعفر، محمد بن علی، شعبی اور مقاتل بن حیان نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

اور زیادہ تر صحابہ رضی، تابعینؒ اور ائمہ کا یہ قول ہے۔ کہ گو درود شریف کا نماز میں پڑھنا بہت ضروری ہے۔ مگر مسنون سے بڑھکر نہیں۔ اس لئے اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے۔

؎ حضرت امام شافعی رح کہتے ہیں۔ کہ پہلے تشہد کے بعد بھی درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ [illegible]

جس کی بنا یہ ہے۔ کہ بعض احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تشہد کے بعد (نماز کے مناسب حال) جو دعائیں کرنا چاہیں کرکے سلام پھیر سکتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں باب مَا يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِب (تشہد کے بعد نمازی جو دعا کرنا چاہے۔ کرسکتا ہے۔ اور دعا کرنا ضروری نہیں ہے) میں جو حدیث مذکور ہے۔ اسمیں تشہد کے کلمات کے ذکر کے بعد آتا ہے۔ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو یعنی تشہد سے فارغ ہوکر جو دعا انسان کو سب سے اچھی معلوم ہو۔ وہ کرسکتا ہے۔ جس میں درود کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ درود شریف کے بغیر بھی نماز درست ہوسکتی ہے۔

تشہد میں بھی درود آجاتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ اختلاف اس بارہ میں نہیں۔ کہ نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔ بلکہ درحقیقت اختلاف اس امر کے متعلق ہے۔ کہ آیا نماز میں تشہد کے بعد درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے۔ یا نہیں۔ یا بلفظ دیگر قعدہ میں تشہد کے بعد ازسرنو درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے۔ تشہد میں بھی درود شریف آیا ہوا ہے۔ اور تشہد کے پڑھنے سے ایک رنگ میں درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نماز میں درود شریف کا پڑھنا اشد ضروری ہے۔ اور تشہد کے بعد مستقل الفاظ میں ازسرنو درود شریف کا پڑھنا پوری صراحت کے ساتھ اسقدر ضروری ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہ ہو۔ ہاں جو احادیث کیفیت درود شریف کے متعلق مروی ہیں۔ ان میں سے اکثر کا سیاق کلام یہی بتاتا ہے۔ کہ نماز میں جسطرح تشہد ضروری ہے۔ اسی طرح اس کے

بعد درود شریف کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔

تشہد میں درود کس طرح آتا ہے | اس جگہ اس بات کو واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ تشہد کے اندر درود شریف کس طرح آتا ہے۔ سو واضح ہو۔ کہ تشہد کے دوسرے جملہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ میں رَحْمَةُ اللّٰهِ سے مراد صلوٰۃ یعنی درود ہے۔ جس کا قرینہ یہ ہے۔ کہ یہ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ کے بعد واقع ہے۔ اور ان دونوں جملوں میں تین تین امور کا ذکر ہے۔ جو ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہیں۔ اَلتَّحِيَّاتُ کے مقابل پر اَلسَّلَامُ کا لفظ ہے۔ جس کا نام قرآن کریم کی آیت فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً میں تحیہ ہی رکھا گیا ہے۔ اور اَلصَّلَوٰتُ کے مقابل پر رَحْمَةُ اللّٰهِ کا لفظ ہے۔ اور یہ معنے لفظ صلوٰۃ کے خود کتب لغت میں مذکور ہیں۔ اسکے علاوہ حدیث وَالْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰٓى اَحَدِكُمْ مَّادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ۔ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ میں صلوٰۃ کے لئے دوسرا لفظ رحمت لایا گیا ہے۔ اور نماز کے لئے مسجد میں آنے کے وقت جو دعا پڑھنے کی ہدایت ہے۔ اس میں بھی صلوٰۃ کی جگہ رحمت کا لفظ ہی آتا ہے۔ اور اَلطَّيِّبَاتُ کے مقابل پر برکات کا لفظ لایا گیا ہے۔ اور طیب اور برکت میں جو تعلق ہے۔ وہ آیت مذکورہ بالا کے الفاظ مبارکۃ طیبۃ سے اور قومہ نماز کے وقت کہے جانے والے الفاظ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ سے ظاہر ہے۔ پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ تشہد میں رَحْمَةُ اللّٰهِ سے مراد صَلوٰةُ اللّٰهِ یعنی درود ہے۔ جس کی طرف

امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں ایماء کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے باب تخیر الدعاء بعد الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد جو دعا کرنا چاہیں کرسکتے ہیں) میں حدیث وہی بیان کی ہے۔ جس میں تشہد کے بعد نماز کے مناسب حال دعائیں کرنے کے متعلق اختیار کا ذکر ہے۔ اور اس میں تشہد کے علاوہ درود پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تشہد میں درود بھی آجاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

صلوٰۃ اور سلام کی ترتیب اور جب یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ تشہد کے اندر بھی درود موجود ہے۔ اور رحمۃ اللہ ایک رنگ میں صلوٰۃ یعنی درود اور برکاتہ سلام ہے۔ تو یہ بات خود بخود روشن ہو جاتی ہے۔ کہ تشہد میں بھی درود اور سلام میں وہی ترتیب رکھی گئی ہے۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ یعنی صلوٰۃ پہلے ہے۔ اور سلام اس کے بعد۔ اور یہی ترتیب الفاظ درود شریف کے دونوں حصوں اَللّٰھُمَّ صَلِّ اور اَللّٰھُمَّ بَارِكْ میں بھی ہے۔

علاوہ اس کے صلوٰۃ اور سلام ایک دوسرے کے لئے لازم اور ملزوم ہیں۔ اور اس لحاظ سے انہیں مترادف بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور کچھ بعید نہیں ہے۔ کہ اسی بنا پر قرآن کریم میں اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے ساتھ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ کے ساتھ صَلوٰۃ کا لفظ نہ لایا گیا ہو۔ اور يُصَلُّوْنَ اور تَسْلِيْمًا کو ہی يُسَلِّمُوْن اور صلوٰۃ کا بھی قائمقام قرار دیا ہو۔ اور اس صورت میں تقدیم و تاخیر کا سوال ہی اٹھ جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اور چونکہ قرآن کریم میں صَلُّوْا اور سَلِّمُوْا میں دو الگ الگ لفظوں کے ساتھ

درود اور سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ان میں من وجہ مُغایرت بھی پائی جاتی ہے۔ اور تشہد میں (جسکی تعلیم صحابہ کرامؓ کو کیفیت درود کی تعلیم سے پہلے دی گئی تھی) سلام کا ذکر صریح لفظوں میں بھی تھا۔ اور مکرر بھی۔ اور صلوٰۃ کا ذکر صرف ایک بار اور وہ بھی بالمعنے تھا۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جس طرح ہمیں اسلام کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح درود شریف کی تعلیم بھی دی جائے۔ جس پر حضور نے انہیں درود شریف کا وہ طریق بتایا۔ جسمیں صلوٰۃ کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے۔ اور سلام کا بالمعنے۔ پس اس سوال اور جواب سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ تشہد درود سے بالکل خالی ہے۔ یا یہ کہ درود کے الفاظ سلام کے ذکر سے خالی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تشہد میں اَیُّهَا النَّبِیُّ کہنے کی وجہ اسکا الہامی ہونا ہے

تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سلام۔ رحمت۔ اور برکات بھیجنے کی وجہ احادیث سے یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تشہد کے کلمات الہامی ہیں۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور الہامی الفاظ کو ان کی اصل صورت میں ہی بیان کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں بروایت حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور پر (نماز میں) سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالےٰ نے ہمیں بتادیا ہے۔ درود آپ پر کس طرح بھیجا جائے۔ جس پر حضور نے انہیں درود شریف کے وہ الفاظ سکھائے۔ جو نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ تشہد کے کلمات جو سلام پر مشتمل ہیں۔ الہامی ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ بطور تحیہ کہا جاتا ہے

اسکے علاوہ معنوی پہلو سے بھی

تشہد میں یہی الفاظ موزون معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے الفاظ اس سلام کی صورت پر واقع ہوئے ہیں۔ جو ملاقات کے موقع پر مخاطب سے کہا جاتا ہے۔ اور اس بات کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ کہ نماز واقعی انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی بارگاہ عالی میں اور آپؐ کے روحانی گھر میں پہنچا دینے والی اور آپ سے ملاقات نصیب کرا دینے والی چیز ہے۔ اور روحانی گھر کا بھی عند اللہ وہی حکم ہے جو ظاہری گھر کا حکم ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے۔ وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے۔ میں اسکو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں۔ جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بودو باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۰)

پس اگر اس مناسبت کی بنا پر اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے لئے جملہ ندائیہ اور خطاب کا صیغہ اختیار کیا گیا ہو۔ تو بھی کچھ بعید نہیں ہے بلکہ بالکل قرین قیاس ہے۔

بعض کلمات تشہد کی لغوی تحقیق تَحِیَّاتٌ تَحِیَّۃٌ کی جمع ہے۔ اور تَحِیَّۃٌ حَیِّیْ کی مصدر ہے۔ جس کا ماخذ یعنی اصل حیاۃ ہے۔ جس کے معنے زندگی کے ہیں۔ اور حَیِّیْ کے معنی ہیں لمبی زندگی اور بقا بخشا۔ سلامتی بخشی۔ تعظیم و تکریم کی۔ احسان کیا۔ بادشاہت عطا کی۔ خوشی و خرمی نصیب کی۔ خاص عزت کے القاب اور شاہانہ خطابات سے مخاطب کیا۔ سلام دیا۔ سلامتی کے لئے دعا کی۔ اور اسکا تعلق زیادہ تر حال سے ہے یعنی حاصل شدہ

نعمت کے سلامت رہنے سے ہے۔ اور اس کے معنے قولی عبادت کے بھی کئے جا سکتے ہیں
پس اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کے ایک معنے یہ ہیں۔ کہ زندگی بخشنا۔ بقاؤ دوام بخشنا۔ سلامتی دینا۔
بادشاہت عطا کرنا۔ خوشی و خرمی نصیب کرنا۔ اور اس بارہ میں دعائیں قبول کرنا اللہ تعالےٰ
ہی کا کام ہے۔ اور ایک معنے اس کے یہ ہیں۔ کہ حقیقی طور پر ہم ہر رنگ میں اللہ تعالیٰ ہی کی
تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اسی کے احسانمند ہیں۔ اسی سے بقا اور دوام چاہتے ہیں۔ اسی
کے ہم پرستار ہیں۔ اور بقائے دوام اور سلامتی کے لئے اسی کے حضور ہماری تمام دعائیں
اور التجائیں ہیں۔ اور اسکے یہ بھی معنے ہیں۔ کہ اگر ہم کسی اور کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ کسی کیلئے
بقا اور دوام چاہتے ہیں۔ کسی کو عزت کے خطابات سے مخاطب کرتے ہیں۔ اور ہر رنگ میں
اسکی خوشی و خرمی اور کامرانی چاہتے ہیں۔ تو اسکی ذات کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے
لئے اور اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے ہم ایسا کرتے ہیں۔ اور ہماری تمام قولی عبادتیں اسی
کے لئے مخصوص ہیں۔

(۲) اَلصَّلَوٰتُ کا لفظ صَلوٰۃ کی جمع ہے۔ جو فعل صَلّٰی کا اسم مصدر ہے۔ اور اسکے معنے
ہیں۔ اَلرُّکُوْعُ وَالسُّجُوْدُ (نماز) اَلدُّعَاءُ (اللہ تعالیٰ کو پکارنا) اَلْاِسْتِغْفَارُ (اللہ تعالیٰ سے
گناہوں کی بخشش۔ غلطیوں سے حفاظت اور عصمت۔ اور ان کے بد نتائج سے بچائے جانے
کی درخواست کرنا) اَلرَّحْمَۃُ (اللہ تعالےٰ کی رحمت و عطوفت) حُسْنُ الثَّنَاءِ
(بہترین تعریف) اَلتَّرَحُّمُ (بار بار رحمت کرنا) اَلدُّعَاءُ بِالْبَرَکَۃِ وَالْخَیْرِ (خیر و برکت چاہنا)
اَلتَّعْظِیْمُ وَالتَّکْرِیْمُ (اعزاز و اکرام کرنا۔ عظمت بخشنا) اَلتَّبْرِیْکُ (برکت بخشنا۔ برکت
کے لئے دعا کرنا) اَلتَّسْبِیْحُ (تسبیح کرنا۔ پاک صفات کا اظہار اور اقرار کرنا۔ اور عظمت شان
کے خلاف امور کی نفی کرنا) اَللُّزُوْمُ (دائم اور لازم ہو جانا اور جدا اور الگ نہ ہونا۔ کام

مسلسل اور متواتر طور پر کرتے چلے جانا۔ دائم رہنا) صَلَّى الْفَرَسُ إِذَا جَاءَ مُصَلِّيًا۔ وَ الْمُصَلِّي مِنَ الْخَيْلِ الَّذِي يَجِيءُ بَعْدَ السَّابِقِ لِأَنَّ رَأْسَهُ يَلِي صَلَا الْمُتَقَدِّمِ (آگے آگے جانے والے کے بعد اُس کے پیچھے آنے والے کا ساتھ ہی آ پہنچنا۔ اور درمیان میں وقفہ یا فاصلہ نہ آنے دینا) اَلْمُصَلِّي فِي كَلَامِ الْعَرَبِ السَّابِقُ الْمُتَقَدِّمُ (اوروں سے آگے بڑھ جانا) صَلَّى يَدَهُ بِالنَّارِ سَخَّنَهَا (شدت سردی کے وقت آگ تاپنا) (لسان العرب) نیز اس کے معنے دوام ترقی کے ہیں۔ (حاشیہ صحیح مسلم طبع مصیر مطبع بابی حلبی) اور اس کے معنے جسمانی اور فعلی عبادت کے بھی کئے جاتے ہیں (زرقانی شرح موطا) پس وَالصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم حقیقی طور پر اللہ تعالٰے کی ہی تعظیم اور تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اور اسی سے لزوم اور دوام کے ساتھ وابستگی رکھتے ہیں۔ اسی کے حضور دعائیں اور استغفار کرتے ہیں۔ اسی کے لئے ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسی سے ہم دائمی ترقی کی درخواست کرتے ہیں۔ اور جس کی تعظیم وتکریم کرتے اور حسن ثناء بیان کرتے ہیں۔ محض اسی کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ اور ان باتوں کی توفیق دینا بھی اسی کا کام ہے۔ اور ہماری تمام فعلی عبادات بھی اسی سے خاص ہیں۔ اس لفظ کا تعلق خصوصیت سے مستقبل اور آئندہ کیساتھ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وحی الٰہی صَلٰوۃُ الْعَرْشِ إِلَى الْفَرْشِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:" یہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے"۔ (بدر یکم جون ۱۹۰۵ء)

(۳) اَلطَّيِّبَاتُ طَيِّبَةٌ (اور طیب) کی جمع ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ دعائیں۔ اذکار۔ پاک کلمات۔ پاک اموال۔ صدقات اور مالی عبادات لہذا وَالطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہمارے تمام اذکار اور تمام مالی عبادات محض اللہ تعالٰے کے لئے ہیں۔ اور یہ کہ ان باتوں کا میسر آنا اسی کے فضل وکرم سے وابستہ ہے۔ نیز اسمیں نعم الٰہیہ کا شکوا اپنا کچھ

نہ رکھنے اور سب کچھ اسی کا کر دینے کا اقرار۔ اور زیادت فضل کی دعا ہے۔

(۴) اَلسَّلَامُ فعل سَلَّمَ کا اسم مصدر ہے جس کے معنے ہیں السلام علیکم کہنا۔ تمام عیوب آفات اور مصائب سے بچانا اور محفوظ رکھنا (اور تسلیم کے معنے ان کے علاوہ یہ بھی ہیں۔ کہ سپرد کر دینا۔ پورے طور پر رضامند ہو جانا۔ اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کر لینا۔ اور ملاوٹ سے پاک رکھنا)

(۵) رَحْمَۃٌ کے معنی ہیں۔ کسی کو تکلیف میں پاکر اس پر شفقت اور کرم کرنا۔ اسکی تکلیف کو دور کرنا۔ یا دور کرنے کی کوشش کرنا۔ مہربان ہونا۔ احسان کرنا اور قصوروں کو معاف کرنا۔ خود بخود کرم کرنا۔ محنت کا اچھا اجر دینا۔ اور ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا۔

(۶) بَرَکَۃٌ کے معنے ہیں۔ بڑھنا۔ دوام اور ثبات پانا اور مستحکم ہو جانا۔ سعادت پانا اور زوال سے محفوظ رہنا۔ طہارت۔ خوشنودی اور دوام شرف و کرامت۔

درود شریف کے بعض دیگر مواقع ماثورہ

دیگر جن مواقع میں درود شریف کے پڑھنے کی احادیث نبویہ میں تاکید اور ہدایت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے اذان کے بعد (بطریق مسنون) دعا کے وقت۔ جمعہ کے روز۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر آنے پر۔ اور قبر نبوی پر درود شریف پڑھنے کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے۔ اس لئے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب چند ایسے مواقع کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اس سے پہلے بیان نہیں ہوئے۔

دعائے قنوت میں | دعائے قنوت کے آخر میں وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ یا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا

متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اور چونکہ دعا قنوت اس ماثور دعا کے علاوہ
اور الفاظ میں بھی اور خود اپنی زبان میں بھی کی جا سکتی ہے۔ بلکہ کرنی چاہیئے۔ اس لئے
اس میں درود شریف بھی اپنی زبان میں یا جن الفاظ میں چاہیں۔ پڑھا جا سکتا ہے۔

نماز جنازہ میں | نماز جنازہ میں بھی دوسری تکبیر کے بعد درود شریف کا پڑھنا
ضروری ہے۔ اور اس کے لئے مقدم الفاظ وہی ہیں۔ جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔ اور
اس کے علاوہ خود اپنی زبان میں بھی درود پڑھنا اور اسمیں گذشتہ صالحین کے لئے بھی دعائیں
کرنا چاہیئے۔ اور اس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل اور یاد کر لینا چاہیئے

مسجد میں آنے اور جانے کے وقت | جامع ترمذی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم مسجد میں داخل ہونے لگتے۔ تو پہلے اپنے آپ پر (اپنے اسم مبارک محمدؐ
کے ذکر کے ساتھ) درود اور سلام بھیجتے۔ اور اس کے بعد یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ
وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (اے اللہ مجھے بخش۔ اور اپنی رحمت کے تمام دروازے
مجھ پر کھول دے۔ یعنی ہر رنگ میں مجھے نماز کو کامل طور پر ادا کرنے کی توفیق دے) اور جب آپ
مسجد سے واپس تشریف لے جانے لگتے۔ تو پہلے اپنے آپ پر (اپنے اسم مبارک محمدؐ کے ذکر کے
ساتھ) درود اور سلام بھیجتے۔ اور اس کے بعد یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَافْتَحْ لِیْ
اَبْوَابَ فَضْلِکَ (اے اللہ مجھے بخش اور اپنے فضل کے تمام دروازے مجھ پر کھول دے۔
جیسے نماز سے فارغ ہو کر اور مسجد سے باہر جا کر طلب اور تلاش کرنے کا سورہ جمعہ میں حکم دیا گیا ہے)
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی ذات پر درود
بھیجتے وقت اپنے لئے ضمیر متکلم استعمال کرنے کی بجائے اپنے اسم مبارک محمدؐ کا ذکر فرمایا کرتے تھے

اور حقیقت یہ ہے۔ کہ درود شریف کو اس نام کے ساتھ خاص نسبت ہے۔ جیساکہ درود کے الفاظ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسی لئے ان تمام احادیث میں جن میں درود شریف کے طریق کی تعلیم دی گئی ہے۔ آپ کے اس اسم مبارک کے ساتھ آپ پر درود بھیجنے کا ارشاد ہے۔ کیونکہ درود شکر نعمت ہے۔ اور حمد کے معنے بھی شکر کے ہیں۔ اس لحاظ سے محمدؐ کے معنے ہیں تمام عالم کے شکریہ کا مستحق۔ پس اس مقدس نام کے ساتھ درود شریف کو خاص نسبت اور تعلق ہے۔

آپ کا اسم مبارک لکھنے کے وقت جلاء الافہام میں بحوالہ کتاب ابی الشیخ منقول ہے :-

(۱۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ مَادَامَ اسْمِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتٰبِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی تحریر میں مجھ پر درود بھیجیگا۔ اسکیلئے فرشتے اسوقت تک اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔ جبتک میرا نام اس تحریر میں (پڑھا جاتا) رہے گا۔

اس حدیث میں صلوٰۃ کی جزا کا نام استغفار رکھا گیا ہے۔ اور بہت سی اور احادیث میں اس کا نام بھی صلوٰۃ ہی رکھا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ صلوٰۃ کے ایک معنے استغفار کے بھی ہیں۔

وضو کے بعد جلاء الافہام میں بحوالہ کتاب ابی الشیخ مذکور ہے :-

(۱۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنْ طُهُوْرِهٖ فَيَقُلْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب وضو کر چکو۔ تو پہلے کلمہ شہادت پڑھو۔ اور اسکے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ ایسا کرنے سے (اس)

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَيَّ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ فُتِحَتْ لَهٗ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

رحمت الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں (جس کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ یعنی نماز کو صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے)

صبح و شام جلاء الافہام میں بحوالہ طبرانی مروی ہے :-

۴۳ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزانہ صبح و شام مجھپر دس دس بار درود بھیجے گا۔ اسے قیامت کے روز میری شفاعت نصیب ہوگی۔

ہر ایک اہم کلام سے پہلے جلاء الافہام میں بحوالہ ابوموسیٰ مدینی مروی ہے :-

۴۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامٍ لَّا يُذْكَرُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُبْدَأُ بِهٖ وَبِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَهُوَ أَقْطَعُ مَمْحُوْقٌ مِّنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس (اہم) کلام سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے بعد مجھپر درود نہ ہو۔ وہ بے خیر اور برکت سے خالی ہوگا۔

احباب کی باہم ملاقات کے وقت جلاء الافہام میں بحوالہ مسند ابویعلی موصلی مروی ہے :-

۴۵ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا خدا کے جو دو بندے ایک دوسرے سے محبت رکھنے

يَسْتَقْبِلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ يُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ

والے باہم ملاقات کے وقت خدا تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں گے۔ ان کے الگ ہونے سے پہلے ان کے سب گناہ اور قصور معاف کر دیئے جائیں گے۔ تقدیم کے بھی اور تاخیر کے بھی

دیگر بعض مواقع ان کے علاوہ خطبوں میں۔ اقامت نماز کے بعد اور نماز عید کی تکبیرات کے درمیان درود شریف کا پڑھنا بھی احادیث سے مسنون ثابت ہوتا ہے۔ اور حج اور عمرہ میں صفا و مروہ پر پہنچ کر۔ حجر اسود کی تقبیل کے وقت۔ بازار کی طرف جاتے وقت۔ پچھلی رات اٹھنے کے وقت۔ مجلس سے اٹھ کر جاتے وقت۔ مساجد کے پاس سے گذرتے وقت۔ اور رشتہ کی تحریک کرتے وقت درود شریف کا پڑھنا بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور ان کے طریق عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اور بعض مواقع پر بعض اکابر ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے درود شریف کے پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔ جیسے قرآن کریم کو ختم کرنے کے وقت۔ تبلیغ دین اور تعلیم دین کے وقت۔ نماز میں تشہد کے سوا دوسرے ارکان میں۔ سونے کے وقت نیند سے اٹھنے کے وقت۔ نماز جنازہ کے لئے جاتے وقت۔ دعوتوں وغیرہ میں شمولیت کے موقع پر۔ نماز کے بعد۔ اور بعض بزرگوں نے چھینک آنے کے وقت اور جانور کو ذبح کرتے وقت بھی درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی ہے۔

احادیث دربارہ الفاظ درود شریف

(۵۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ

عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ رح (تابعی) سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے کعب بن عجرہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ۔ قَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوْلُوْا۔

رضی اللہ عنہ (صحابی) ملے اور کہنے لگے کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی ہوئی ایک بات بطور ہدیہ تمہیں پہنچاؤں؟ میں نے کہا۔ آپ ضرور مجھے یہ ہدیہ دیں۔ انہوں نے کہا۔ ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم آپ لوگوں یعنی آپکے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کسطرح بھیجا کریں۔ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا۔ یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى

اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد کی آل پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى

ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو محمد پر اور

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

محمد کی آل پر برکات بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکات بھیجی ہیں

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

نوٹ:۔ یہ درود شریف سنن ابن ماجہ میں بھی مذکور ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے نہیں۔ بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ اور اس کے شروع

میں درود شریف کے کچھ اور الفاظ بھی ہیں۔ جو اس رسالہ کے صفحہ ۱۳۵ پر درج ہو چکے ہیں۔
نوٹ ۲: سنن نسائی میں بھی یہ الفاظ درود شریف بروایت حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ آتے ہیں۔ لیکن ان میں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ کی بجائے وَبَارِكْ آتا ہے۔ اور تفسیر درمنثور میں بھی بحوالہ سعید بن منصور۔ عبد بن حمید۔ ابن ابی حاتم وابن مردویہ مذکور ہیں۔ اور ان میں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ کی بجائے وَبَارِكْ اور درود کے دوسرے حصہ میں وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور سنن نسائی کی ایک روایت میں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ کی بجائے وَبَارِكْ کے علاوہ دونوں جگہ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ہے۔

(۵) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ قَالَ قُوْلُوْا۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے حضور کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ حضور پر سلام بھیجنے کا طریق تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ درود کس طرح بھیجا جائے۔ تو حضور نے فرمایا۔ یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر وکتاب الدعوات)

نوٹ ۱: اس روایت میں درود شریف کے دونوں حصوں میں علٰی اِبْرَاهِيْمَ نہیں ہے۔ بلکہ صرف عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں اس کے علاوہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ کی بجائے وَبَارِكْ ہے۔ اور سنن نسائی کی ایک روایت میں بجائے اس فرق کے یہ فرق ہے۔ کہ دوسرے حصۂ درود میں وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی بجائے وَاٰلِ مُحَمَّدٍ آیا ہے۔ اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس درود کے دونوں حصوں میں وَاٰلِ مُحَمَّدٍ ہے۔

(۵۲) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا (اَوْ قَالُوْا) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَاَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ فَاَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم آپ پر درود بھی بھیجیں۔ اور سلام بھی۔ سو سلام بھیجنے کا طریق تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ درود آپ پر کس طرح بھیجا جائے۔ فرمایا یوں کہا کرو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (سنن ابی داؤد)

نوٹ:۔ اس درود شریف کے پہلے حصہ میں صرف عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور دوسرے حصہ میں صرف عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔ اور ایک روایت میں اس کے برعکس پہلے حصہ میں عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور دوسرے میں عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ۔ اور اس دوسری روایت کے پہلے حصہ کے آخر میں اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ نہیں آتا۔ اور دوسرا حصہ وَبَارِكْ سے شروع ہوتا ہے۔ اور ایک روایت میں دونوں حصوں میں عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور باقی تمام درود مطابق درود شریف اوّل ہے۔ اور اسی کے مطابق جامع ترمذی میں بھی ایک روایت ہے مگر اسمیں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ کی بجائے وَبَارِكْ ہے۔ اور سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں اس درود کے دونوں حصوں میں وَعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی بجائے وَاٰلِ مُحَمَّدٍ ہے۔ نیز دونوں جگہ صرف عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور پہلے حصہ کے آخر میں اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ نہیں ہے۔ اور دوسرا حصہ وَبَارِكْ سے شروع ہوتا ہے۔

(۵۳) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهٗ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰهُ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهٗ لَمْ يَسْئَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا۔

روایت ہے۔ کہ ہم لوگ (یعنی بعض صحابہؓ) ایکدفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضؓ کی مجلس میں بیٹھے تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تشریف لائے۔ اس پر حضرت سعدؓ کے لڑکے بشیر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں اللہ تعالےٰ نے آپ پر درود بھیجنے کا جو حکم دیا ہے۔ اسکے ماتحت ہم آپ پر درود کسطرح بھیجا کریں۔ یہ سوال سنکر حضور خاموش ہو گئے جس سے ہمیں یہ خیال ہوا۔ کہ شاید آپنے اس سوال کو ناپسند فرمایا ہے۔ اور ہم دل میں کہنے لگے۔ کہ کاش وہ سوال نہ کرتا۔ اسکے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ (صحیح مسلم وجامع ترمذی)

اور سلام کا طریق وہی ہے۔ جو تمہیں معلوم ہو چکا ہے

نوٹ:۔ اس حدیث سے پایا جاتا ہے۔ کہ درود شریف کے الفاظ بھی الہامی ہیں۔ اس درود میں عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ کا لفظ نہیں ہے۔ اور فِى الْعَالَمِيْنَ کا لفظ زیادہ ہے۔ اور اس سے مراد اقوام عالم بھی ہو سکتی ہیں۔ اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا تمام اقوام عالم کی طرف مبعوث ہونا حضرت ابراہیم ؑ

پر محیط عالم صورت میں خدا تعالیٰ کی برکات کے نزول کا نہایت روشن ثبوت ہے۔ اور دنیا و آخرت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ (بقرہ رکوع ۱۶)

نوٹ ۲۔ یہ حدیث جامع ترمذی میں بھی آئی ہے۔ اور موطا امام مالک میں بھی ہے۔ مگر اس کے پہلے حصۂ درود شریف میں عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے اور درمنثور میں بھی بحوالہ موطا امام مالک۔ مسند عبد الرزاق رح۔ مسند ابن ابی شیبہ۔ مسند عبد بن حمید۔ سنن ابی داؤد۔ جامع ترمذی۔ سنن نسائی و کتاب ابن مردویہ مروی ہے۔ اور اسمیں دونوں جگہ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور سنن ابی داؤد میں بھی ہے۔ اور اسمیں بھی دونوں حصوں میں عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی بجائے وَاٰلِ مُحَمَّدٍ ہے۔ اور اس کی ایک روایت جلاء الافہام میں مسند امام احمدؒ۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی اور سنن نسائی کے حوالہ سے منقول ہے جو اس حدیث کی پہلی روایت کے مطابق ہے۔ مگر وہ صرف كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تک ہے۔ اور سنن نسائی کی ایک روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں :۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اور درمنثور میں بھی بحوالہ تفسیر ابن جریر یہ آخری الفاظ مروی ہیں۔ مگر ان میں كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہے۔

(۱۵) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ۔ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلٰوتِنَا فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ پر (نمازیں) سلام بھیجنے کا طریق تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ مگر جب آپ پر درود بھیجنے لگیں۔ تو کسطرح بھیجیں۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا جب مجھپر درود بھیجنا ہو۔ تو یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (درمنثور بحوالہ ابن خزیمہ وحاکم وبیہقی)

نوٹ:۔ یہ درود شریف سنن دارقطنی میں بھی مروی ہے۔ اور سنن ابی داؤد میں بھی یہ درود شریف آتا ہے۔ مگر اسمیں صرف یہ الفاظ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور جلاء الافہام میں بحوالہ بیہقی صرف یہ الفاظ منقول ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ اس حدیث میں النَّبِيِّ کے اثبات يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور اَلْاُمِّيِّ کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ جو ام القریٰ میں بھیجا جانیوالا نبی ہے۔ اور جس کی بعثت تمام اقطار عالم کی طرف اور تمام آبادیوں کے باشندوں کی طرف ہوئی ہے اور جسکی تربیت کا تمام عالم محتاج ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۷۱) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگوں نے ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ

اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا۔

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں) عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ (حضور پر) سلام بھیجنے کا طریق تو یہ (تشہد میں مذکور ہی) ہے۔ درود حضور پر کس طرح سے بھیجا جائے۔ فرمایا۔ یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ (صحیح بخاری)

نوٹ:- صحیح بخاری میں اس حدیث کی ایک روایت میں كَمَا بَارَكْتَ کے بعد عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور ایک میں كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں اس درود کے دونوں حصوں میں عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور ایک روایت میں جو جلاء الافہام میں بحوالہ صحیح بخاری و سنن نسائی و سنن ابن ماجہ مذکور ہے۔ اس درود میں پہلی بار عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور دوسری بار عَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

نوٹ:- عربی زبان میں اضافت کے دو طریق ہیں۔ ایک بواسطہ حرف جر ظاہر۔ جیسے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (البقرہ رکوع ۴) یعنی تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور دوسرا بلا ذکر حرف جر۔ جیسے كِتَابُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی کتاب) پہلی صورت میں مضاف نکرہ کا نکرہ ہی رہتا ہے۔ اور دوسری صورت میں معرفہ بن جاتا ہے۔ اور گو وہ نام کئی افراد پر بولا جا سکتا ہو۔ مگر یہ اضافت اس فرد کو باقی افراد سے اس وصف میں ممتاز کر دیتی ہے۔ جیسا کہ آیت لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ (سورہ جن) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام عبد اللہ رکھ کر بتایا گیا ہے۔ کہ آپ عبودیت کے لحاظ سے بھی تمام مخلوق سے بڑھ کر اور بالا تر ہیں۔ جیسا کہ آپ نبوت کے لحاظ سے تمام انبیاءؑ کے سردار ہیں۔ پس اس درود شریف میں عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ بلحاظ

نبوت میں بھی تمام انبیاءؑ سے بڑھ کر ہیں۔ اور بلحاظ رسالت بھی۔ اسی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ "جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل اور کامل نبی تھا۔ اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا"۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۸)

"وہ معنے نبوت کے اور علت غائی رسالت اور پیغمبری کی انہیں کی ذات بابرکات میں متحقق ہو رہی ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۵) اور رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"وہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اسمیں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اسکی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس   بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اسکا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے"۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ پہلے انبیاءؑ ان معنوں میں کامل اور تام نبی نہیں تھے۔ جن معنوں میں آپ کامل اور تام نبی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان نبوتوں کے دور میں کسی شخص کا امتی [illegible] کہلانا۔ اس وقت کے انبیاءؑ کی ہتک کا موجب نہیں تھا لیکن آپ کی نبوت چونکہ تامہ اور کاملہ ہے۔ اسلئے اسکی موجودگی میں کوئی شخص آپ کا امتی کہلائے کے بغیر نبی نہیں کہلا سکتا۔ غرض اس درود میں عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کے الفاظ اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہر لحاظ سے اکمل فرد اور جامع کمالات انسانیت و نبوت و رسالت ہیں۔

(۵) عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ   حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا

ہے۔ کہ (ایکدفعہ) بعض صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم آپ پر درود کس طرح پر بھیجا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ یوں کہا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (صحیح بخاری)

نوٹ ۱:۔ درمنثور میں یہ درود شریف ترمذی کے سوا تمام اصحاب صحاح۔ نیز امام مالک رح۔ امام احمدؒ رح۔ عبد بن حمید۔ اور ابن مردویہ کے حوالہ سے منقول ہے مگر اس میں كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں اس درود شریف میں دونوں جگہ وَاَزْوَاجِهٖ کی بجائے وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ ہے۔ اور اسکی ایک روایت میں یہ درود شریف اس طرح پر آتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اور سنن ابن ماجہ میں اس کے دونوں حصوں میں عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی بجائے عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہے۔ اور اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ صرف دوسرے حصہ میں ہے۔ اور اس سے پہلے فِي الْعَالَمِيْنَ بھی ہے۔ اور سنن ابی داؤد میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

یہ الفاظ ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ازواج مطہرات | نوٹ ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہا کے نام یہ ہیں۔ حضرت[1] خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ جو ابراہیم کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمام اولاد کی ماں ہیں (ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) حضرت[2] سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ۔ حضرت[3] عائشہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت[4] حفصہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ حضرت[5] ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کا اصل نام رملہ تھا۔ حضرت[6] ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیہ بن مغیرہ۔ ان کا اصل نام ہند تھا۔ حضرت[7] زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نکاح کا سورہ احزاب میں ذکر ہے۔ حضرت[8] زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا جو عقد نبوی میں آنے کے بعد صرف دو تین مہینے زندہ رہیں۔ حضرت[9] جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ حضرت[10] صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔ یہ دونوں جنگی قیدیوں میں آئی تھیں۔ مؤخر الذکر حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ حضرت[11] میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ یہ کل ۱۱ ازواج مطہرات ہیں۔ اور ماریہ قبطیہ کو شامل کرکے ۱۲ ہوتی ہیں۔

ذریت نبوی | نوٹ ۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذریت کے متعلق سیدی حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سیرت خاتم النبیین

حصہ اول میں سے حسب ذیل فقرہ نقل کر دینا کافی ہوگا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جتنی بھی اولاد ہوئی۔ وہ سب (سوائے) ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے) خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی۔ لکھا ہے۔ کہ خدیجہؓ سے آپ کے تین لڑکے ہوئے۔ اور چار لڑکیاں۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ قاسم۔ طاہر۔ طیب بعض ایک اور چوتھا بیٹا عبداللہ قرار دیتے ہیں۔ مگر بعض کا یہ خیال ہے۔ کہ طاہر ہی کا اصل نام عبداللہ تھا۔ واللہ اعلم۔ لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم آپ کے بڑے بیٹے قاسم کے نام پر تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اولاد نرینہ سب بچپن میں ہی فوت ہوگئی۔ مگر لڑکیاں سب بڑی ہوئیں۔ اور اسلام لائیں۔ لیکن سوائے چھوٹی لڑکی فاطمۃ الزہراؓ کے باقی کسی لڑکی کی نسل نہیں چلی۔ بڑی لڑکی زینب ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ بیاہی گئیں۔ جو حضرت خدیجہؓ کے ایک عزیز تھے۔ ابوالعاص کے ہاں زینب کے بطن سے ایک لڑکا علیؓ اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئے۔ مگر لڑکا تو بچپن میں ہی فوت ہوگیا۔ اور لڑکی بڑی ہوئی۔ اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے عقد میں آئی۔ مگر اس کی نسل نہیں چلی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم امامہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ابوالعاص ہجرت کے کئی سال بعد تک اسلام نہیں لائے۔ جس کی وجہ سے زینبؓ کو بھی بعض تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ زینبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہوگئیں۔

رقیہؓ اور ام کلثومؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چچا ابولہب کے دو لڑکوں عتبہ اور عتیبہ کے عقد میں آئیں۔ مگر اسلام کے زمانہ میں جب ابولہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سخت مخالفت کی۔ تو طرفین کی خواہش پر یہ دونوں نکاح فسخ ہو گئے۔ اس کے بعد رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ بن عفان کے نکاح میں آئیں جس کی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ مگر ان دونوں کی نسل نہیں چلی۔ رقیہؓ کا جنگ بدر کے زمانے میں اور ام کلثومؓ کا فتح مکہ کے بعد انتقال ہو گیا۔

سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تھیں۔ یہ ہجرت کے بعد حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں۔ اور انہی کے بطن سے حضرت امام حسن و حسینؓ پیدا ہوئے۔ جن کی اولاد مسلمانوں کے اندر سیّد کہلاتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وفات سے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔" (سیرۃ خاتم النبیین حصہ اول صفحہ ۱۹۹ و ۲۰۰)

(۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامَ عَلَیْکَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگوں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ آپ پر سلام بھیجنے کا طریق تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ درود آپؐ پر کس طرح بھیجا جائے؟ فرمایا یوں کہا کرو

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (درمنثور بحوالہ ابن مردویہ)

اس درود شریف کی ایک روایت حضرت بریدہ بن خصیب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور اس میں وَبَرَکَاتِکَ کی بجائے وَرَحْمَتَکَ ہے۔ اور عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی بجائے عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ہے۔ اور عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ کی بجائے عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ہے۔ اور ایک روایت میں وَرَحْمَتَکَ بھی ہے۔ اور اس کے بعد وَبَرَکَاتِکَ بھی۔ اور باقی الفاظ مؤخر الذکر ہی ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں وَبَرَکَاتِکَ

وَرَحْمَتَكَ ہے۔ اور وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کی بجائے وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ ہے۔

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمْ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) بعض صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم حضور پر درود کس طرح پر بھیجا کریں۔ فرمایا یوں کہا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (جلاء الافہام بحوالہ محمد بن اسحاق سراج و درمنثور بحوالہ عبد بن حمید ونسائی و ابن مردویہ)

(۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) ہم لوگوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! حضور پر سلام بھیجنے کا طریق تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ درود حضور پر کس طرح سے بھیجا کریں۔ فرمایا۔ یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ مِنَ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ

اے اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیج۔ اور جنت میں آپ کو وسیلہ کے مقام پر پہنچا۔ اے اللہ

اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِي الْعِلِّيِّيْنَ

آپ کو اپنے برگزیدہ لوگوں کا محبوب اور اپنے مقربین کا پیارا بنا۔ اور سب سے بالاتر مقام والے لوگوں میں

ذِكْرَهٗ وَدَارَهٗ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (درمنثور بحوالہ ابن مردویہ)

آپ کو شرف اور مقام بخش (اے نبی) آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

درود شریف کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے ارشادات

نماز کے تشہد میں آنحضرتؐ پر سلام

آنحضرتؐ کے بعض احسانات | اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

قاعدہ کی بات ہے۔ کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرتاً پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو جانا۔ مانا اور پہچانا۔ وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ہمیں خدا کے اوامر و نواہی اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان اور نماز ہمیں میسر ہوا۔ اور وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تک ترقی کر سکتے ہیں۔ حتّٰی کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی پوری حقیقت ہم پر منکشف ہوئی۔ اور وہی ہیں۔ جو خدا نمائی کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔

کلمہ طیبہ میں عَبْدُہٗ نہ ہوتا تو آپ کو خدا ہی سمجھا جاتا

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ہم پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں۔ کہ جس طرح سے اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ ان کے انعامات کثیرہ کے غلطی سے بجائے اسکے کہ ان کو خدا نمائی اور خدا شناسی کا ایک آلہ سمجھتے۔ انہی کو خدا بنا لیا۔ اور توحید سکھانے والے لوگوں کو وحدہٗ لاشریک مان لیا۔ اور انکی تعلیمات کو جو نہایت ہی خاکساری اور عبودیت سے بھری ہوئی تھیں۔ بھول کر ترک کر دیا۔ اور انہی کو معبود یقین کر لیا۔ ہم مسلمان بھی ممکن تھا۔ کہ ایسا کر بیٹھتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اور اس امت مرحومہ پر رحم کرنے اور اسے خطرناک ابتلاء سے بچانے کی غرض سے

مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کا فقرہ ہمیشہ کیلئے توحید الٰہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا جزو بناکر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے شرک سے بچالیا۔

آپ کی قبر کا مدینہ میں ہونا بھی شرک سے امن کا موجب ہوا

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی۔ مکہ معظمہ میں نہیں رکھی۔ کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپ کی قبر ہوتی۔ تو ممکن تھا کہ کسی کے دل میں خیال پرستش آجاتا۔ یا کم ازکم دشمن اور مخالف ہی اس بات پر اعتراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب منہ کرکے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو ان کی پیٹھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف ہوتی ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالٰے نے قیامت تک کے لئے یہ ایک راہ آپ کی قبر کے نہ پوجا جانے اور مسلمانوں کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کے واسطے بنادی۔ غرض اسی طرح جن باتوں میں اس بات کا وہم وگمان بھی ہوسکتا تھا۔ کہ کوئی انسان آپ کو خدا بنائے گا۔ یا آپ کے شریک فی الذات یا فی الصفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا ان کا خود خدا نے اسلام کی سچی اور پاک تعلیم میں ایسا بندوبست کردیا۔ کہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو۔

سلام بصیغہ مخاطب بھیجنے کی وجہ

مگر چونکہ محسن سے محبت کرنا اور گرویدۂ احسان ہونا انسانی فطرت کا تقاضا تھا۔ اسواسطے ایک راہ کھولدی۔ کہ ہم آپ کے لئے دعا کیا کریں۔ اور اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مدارج میں ترقی ہوا کرے۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے واسطے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ کا پاک تحیہ پیش کرتا ہے۔ اور درد دل سے گداز ہوکر گویا آپ کے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپ کی ایسی محبت پیدا کرلیتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس کے سامنے موجود ہیں۔ آپؐ کے حسن و احسانات کے نقشہ اور مہربانیوں سے آپ کا وجود حاضر کی طرح سامنے لاکر مخاطب کے رنگ میں دعا کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

برکت کی دعا میں کیا تعلیم ہے بَرَکَۃٌ عربی زبان میں تالاب کو کہتے ہیں۔ یہ اس نشیب کا نام ہے۔ جہاں ادھر ادھر کا پانی جمع ہوتا ہے۔ مبارک بھی اسی سے نکلا ہے۔ اور برکت بھی اسی سے ہے مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتداد زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں۔ ان کا قلع قمع کرتے رہیں۔ اور یہ ضروری بات ہے۔ کہ آپ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا رہے۔ جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو بالفاظ ذیل بیان کیا گیا ہے:۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (نور ع)

خدام دین کیلئے دعا کی تعلیم اسی طرح سے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد آپ کے دین کے سچے خادموں جو صحابہؓ اولیاء اللہ اصفیاء۔ اتقیاء اور ابدال کے رنگ میں آئے۔ اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ کے واسطے بھی بوجہ ان کی حسن خدمات۔ کے جن کی وجہ سے انہوں نے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہم پر بہت بڑے بھاری احسانات اور انعامات کئے۔ دعا کرے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی

مخالفت کریگا۔ اور اسکو نظر عزت سے نہ دیکھیگا۔ اور ان کے احکام اور فیصلوں کی پروا نہ کریگا۔ تو وہ فاسق ہوگا۔ بلکہ وہاں تک جہاں تک تعظیم الٰہی اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اجازت دیتی ہو۔ اس گروہ کا ادب و عزت کرنے اور اس خیل پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں اس مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ ۲۸ رکوع ۴)

کسی سے بغض نہ رکھنا چاہیئے غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خادمان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا۔ اور ان کی طرف سے کوئی بغض و کینہ غل و غش دل میں نہ رکھنا یہ بھی ایمان اور ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے۔ پس انسان کو مرنج و مرنجاں ہونا چاہیئے۔ اور خدا کی باریک در باریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہیئے۔ اور کسی سے بھی بغض و کینہ دل میں نہ رکھنا چاہیئے۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ جن کو تمہاری نظریں برا اور بدخیال کرتی ہیں۔ ان کو توبہ کی توفیق مل جائے۔ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھکر جیسا کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورد نوش گم ہو جائے۔ اور اس لئے اسے ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ مگر پھر اسے سامان میسر آجائے۔ جس طرح وہ شخص خوش ہوگا۔ اس سے بھی کہیں بڑھ کر خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔ خدا نکتہ نواز بھی ہے۔ اور نکتہ گیر بھی۔ ممکن ہے۔ جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ اسے توبہ کی توفیق مل جائے اور دوسرا اپنے کبر کی وجہ سے راندۂ درگاہ اور ہلاک ہو جاوے۔ بعض بدیاں حبط اعمال کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور بعض اعمال جہنم میں لے جاتے ہیں۔

تمام صالحین کیلئے دعا کی تعلیم تمام صالحین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ ان کے احسانات

اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں۔ غور کا مقام ہے۔ کہ انہوں نے یہ دین اور یہ کتاب اور یہ سنت یہ نماز و روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جانیں خرچ کر دیں۔ خون پانی کی طرح بہا دیئے۔ اپنے نفسوں پر آرام اور نیند حرام کر لی۔ کتنے بڑے بڑے سفر پا پیادہ اس مشکلات کے زمانہ میں کئے۔ ایک ایک حدیث کی تحقیقات اور اس کے راوی کے منہ سے سننے کے واسطے سینکڑوں کوسوں کے ناقابل گذر اور دشوار گذار سفر انہوں نے کئے۔ پس ان کے احسانات ان کی مساعی جمیلہ کوششوں محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھ کر ان کے واسطے دردمند دل سے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو۔ اگر ان کی ایسی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں۔ اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کاہل ہوتے۔ تو غور کرو۔ کہ کیا اسلام موجودہ حالت میں ہو سکتا تھا۔ اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ پس ان کے واسطے دعائیں کرنا اور نماز میں ان کے حقوق ادا کرنے کا جزو ہونا بھی لازم اور ضروری تھا۔ بلکہ از بس ضروری تھا۔ کیونکہ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔" (الحکم جلد ۱۲ عـ۲۵)

درود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا دعائیں کیجاتی ہیں

(ماخوذ از خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۱۰ء)

" اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ ہر دو رکعت کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ جسقدر کوئی احسان کرے۔ اسی قدر اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اور ایثار پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) نے فرمایا۔ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا (اللہ تعالے نے دلوں کو ایسی فطرت بخشی ہے۔ کہ جو احسان کرے۔ اس سے فطرۃً دلی محبت پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالے نے ہم پر کیا کیا احسان کئے ہیں۔...... وَاٰتَاکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ (اللہ تعالے نے تمہاری

تمام ضرورتیں پوری کیں۔ اور جو کچھ تمہاری فطرت نے مانگا۔ وہ اس نے تمہیں دیا) پھر اس کے غلط استعمال یا اپنی شامت اعمال نے لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ (صحیح محل پر خرچ کرنے کی اہلیت نہ رکھنے والوں کے قبضہ میں اموال نہ دو) کے ماتحت کسی کے لئے اسمیں تنگی پیدا کردی۔

پھر دوسرے درجہ پر محسن ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کیا کیا تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگی ہونگی۔ کیا سوز دل سے التجائیں کی ہونگی۔ تب یہ دین اسلام ہم تک پہنچا۔ پس اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ میں ہم آپ کے لئے سلامتی کی دعا مانگتے ہیں۔ کہ دین اسلام سلامت رہے۔ قیامت کے دن آپ کی عزت میں فرق نہ آئے۔ وہ سید الاولین والآخرین ثابت ہو۔ پھر اسی چشمہ کو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ میں اور بھی بڑھایا۔ اور جس قدر مخلوق میں اولیاء ہیں۔ خلفاء ہیں۔ نواب (جانشین) ہیں۔ مبلغین ہیں۔ ان سب کے لئے سلامتی چاہی ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایسی دعا سے بعض وقت آسمان میں شور پڑ جاتا ہے۔ (اخبار بدر جلد ۹ نمبر ۱۹ صفحہ ۲)

بعض کلمات تشہد کی تفسیر

تحیۃ التحیہ عربی میں کسی کی تعریف۔ مدح۔ ستائش۔ بڑائی اور اس کی مہربانیوں اور انعامات کے بیان کرنے اور اسکی شکر گذاری کے واسطے اسکے حسن اور احسان کو یاد کرکے اس کے گرویدہ ہونے کے بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے قولی عبادت بھی اسکا ترجمہ کیا ہے۔ عبادت فرمانبرداری اور تعظیم کا نام ہے۔ اسواسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس کا نام تحیۃ ہے۔ چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچا اور حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور بجز اس کے خاص فضل کے ہم دنیا و مافیہا کے کل سامان آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہو سکتے۔

اس لئے صرف اور صرف اسی کی حمد وستائش کے گیت گانے کو اور اسکی فرمانبرداری کو سب پر مقدم کرنا چاہیئے۔ دیکھو اگر کوئی محسن ہمیں ایک اعلیٰ درجہ کی عمدہ اور نفیس گرم پوشاک دے مگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اور ہمیں سخت محرقہ تپ ہو۔ تو وہ لباس ہمارے کس کام آسکتا ہے۔ اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغن کھانے قسم قسم کے رکھے جائیں۔ مگر ہم کو قے کا مرض لاحق ہو۔ تو ہم ان کھانوں کی لذت کیسے اٹھا سکتے ہیں۔

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسائش و آرام کے کل سامانوں کے مادے پیدا کرنا بھی جس طرح اللہ ہی کا کام ہے۔ اسی طرح سے ان سے متمتع اور بارور ہونا بھی محض اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا۔ قوت ذائقہ بخشنا۔ قوت ہاضمہ کا بحال رکھنا سب اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لئے حکم ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تحدیث نعمت کرنا اور خدا تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرنا ازدیاد انعامات کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ پس اس طرح سے تحدیث نعماء اور عطایا الٰہی اور شکر کا اظہار زبان سے کرنے کا نام ہے تحیۃ۔

صلوٰۃ | صلوٰۃ اس تعظیم اور عبادت کا نام ہے۔ جو زبان۔ دل اور اعضاء کے اتفاق سے ادا کی جائے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو کہ ریاء اور دکھلاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو۔ نماز نہیں ہے نماز بھی ایک تعظیم ہے۔ جسکا تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصہ دل اور دماغ ہیں۔ چونکہ زبان نماز کے الفاظ ادا کرنے میں اور دل و دماغ اسکے مطالب و معانی میں غور کر کے توجہ الی اللہ کرنے میں اور ظاہری اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ان سب کے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے۔ اسلئے بدنی عبادت کا نام صلوٰۃ ٹھہرا۔ دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہٗ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں۔ بذریعہ اسکے انعامات اور حسن و احسان

میں غور کرنے کے اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے۔ کہ زبان کلمات تعریف اور ستائش کہنے شروع کر دیتی ہے۔ اور پھر اسکا اثر اعضاء اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے۔ اور ادب و تعظیم کے لئے کمر بستہ ہونا۔ رکوع کرنا۔ سجود کرنا وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجالاتے ہیں۔

طیبات پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا۔ بلکہ انسان کے مال پر بھی پڑتا ہے۔ اور اس طرح سے انسان اپنے عزیز و طیب مالوں کو خدا کی رضا جوئی اور خوشنودی کے واسطے بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ اور اپنے مال کو بھی اپنے دل و دماغ زبان اور ظاہری اعضاء کے ساتھ شامل و متفق کر کے عبادت الٰہی میں لگا دیتا ہے۔ تو اس کا نام ہے الطیبات۔ جس کو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے۔ مالی عبادت اور یہ بھی صرف اللہ جلشانہٗ کا حق ہے۔

غرض التحیات۔ الصلوات۔ الطیبات تینوں طرح کی عبادات فقط اللہ جل شانہٗ ہی کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اسکا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے غنی ہے۔ کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔" (الحکم جلد ۱۲ ۲۵ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء)

آنحضرت کا دنیا کو سلامتی بخشنا آپ پر سلام بھیجنے کا متقاضی ہے

"جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں خصوصاً عرب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل کسقدر سلامتیاں پھیلیں۔ تو بے اختیار ان کے لئے سلامتی کی دعا کرنے کو ابال اٹھتا ہے۔ اور منہ سے نکلتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ الٰہی تو میرے پیارے نبی کی عزت و درجہ کو ترقی دے۔ اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرمائیو۔ اپنی برکات نازل کیجیو"

(بدر جلد ۹ نمبر ۳۲ صفحہ ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دردِ دل کیساتھ بھیجنا چاہیئے

اگر ہم اللہ تعالےٰ کے پورے بندے اور عابد اور تعظیم کرنے والے ہیں۔ اور مخلوق پر شفقت اور رحم کرنیوالے۔ اور علوم اور عقائد سے خوشحال ہیں۔ تو یہ سب فیضان اور احسان حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ آپ کے دل کے درد اور جوش نہ ہوتے۔ تو قرآن کریم جیسی پاک کتاب کا نزول کیسے ہوتا۔ آپ کی مہربانیاں اور توجہات اور محنتیں اور تکالیف شاقہ نہ ہوتیں۔ تو یہ پاک دین ہم تک کیسے پہنچ سکتا۔ آپؐ نے یہ دین ہم تک پہنچانے کی غرض سے خون کی ندیاں بہادیں۔ اور ہمدردی خلق کے لئے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ تو پھر غور کا مقام ہے۔ کہ جب ادنیٰ ادنیٰ محسنوں سے ہمیں محبت پیدا ہو جانا ہماری فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جوش کیوں مسلمان کے دل میں موجزن نہ ہوگا۔

درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے۔ یعنی خاص درد سوز گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی۔ کہ اے مولیٰ تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر۔ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ اور کسطرح سے آپ کے احسانات کا بدلہ دے سکتے ہیں۔ بجز اس کے کہ تیرے ہی حضور میں التجا کریں۔ کہ تو ہی آپ کو ان سچی محنتوں اور جانفشانیوں کا سچا بدلہ جو تو نے آپ کے واسطے مقرر فرما رکھا ہے۔ وہ آپ کو عطا فرما۔ انسان جب اس خاص رِقّت اور حضور قلب اور تڑپ سے گداز ہو کر آپ کے واسطے دعائیں کرتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے۔ اور خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور پھر اس دعاگو درود خواں کے واسطے بھی ادھر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور ایک درود کے بدلہ میں دس گنا اجر اسے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اس درود خواں اور آپ کی ترقی مدارج کے خواہاں سے

خوش ہوتی ہے۔ اور اس خوشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ اس کو دس گنا اجر عطا کیا جاتا ہے۔ انبیاءؑ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتے۔" (الحکم ۱۶ اپریل ۱۹۰۸ء)

درود میں آنحضرتؐ جیسے عظیم الشان انسان کیلئے کیا مانگا جاسکتا ہے

سوال اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ اس کے بعد درود شریف پڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا مانگا جا سکتا ہے؟

جواب یاد رکھو ایک خدا کا فضل ہوتا ہے۔ اور ایک تکمیل دین ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل محدود نہیں ہوتے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ خود محدود نہیں۔ پس ایسا ہی اس کے فضل بھی محدود نہیں اس کے گھر کا دوالہ کبھی نہیں نکلتا۔ وہ جو کچھ کسی کو عنایت کرتا ہے۔ اس سے بھی بدرجہا بڑھکر دے سکتا ہے۔ اسی واسطے مسلمانوں نے بہشت اور بہشت کی نعماء کو ابدی اور لاانقطاع ابدی مانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ اور پھر فرمایا۔ لَامَقْطُوْعَۃٍ وَّلَا مَمْنُوْعَۃٍ۔ غرض جبکہ خدا کے فضل بے انت ٹھیرے۔ اور ہم جناب الٰہی سے اپنے محسن کے لئے دردِ دل سے خاص رحمتوں کا نزول طلب کریں گے۔ تو خدا تعالےٰ ہماری عرضداشت پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص رحمتوں کا بھیجنا منظور فرمائے گا۔ اور چونکہ اس دعا کے لئے اس نے خود ہمیں حکم دیا ہے۔ اسو اسطے یقیناً صلوٰۃ اور سلام کی دعا قبول ہوگی اور اس ذریعہ سے جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص انعامات حاصل ہوں گے۔ تو وہ خوش ہو کر ملاء اعلیٰ میں ہمارے لئے توجہ کریں گے۔ پس درود شریف کے پڑھنے سے مومن کو چار فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ (۱) خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔ کیونکہ وہ ایک ایسی بلند شان والی قادر اور توانا ہستی ہے۔ کہ سب کے سب انبیاءؑ

رسل اور دیگر اولوالعزم ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔
(۲) خدا تعالیٰ کا کمالِ غنا ظاہر ہوگا۔ کہ سارا جہان اس سے سوال کرتا رہے۔ مگر اس کے خزانے ختم نہیں ہو سکتے۔ اور جتنا دیتا ہے۔ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر دینے کے لئے اس کے پاس موجود ہے۔
(۳) اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد پختہ ہو جائے گا۔ کہ وہ خدا کا محتاج ہے۔ اور ہر آن میں محتاج ہے۔ خدائی کے مرتبہ پر نہیں پہنچا۔ اور نہ پہنچیگا۔ بلکہ عبد کا عبد ہی ہے۔ اور عبد ہی رہے گا۔ خدا تعالیٰ کا فیضان ان پر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔
(۴) درود شریف کے پڑھنے والا اس ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ترقی میں شریک رہے گا۔" (اخبار الحکم جلد ۱۲ ع۲۷ پرچہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۸ء)

درود میں کَمَا صَلَّیْتَ کہکر آنحضرتؐ کے لئے کیا مانگا جاتا ہے

سوال | درود شریف پڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو کچھ مانگا جاتا ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کم درجہ پر کیوں مانگا جاتا ہے۔ جیسا کہ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ سے ظاہر ہوتا ہے۔

جواب | "ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں بھی داخل ہیں۔ اور صلوٰۃ بھیجنے والا چاہتا ہے۔ کہ جسقدر برکات اور انعامات الٰہیہ حضرت ابراہیمؑ اور اسکی اولاد پر ہوئے ہیں۔ ان سب کا مجموعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو۔ اس سے یہ تو ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کمتر درجہ پر ہیں۔ بلکہ اس سے تو ان کے اعلیٰ مدارج کا پتہ لگتا ہے۔

آنحضرتؐ کی افضلیت کا ثبوت | چونکہ درود شریف پڑھنا ایک نیک کام ہے۔ اور

یہ ایک حکم ہے۔ کہ جو کوئی نیکی سکھاتا ہے۔ تو اس کو بھی اسی قدر ثواب پہنچتا ہے۔ جسقدر کہ سیکھ کر عمل کرنے والے کو۔ اس لئے دنیا میں جسقدر لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور عبادتیں کرتے ہیں۔ ان سب کا ثواب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچتا ہے۔ اور ہر وقت پہنچتا ہے۔ کیونکہ زمین گول ہے۔ اگر ایک جگہ فجر ہے۔ تو دوسری جگہ عشا ہے۔ ایک جگہ اگر عشا ہے۔ تو دوسری جگہ شام ہے۔ ایسے ہی اگر ایک جگہ ظہر کا وقت ہے۔ تو دوسری جگہ عصر کا وقت ہوگا۔ غرض ہر گھڑی اور ہر وقت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ دنیا میں کروڑ در کروڑ رکوع اور سجود کرتے۔ اور درود پڑھتے اور دوسری دعائیں مانگتے ہیں۔ اور پھر اس کے علاوہ دوسرے احکام پر چلتے۔ روزے رکھتے۔ زکوتیں ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ماننا پڑیگا۔ کہ ہر آن میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان عبادات کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ کیونکہ اسی نے تو یہ باتیں سکھائی ہیں۔ کہ تم لوگ نمازیں پڑھو۔ زکوتیں دو۔ اور مجھ پر درود بھیجو۔ اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بھی جو دعائیں مانگتی ہوگی۔ وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اب تم سوچ سکتے ہو۔ کہ جب سے مسلمان شروع ہوئے اور جب تک رہینگے۔ ان سب کی عبادتیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال میں بھی ہونی چاہئیں۔ اس لئے ماننا پڑیگا۔ کہ وہ دنیا کی کل مخلوقات کا سردار ہے۔ کیونکہ اسکے اعمال تمام دنیا سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو کوئی مسلمان نیکی کرے گا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ اعمال میں ضرور لکھی جائیگی۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام رسولوں نبیوں اور اولیاء کا بھی سردار ہے۔ کیونکہ دنیا میں جسقدر رسول گذرے ہیں۔ ان کی امتیں ان کے لئے دعائیں نہیں کرتیں۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی امت دن رات دعائیں مانگتی رہتی ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام نبیوں اور تمام مخلوق سے بڑھکر ہونیکا یہ ایک ثبوت ہے"

(الحکم جلد ۱۲ ع۴ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۸ء)

درود شریف کی برکت سے زیارت نبوی ؐ [*]

ایک دفعہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین چاچڑاں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو زیارت نبوی کے لئے درود شریف کے بعض خاص الفاظ بتائے تھے۔ جن کے پڑھنے سے پہلی ہی رات حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضرت ممدوح اس واقعہ کا علی العموم ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی اس کا ذکر کیا۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک مکتوب بنام خواجہ صاحب ممدوح میں فرماتے ہیں۔ (یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب سراج منیر کے ضمیمہ میں بھی درج ہے۔ اور وہیں سے یہ حوالہ نقل کیا جاتا ہے)

"از مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین (صاحبزادہ محمد سراج الحق جمالی) السلام علیکم۔ مولوی صاحب بذکر خیر آں مکرم اکثر رطب اللسان مے مانند۔ عجب کہ اوشاں در اندک صحبتے دلی محبت و اخلاص بہ آں مکرم چند بار ایں خارق امر از آں مخدوم ذکر کردہ اند کہ مرا ایک درود شریف برائے خواندن ارشاد فرمودند کہ ازیں زیارت حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خواہد شد۔ چنانچہ ہماں شب مشرف بہ زیارت شدم۔ والسلام

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان"

(ترجمہ: مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب اور پیر سراج الحق صاحب کی طرف سے آپ کو السلام علیکم۔ مولوی صاحب موصوف علی العموم آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ تھوڑی سی ہمنشینی اور ملاقات کے نتیجہ میں ان کے دل میں آپ سے بہت ہی محبت اور

[*] ایک دفعہ ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ...

اخلاص جاگزیں ہوگیا ہے۔ انہوں نے متعدد مرتبہ آپ کی اس کرامت کا ذکر کیا ہے۔ کہ آپ نے انہیں ایک درُود* شریف بتایا۔ اور کہا۔ کہ اس کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ چنانچہ پہلی ہی رات اس درود شریف کی برکت سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگئے۔ والسلام خاکسار غلام احمدؐ از قادیان

درُود شریف کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات

ذکر الٰہی اور درود شریف کی تاکید اور درود کی حقیقت

ذکر الٰہی کی تاکید جماعت کو چاہیئے۔ کہ ذکر الٰہی میں بھی اپنے اوقات خرچ کرے۔ تا اس کا قلب خدا کی صفات کا جلوہ گاہ بن جائے۔ اور اس کے انوار کا اس پر نزول شروع ہو جائے۔ جب انسان ذکر الٰہی سے اپنے دل کی کیفیت کو بدل ڈالے۔ تو اسکا وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا۔ پس میں پھر جماعت سے کہتا ہوں۔ کہ وہ نماز کے علاوہ ذکر الٰہی بھی کرے۔

ذکر الٰہی کا بہترین موقع اگرچہ ذکر الٰہی کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جس وقت بھی انسان چاہے۔ ذکر الٰہی کرسکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بہترین وقت مسجد میں آکر امام کی انتظار کرنے کا وقت ہے — کیونکہ ایک تو اس سے مسجد میں آکر ادھر ادھر کی باتوں سے انسان بچا رہتا ہے۔ دوسرے یہ وقت فرصت کا ہوتا ہے۔ خواہ کوئی زمیندار ہو یا تاجر۔ ملازم ہو یا پیشہ ور۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ فارغ وقت ہے۔ اور جب تک نماز نہیں ہولیتی۔ میں مسجد سے نہیں جا سکتا۔ پس وہ اس خالی وقت میں اچھی طرح ذکر الٰہی کرسکتا ہے۔ اور اگر اس کو ضائع نہ کرے۔ اور اس میں ذکر الٰہی کرنے کی عادت ڈالے۔ تو

قلب میں بہت بڑی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور پھر انوار الٰہی کا نزول شروع ہو جاتا ہے
پس امام کی انتظار میں جو وقت مسجد میں گذرتا ہے۔ اس کو رائیگاں نہیں گذارنا چاہیئے
بلکہ اس میں ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ذکر الٰہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے مومن کا آئینۂ
دل صاف ہو جاتا ہے۔ جس میں وہ خدا کی شکل کو دیکھتا ہے۔ اور انوار الٰہی کا مہبط بن جاتا ہے

تسبیح وتحمید

پھر ذکروں میں سے بھی بعض ذکر ایسے ہیں۔ جو زیادہ مفید ہیں۔ اور جلد ہی
ایک شخص کے دل کو پاک اور انوار الٰہی کا مہبط اور نزول گاہ بنا دیتے ہیں۔ ان ذکروں
میں سے خصوصیت کے ساتھ تسبیح وتحمید ہے۔ اس سے انسان جلدی ترقی کرنی شروع
کر دیتا ہے۔

منعم علیہم کو نمونہ بنانے کی ضرورت

دنیا میں ہر ایک شخص جو بات حاصل کرتا ہے۔ عام طور پر سامنے نمونہ رکھ کر حاصل
کرتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ایک اور غرض بھی ہے۔ جو انسان کے ذمہ ہے۔ اور وہ اس غرض
کو حاصل کرنا ہے۔ جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ مگر یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ جبتک
انسان ویسے عمل نہ کرے۔ جو اس غرض کو حاصل کرانے والے ہیں۔ اور چونکہ انسان اکثر نمونہ
کو دیکھ کر کچھ حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے بھی وہ بعض ایسے لوگوں
کے اعمال سامنے رکھ لیتا ہے۔ جنہوں نے اس غرض کو حاصل کر لیا ہو۔ پھر جب وہ ان پر عمل پیرا
ہو۔ تو اس غرض کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ پس ہماری جماعت کو بھی
اس غرض کے حصول کے لئے منعم علیہ لوگوں کے اعمال کو نمونہ بنانا چاہیئے۔ تاکہ ان کا دل بھی
ایسا ہو جائے۔ کہ خدا کی صفات اس پر جلوہ گر ہوں۔ اور اپنی پیدائش کی غرض کو پالیں۔ تسبیح و
تحمید انسان کے دل کو ایسا بنا دیتی ہے۔ اور وہ غرض جو کہ انسان کے دنیا میں آنے کی ہے۔ اس
کے ذریعہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص خدا کی تسبیح وتحمید کرتا ہے۔ تو دونوں باتیں اسکی

سامنے آجاتی ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا پاک ہے۔ تو ہمیں بھی پاک بننے کا خیال آتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم اس کو پا نہیں سکتے۔ اور چونکہ وہ پاک ہے۔ اور اس کے پانے کے لئے پاک ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہم اگر اس کو پانا چاہیں۔ تو ہمیں پاک ہونا چاہیئے۔ اس لئے جب ہم خدا کو پاک کہتے ہیں۔ تو ہمیں بھی پاک ہونے کا خیال ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہم تحمید کریں گے۔ تو بہترین نمونہ صفات الٰہیہ کا ہمارے سامنے آجائیگا۔ اور خدا تعالیٰ کی صفات کے نمونہ کو دیکھ کر ہمیں خیال پیدا ہوگا۔ کہ ہم میں بھی یہ صفات پیدا ہوں۔ نیز پھر اس سے یہ خیال پیدا ہوگا۔ کہ ہمیں اپنے عیوب دور کرنے چاہئیں۔ اور بجائے ان کے اپنے اندر خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ ان دونوں صورتوں میں تسبیح و تحمید مفید ہوگی۔

استغفار دوسرا خاص ذکر الٰہی استغفار ہے۔ اس میں بظاہر ایک شخص اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس میں بھی خدا کی صفات ہی کا ذکر رہتا ہے۔ کبھی نہیں دیکھو گے۔ کہ ایک شخص وکیل سے جا کر کہے۔ کہ مجھے فلاں مرض ہے۔ اس کے لئے نسخہ لکھ دیجئے۔ اسی طرح کبھی نہیں دیکھو گے۔ کہ ایک شخص ڈاکٹر کے پاس جائے۔ اور اپنا مقدمہ بیان کر کے اس سے کہے۔ کہ اس کے متعلق مشورہ دیجئے۔ کیوں؟ اس لئے۔ کہ انسان کا خاصہ ہے۔ کہ وہ اسی کے پاس جاتا ہے۔ جس سے اسے امید ہو۔ کہ میرا فلاں کام کر سکتا ہے۔ ایک وکیل چونکہ نسخہ نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے وہ اس کے پاس اس غرض کے لئے نہیں جاتا۔ بلکہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ ڈاکٹر نسخہ لکھ سکتا ہے۔ پس جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا ہمیں معاف فرما۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ غفور ہے۔ رحیم ہے۔ حلیم ہے۔ اور وہ معاف کرتا ہے۔ پس استغفار بھی ذکر الٰہی ہے۔ اور ایسا ذکر الٰہی ہے۔ کہ اسے کثرت سے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انسان بغیر خدا کی مدد و نصرت کے کچھ کر نہیں سکتا۔ اور نہ ہی بغیر اس کے اسے کچھ مل سکتا ہے۔

پھر استغفار میں اپنی غلطیوں کی معافی بھی ہوتی ہے۔ اور خدا کی مدد و نصرت بھی ملتی ہے۔ پس استغفار میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ کہ انسان اپنی غلطیوں کا اقرار بھی کرتا ہے۔ جس سے اسے معافی ملتی اور مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور صفات الٰہی کو بھی سامنے لاتا ہے۔

درود شریف کے متعلق جماعت کو تاکید

اس کے علاوہ درود ہے۔ درود سے بھی انسان روحانی ترقی کرتا اور روحانی فوائد پاتا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ خصوصیت کے ساتھ درود کی کثرت کو اپنے لئے لازم کریں۔ اور مسجد میں آکر بالضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا چاہیئے۔

درود کی حقیقت

درود دراصل اس احسان کا اقرار ہے۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیا۔ اور احسان کا اقرار انسان کے لئے ازحد ضروری ہے۔ کبھی کسی شخص کے اعمال میں پاکیزگی نہیں پیدا ہوسکتی۔ جب تک وہ اپنے احسان کرنے والے کا احسان مند نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام صفائی اعمال میں احسان مندی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ کہ ہم کثرت سے درود پڑھیں۔ تاکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانوں کے لئے آپ کے احسان مند ہوں۔ اور پھر ہمارے اعمال میں بھی پاکیزگی اور صفائی پیدا ہو۔

ناشکری کے بدنتائج

جو شخص اپنے محسن کا احسان مند نہیں ہوتا۔ وہ فتنہ و فساد کا بیج بوتا ہے۔ کیونکہ نا احسانمندی اور ناشکرگذاری ہمیشہ فساد اور جھگڑا پیدا کرتی ہے۔ غور کرکے دیکھ لو۔ جتنی لڑائیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ نا احسان مندی سے ہی ہوتے ہیں۔ پس ہمیں احسان فراموش نہیں بننا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیشمار احسان ہم پر ہیں۔ ہمیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ان کا اقرار کرتے رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے۔ تو مدینہ کے بعض لوگوں نے اس سے بُرا منایا۔ حالانکہ آپ کے بہت سے احسان ان پر تھے۔ مگر ان لوگوں نے ناشکری کی۔ اور طعن وغیرہ کرنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ بعض ان میں سے دبی زبان سے کرتے تھے۔ مگر ایسے لوگوں نے بھی آپ کے احسانوں کی ناشکری ضرور کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ یہ ناشکری کا بیج بڑھتا بڑھتا ان کو منافق بنا گیا۔

درود میں کیا دعا کی جاتی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے خدا تعالٰے کے حضور میں کہنا چاہیئے۔ کہ ہم تو ان کا کچھ بدلہ نہیں دے سکتے۔ تو ہی ان کا عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے۔ اور اسکا اجر آپ کو عطا فرما۔ یہی درود کا مطلب ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ اسکی کثرت اختیار کی جائے۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی احسان مندی کو بہترین صورت میں ظاہر کیا جائے۔"

درود پڑھنے میں اپنا فائدہ پھر یہی نہیں۔ کہ درود میں صرف احسان کا اقرار یا شکریہ ہی ہے۔ بلکہ اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے۔ اور اس فائدہ کو اگر الگ بھی کر دیا جائے۔ جو اقرار احسان سے حاصل ہوتا ہے۔ تو بھی درود ہمارے فائدے کی چیز ہے۔ کیا ہم درود میں یہ نہیں کہتے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پھر کیا ہم خود آل میں شامل نہیں۔ یقیناً ہم بھی آل میں شامل ہیں۔ اور اس صورت میں درود نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانوں کا اقرار ہے۔ بلکہ اپنے لئے بھی ایک دعا ہے۔

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے پھر ہم درود میں اور دعاؤں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دعا تو نہیں کرتے۔ کہ یا الٰہی تو ان کو جائداد دے باغ دے۔ زمین دے۔ مکان دے۔ دولت دے۔ یہ چیزیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس دنیا میں جمع نہ کیں۔ پھر وہاں آپ کو ان کی کیا ضرورت ہے۔ جب دنیا میں

جہاں سے ان چیزوں کا تعلق ہے۔ آپ نے ان کی پروا نہیں کی۔ آپ نے مال نہیں جمع کیا۔ جائداد نہیں بنائی۔ باغ نہیں لگائے۔ محل نہیں تیار کئے۔ تو اگلے جہان میں آپ کو ان کی کیا احتیاج ہو سکتی ہے۔

ہم اگر آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تو یہی کہ آپ کے روحانی مدارج میں ترقی ہو۔ خدا آپ کو اور بھی ترقی دے۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ جب آپ روحانیت میں ترقی کریں گے تو امت بھی آپ کے ساتھ ترقی کرے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ سہ تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے۔ پس جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھیں گے۔ توں توں ہم بھی بڑھیں گے۔ اس لئے درود نہ صرف آپ کے مدارج بڑھنے کے لئے ہے۔ بلکہ ہمارے لئے بھی ہے۔

درود اجابت دعا کی کلید ہے

پھر درود سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے۔ اسکی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا میں یہ طریق ہے۔ کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہوتا ہے۔ تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے۔ کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو۔ تو اس کے بچے سے محبت کرو۔ پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے۔ تو یہ صدا کرتا ہے۔ " مائی تیرے بچے جیئیں"۔ کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں۔ کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جب ماں یہ آواز سنتی ہے۔ تو دوڑی آتی ہے۔ اور فقیر کو خیرات دیتی ہے دیکھو اس آواز کے سنتے ہی جو اس کے پیارے بچے کے لئے ایک دعا ہوتی ہے۔ وہ کس طرح دوڑی آتی ہے۔ اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے۔ کہ اس نے اس کے پیارے کے لئے دعا کی ہے۔ تو کہتا ہے۔ تو نے میرے پیارے

کے لئے دعا کی۔ آمین تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں۔ ...... ہم مسجدوں میں جب آئیں تب بھی درود پڑھیں۔ اور گھروں میں جب جائیں۔ تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں۔" (الفضل جلد ۱۳ ۶۸ پرچہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

دعا سے قبل درود شریف پڑھنے کی ہدایت

"دعا کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وہ انسان ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور تمام بنی نوع انسان سے زیادہ مقبول ہیں۔ خواہ وہ آپ سے پہلے گذرے۔ یا بعد میں آئے۔ یا آئیں گے۔ ہر ایک انسان کی نظر میں اسکا استاد یا اس کے خاندان کا بزرگ بڑا ہوتا ہے۔...... مگر ہم کوئی انسان سے اس زمانہ میں نور ظاہر ہم اسکو بھی مستثنےٰ نہیں کرتے۔ اور علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ سب انسانوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مقام اعلیٰ وارفع ہے۔ اور آپ ایک ایسے مقام پر ہیں۔ کہ گویا سب سے علیحدہ ہو کر ایک اکیلے نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کے ساتھ آپ کا نام بھی رکھ دیا ہے۔ ایسے انسان کی نسبت جو درود بھیج کر خدا تعالیٰ سے برکات چاہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آکر اس پر فضل کرنا شروع کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تمام انعامات کا وارث کرنے اور سب سے بڑا رتبہ عطا کرنے کے لئے اس طریق سے بھی کام لیا ہے۔ کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجکر دعا کریں گے۔ ان کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔" (رسالہ قبولیت دعا کے طریق)

درود شریف کی تاکید اور درود کا مطلب

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی ہمیں خدا کے قرب کا راستہ بتایا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض

ہے۔ کہ جسقدر آپ کا شکریہ ادا کر سکیں۔ کریں۔ اور اس کا طریق یہ ہے۔ کہ ہم آپ کے لئے کثرت سے درود پڑھیں۔ درود کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کے مدارج عالیہ کو اور ترقی دے اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کا بدلہ ہے۔ جو آپ نے ہر مومن پر کیا" (الفضل جلد ۲۲ عـ۵ پرچہ ۱۰ ر جولائی ۱۹۳۴ء)

درود شریف کے الفاظ کَمَا صَلَّیْتَ کی تفسیر

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑا ہے۔ ایک بڑے درجہ والے کے لئے یہ دعا کرنا کہ اسے وہ کچھ ملے۔ جو اس سے چھوٹے درجہ والے کو ملا۔ اور نہ صرف ایک دفعہ بلکہ یہ دعا کرتے ہی چلے جانا اور قیامت تک کرتے چلے جانا یہ ایک معمّٰے اور چیستان ہے

جواب قرآن کریم کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق دو قسم کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو ذاتی۔ مثلاً یہ کہ ابراہیم حلیم ہے۔ اوّاب ہے صدیق ہے۔ خدا کا مقرب ہے۔ ان فضیلتوں کے لحاظ سے لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھ کر تھے۔ ورنہ آپ خاتم النبیین اور سید ولد آدم نہیں ہو سکتے۔ مگر ایک چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ایسی پائی جاتی ہے۔ جو ان کی ذاتی خوبی نہیں۔ بلکہ ان کی قوم کی فضیلت ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہی نبوت نہیں دی تھی۔ بلکہ اسکی ذرّیت کو بھی بڑا درجہ دیا تھا۔ اس میں نبوت رکھدی تھی۔ یہ وہ فضیلت ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کی نسل کو خاص طور پر حاصل ہوئی۔ کہ اس میں نبوت رکھی گئی۔

اس کے ساتھ ہی ہم ایک اور بات دیکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے

خدا تعالےٰ سے دعا مانگی تھی۔ کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (۲-۱۲۱) کہ میری اور اسماعیل کی اولاد سے امت مسلمہ پیدا کردے۔ اب دیکھو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہ دعا مانگتے ہیں۔ کہ ان کو امت مسلمہ ملے۔ مگر خدا تعالےٰ اس دعا کو اس رنگ میں قبول کرتا ہے۔ کہ ہم نبیوں کی جماعت پیدا کریں گے۔ گویا حضرت ابراہیمؑ نے خدا تعالےٰ سے جو مانگا۔ اس سے بڑھکر خدا تعالیٰ نے دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ سلوک تھا۔ کہ آپ نے جو مانگا۔ خدا تعالےٰ نے اس سے بڑھ کر دیا۔ سوائے اس کے جو اسکی سنت اور قضا کے معاملہ میں آکر ٹکرانے والا تھا۔ ایسے موقعہ پر بے شک انکار کر دیا۔ ورنہ ان سے یہ معاملہ ہوُا۔ کہ انہوں نے مانگے مسلم اور ملے نبی۔

درود میں یہ دعا کہ جو کچھ آنحضرت نے مانگا اس سے بڑھ کر آپ کو دیا جائے

اب یہی بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سمجھو۔ اور درود کے یہ معنے کرو۔ کہ خدایا جو معاملہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا۔ وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مانگا اس سے بڑھ کر ان کو دیا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مانگا۔ اس سے بڑھکر ان کو دینا۔

درجہ کے لحاظ سے حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں اور آنحضرت کی دعا میں فرق

اب درجہ کے لحاظ سے فرق یہ ہوُا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عرفان کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عرفان کے مطابق۔ کیونکہ جتنی جتنی معرفت ہوتی ہے۔ اس کے مطابق مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ایک چھوٹا بچہ "چیجی" مانگتا ہے۔ لیکن جب ذرا بڑا ہوتا ہے۔ تو مٹھائی مانگنے لگتا ہے۔ جب جوان ہونے پر آتا ہے۔ تو اچھے کپڑے طلب کرتا ہے۔ جوان ہو کر یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ماں باپ اسکی

کسی اچھی جگہ شادی کریں۔ پھر یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اسے جائداد کا حصہ دیدیا جائے
غرض جوں جوں عرفان بڑھتا ہے۔ مطالبہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح جتنا کسی کا خدا
کے متعلق عرفان ہوتا ہے۔ اسی کے مطابق وہ دعا کرتا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم عرفان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔ تو یقینی بات ہے۔ کہ آپ
کی دعائیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں سے بڑھی ہوئی ہونگی۔

درود میں دعا کہ جو کچھ حضرت ابراہیم کو دیا گیا اس سے بہت بڑھکر آنحضرت کو دیا جائے

پس درود میں جو دعا مانگی جاتی ہے۔ اسکا صحیح مطلب یہ ہوا کہ الٰہی حضرت ابراہیمؑ نے
آپ سے جو مانگا۔ انہیں آپ نے اس سے بڑھ کر دیا۔ اب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مانگا۔
انہیں بھی مانگنے سے بڑھکر عطا کیجئے۔ دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنی ہوئے۔ کہ جو کچھ حضرت ابراہیمؑ
کو ملا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بڑھکر دیا جائے۔ اور وہ چیز جس کے لئے حضرت ابراہیمؑ
سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دینے کی دعا کی گئی ہے۔ یہی ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ
نے امت مسلمہ مانگی۔ ان کی نسل میں نبوت قائم کر دی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی امت کے لئے ان سے بڑھ کر دعا کی۔ اسی لئے آپ کی امت کو انکی امت سے بڑھکر نعمت دی جائے
اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے درود کو دیکھو۔ تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کتنے عظیم الشان مدارج
کے حصول کے لئے اس میں دعا سکھائی گئی ہے۔

درود میں در اصل اپنے لئے ہی دعا کی جاتی ہے

اور جب ہم درود پڑھتے ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان نہیں کر رہے ہوتے۔ بلکہ اپنے لئے دعا کر رہے
ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی ترقی کی دعا ہے۔ اور اتنی
جامع دعا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ اسمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ رحمتیں جو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوئیں۔ ان سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے نازل کی جائیں۔ یعنی جس طرح ان کو مانگنے سے بڑھکر دیا گیا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ مانگا۔ اس سے بڑھ کر آپ کو دیا جائے۔

آنحضرت کی دعا کی وسعت چونکہ وسعت فیض کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں بڑھی ہوئی تھیں۔ اس لئے ان سے بڑھ کر دینے کا یہ مطلب ہؤا۔ کہ آپ کی شان سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواہش کی کہ ایک بچہ ملے۔ جو نسل چلائے۔ مگر خدا تعالےٰ نے اس کے مقابلہ میں فرمایا۔ میں تیری نسل کو اتنا بڑھاؤنگا۔ کہ جسطرح آسمان کے ستارے گنے نہیں جاتے۔ اسی طرح وہ بھی گنی نہ جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچہ نہ مانگا۔ بلکہ یہ فرمایا۔ اِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ کہ میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کرونگا۔ اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی زیادہ امت دی۔ پس درود کی دعا کا یہ مطلب ہے۔ کہ جس طرح حضرت ابراہیم ع کی دعائیں ان کی امت کے متعلق اس سے بڑھ کر قبول ہوئیں۔ جسقدر کہ کی گئی تھیں۔ اسی طرح امت محمدیہؐ کو کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے ان دعاؤں سے بڑھ کر دیا جائے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہیں۔

امت کے حق میں دعا کو درود میں رکھنے کی حکمت اب یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے لئے درود کیوں رکھا۔ مسلمان یہ دعائیں کر سکتے تھے۔ کہ جو کچھ پہلی امتوں کو ملا۔ اس سے بڑھ کر انہیں دیا جائے۔ میرے نزدیک درود کے ذریعے دعا سکھانے میں بہت بڑی حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو یہ دھوکا لگنے والا تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کو نہیں مل سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے یہ دھوکا کھانا تھا۔ کہ امت محمدیہ اس نعمت

سے محروم کر دی گئی ہے۔ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوتی تھی۔ اس لئے یہ دعا سکھائی گئی۔ کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو ملا۔ اس سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ملے۔ اور اسمیں نبوت بھی آگئی۔ پس جب کوئی مسلمان درود کی دعا پڑھتا ہے۔ تو گویا یہ کہتا ہے۔ کہ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ کا جو انعام حضرت ابراہیمؑ پر ہوا تھا۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چونکہ جسمانی ذریت بھی تھی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی جسمانی بیٹا نہ تھا۔ اس لئے خیال کیا جا سکتا تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ کیا گیا۔ وہ یہاں پورا نہ ہوگا۔ اس خیال کو دور کرنے کے لئے درود کے ذریعہ سے یہ بتایا گیا۔ کہ اے مسلمانو! تم ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ہو۔ تمہیں یہ انعام دیا جا سکتا ہے۔

پس درود میں یہ دعا کی جاتی ہے۔ کہ جو کچھ حضرت ابراہیمؑ کی امت کو دیا گیا۔ اس سے

آنحضرت سے قبل ابراہیمی ملت میں آنیوالے تمام انبیاءؑ سے بڑھکر عظیم الشان نبی امت محمدیہ میں

بڑھ کر ہمیں دے۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جو نبی آئے۔ وہ ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔

ہاں ان میں یہ بھی فرق ہوگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و

امت محمدیہ میں آنیوالے نبی کا جسمانی اولاد میں سے نہ ہونیکے باوجود سابقہ انبیاءؑ سلسلہ ابراہیمی سے بڑھکر ہونا آنحضرت کی عظمت کا ایک ثبوت ہے

آلہ وسلم کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت میں۔ اس میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کہ اگر مومن سے کسی کو جسمانی رشتہ ہو۔ تو اسکا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی نسل کو جو نبوت ملی۔ اس میں جسمانی رشتہ کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی امت پر جو فیض ہوا۔ وہ صرف روحانی تعلق کی وجہ سے اور روحانیت میں کمال حاصل کرنے کے باعث ہوا۔

درود میں امت محمدیہ کی حوصلہ افزائی

پس درود مسلمانوں کو یہ بتانے کے لئے ہے۔ کہ تمہارے اندر ان فیوض سے بڑھ کر جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی امت پر ہوئے۔ جاری رہیں گے۔ اور یہ دعا مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے تھی۔ کہ تمہیں وہ کچھ ملنا ہے۔ جو مانگنے سے بڑھ کر ہو گا۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ایسا ہی ہوا۔

اس دعا کی جامعیت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر عرفان کس کو ہو سکتا ہے اور آپ نے اپنی امت کے لئے کیا کیا دعائیں نہ کی ہونگی۔ مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ آپ کی امت سے یہ دعا کراتا ہے۔ کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو ان کے مانگنے سے بڑھ کر دیا گیا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعائیں کیں۔ ان سے بڑھ کر دیا جائے۔ یہ کیسی جامع دعا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کیا مانگ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صوفیاء کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ روحانی ترقی کا گر درود ہے۔

درود انسان کی اپنی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے

یہ سن کر نادان کہتے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رحمت وبرکت درود میں مانگی جاتی ہے۔ اپنے لئے اسمیں کیا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے روحانی ترقی ہو سکتی ہے۔ مگر درود دراصل اپنے ہی لئے دعا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت دیکر اس دعا کی وسعت اور جامعیت کو اور زیادہ بڑھا دیا گیا ہے۔ پس درود بہترین دعا ہے۔ اور اس پر جتنا زور دیا جائے۔ اتنا ہی تھوڑا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس نکتہ کو یاد رکھ کر اگر کوئی درود پڑھے گا۔ تو اسے دعاؤں میں خاص لطف اور مزا آئیگا۔ کیونکہ اب پڑھنے والے کے لئے اس کے الفاظ کوئی چیستان اور معمے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ

تک پہنچانے کے لئے کھلا ہوا راستہ ہے۔ غور و فکر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ خدا اور رسول کی طرف سے جتنی باتیں سکھائی گئی ہیں۔ ان میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔ انسان اپنی نادانی سے انہیں قابل اعتراض سمجھتا ہے۔ مگر وہ بڑی بڑی برکتیں اپنے اندر رکھتی ہیں" (الفضل ۱۳ر جنوری سنہ ۱۹۲۸ء)

نوٹ ۔ ایک دوست نے ۹ ستمبر سنہ ۳۴ء کو سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰی کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ملیریا اثر کے علاج اور اس سے بچنے کی تدابیر میڈیکل لحاظ سے۔ قوت ارادی کے لحاظ سے اور روحانی اثرات کے ماتحت کیا ہیں۔ فرمایا :-

(۱) "غذا کی احتیاط۔ کونین کا استعمال (۲) آپ کی کوشش ہی آپ کا فرض ہے۔ (۳) دعا۔ درود تسبیح و تحمید"۔ پس درود شریف جسمانی امراض اور ان کے بد اثرات کا بھی ایک علاج ہے۔

درود شریف پر حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں حضرت مولٰنا عبدالکریم صاحبؓ کا خطبہ جمعہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو۔ تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی بزرگیاں اور خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں۔ جن پر نظر کرنے سے یقیناً معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ جلشانہٗ نے اپنی مخلوقات میں سے جیسا اس عظیم الشان پاک انسان کو بنایا ہے۔ کسی کے لئے ارادہ نہیں کیا۔ کہ اسکی وہ عزت اور تکریم ہو۔ جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور وجوہ اعزاز اس قدر ہیں۔ کہ میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ کوئی دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ کہ پورے طور پر ان کو گن سکے۔

منجملہ اور باتوں کے یہ کس قدر عظیم الشان بات ہے۔ کہ آپ کا نام محمد و احمد رکھا گیا صلی اللہ

علیہ وسلم۔ جسقدر نام انبیاؑ کے قرآن میں ہیں۔ یا تورات میں مذکور ہوئے ہیں۔ مع ان کے جن کو لَمْ نَقْصُصْ کے نیچے رکھا ہے۔ کسی نام کے ساتھ یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ ایسی ابدی زندگی عطا کی گئی ہو۔ تمام نبی جو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہوئے۔ اس دنیا سے الگ ہوگئے۔ دنیا کی کوئی کتاب اور نہ ان کی امتیں اور قومیں غرض کوئی بھی ان کا نشان نہیں دے سکتا۔ اور ان کی زندگی کا پتہ نہیں دیتا۔ یہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل اور احسان ہے۔ کہ اسنے سب کو خدا کے راستباز اور برگزیدہ نبی تسلیم کرلیا۔ اور اسی کے طفیل سے وہ زندہ ہوگئے۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا۔ تو یقیناً مشکل کیا ناممکن ہوتا ان کی نبوتوں کا ثابت کرنا۔ باوجود اس کے کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک زندگی بخشی ہے۔ (اور یہ عظیم الشان احیاء موتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسنے ہزاروں سال کے مردوں کو زندہ کردیا ہے) یہ بھی صحیح مسلم بات ہے۔ کہ ان انبیاء علیہم السلام میں سے اپنی خصوصیت ذاتی کے لحاظ سے کوئی زندہ نہیں یہ زندگی اور ابدی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں ملی۔ جو اپنی خصوصیت ذاتی کے لحاظ سے زندۂ جاوید ہیں۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا۔ آپ کی زندگی اور تعظیم و جلال کا سب سے بڑا نشان جو ابتداء سے انتہا تک فضیلت بتاتا ہے۔ آپ کا نام مبارک ہے۔ یعنی محمد و احمد۔ یہ دونوں نام ہمیشہ کی زندگی فضیلت اور اکرام پر دلالت کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ محمد کا لفظ ظاہر کرتا ہے۔ کہ آسمان پر بھی یہی مقدر ہوا۔ اور زمین پر بھی یہی مقرر ہوا۔ کہ آپ کی تعریف کی جاوے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ آپ میں ایک ابدی زندگی کا نشان موجود ہے۔ کیونکہ اگر مثلاً دو سو یا تین سو برس بعد آپ کا نشان مٹ جاتا۔ تو محمد (صیغہ مبالغہ کا) موزون نہ ہوتا لیکن اللہ کا رکھا ہوا نام ضرور تھا۔ کہ ہر زمانہ میں زندہ رہتا

بجو آنحضرتؐ کی ابدی زندگی کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ نمازوں میں ہمیشہ کے لئے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کے الفاظ رکھے گئے۔ ورنہ آپ وصیت فرما دیتے۔ کہ میرے بعد ایسا نہ کہا جائے۔ اور جو لوگ بعد میں ان الفاظ کی بجائے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کہنے لگے تھے۔ ان کی یہ اجتہادی غلطی تھی۔ اور غالباً اسی کے ازالہ کیلئے حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں لوگوں کو اصل الفاظ تشہد کی طرف توجہ دلائی تھی۔ واللہ اعلم

احمد کے لفظ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو طریق اور جو ذریعہ اللہ تعالیٰ کی لاشریک حمد کا آپ لائے ہیں۔ وہ بھی ابدی ہے۔ اور جو ستائش اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں آپ کی کی۔ وہ بھی ابدی ہے۔

یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ جسقدر نام نبیوں کے ہیں۔ ان کو یاد کرو۔ اور ان پر غور کرو۔ کہ کیا کسی نام میں کوئی ایسی پیشگوئی ہے۔ جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں پائی جاتی ہے۔ اس طرح پر یہ بڑی عظیم الشان فضیلت ہے آپ کی کل مقربوں اور راستبازوں پر۔

پھر اس زندگی کے ماتحت عظیم الشان بات یہ ہے۔ کہ آپ کے آثار موجود ہیں۔ جیسے آپ کا دین محفوظ ہے۔ ویسے ہی آپ کی پیدائش کا مقام سونے کا مقام لڑائی کی جگہ اور آخری آرام کرنے کی جگہ بھی بدستور محفوظ ہے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ کہ کتاب محفوظ۔ مولد محفوظ۔ مدفن محفوظ۔ یہ فضیلت ایسی فضیلت ہے۔ کہ خدا پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ لاریب آپ افضل الموجودات ہیں۔

پھر منجملہ ان تمام باتوں کے جو آپ کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں۔ خدا نے جو اپنے فضل سے چاہا تھا۔ کہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں۔ اس کے لئے یہ سبب بھی پیدا کیا ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ آسمان پر ایک جوش رہتا ہے اس امر کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب اور مدارج میں ترقی ہو۔ اور آپ کی کامیابیاں بڑھیں۔ اس لئے خود اللہ تعالےٰ اور اسکے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اب دیکھو کہ چھوٹے سے چھوٹے مومن کی دعا بیکار نہیں جاتی۔ اور جو مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ کے موافق چھوٹی سی نیکی بھی کسی کی ضائع نہیں کرتا۔ تو خود ملائکہ کی دعاؤں کو اور اپنے درود کو کیونکر ضائع کر دیگا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہر ساعت آپکے مدارج اور مراتب میں کسقدر ترقی ہو رہی ہے۔ جو آپ کی زندگی کو بڑھا رہی ہے۔ خود جب خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے مدارج کی ترقی ہو۔ ملائکہ کہتے ہیں ترقی ہو۔ اور پھر مومن کو حکم ہوتا ہے۔ کہ تم بھی درود پڑھو۔ کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا جب آپ پر درود نہ پڑھا جاتا ہو۔ کیونکہ علاوہ ان درود پڑھنے والوں کے جو مومنوں کا گروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی ملائکہ تو ہر وقت اس کام میں مشغول رہتے ہیں۔ کیونکہ ان میں کسل نہیں ہوتا۔ اور جس کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس سے اندازہ کرو۔ کہ آپ کے درجات میں ہر آن کس قدر ترقی ہو رہی ہے۔

ایک بار میں نے خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ درود شریف کے طفیل اور اسکی کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں۔ اور فرمایا۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں۔ اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں۔ اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور فرمایا۔ درود شریف کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے۔ جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے۔ کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔

غرض اللہ تعالےٰ نے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمت اور عزت منظور ہے کیونکہ خدا کی جو عزت اور توحید آپ نے قائم کی ہے۔ کسی اور کے ذریعہ سے نہیں ہوئی۔ اور اسوقت بھی اس کے بروز احمد نے (خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اسکی ساتھ ہوں) اسی توحید کو قائم کرنے کے لئے غیرت اور جوش پایا ہے۔ اب میرا یہ منشا ہے۔ کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کو کسقدر درود شریف کے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جس رسول کا یہ درجہ ہے۔ کہ اللہ اور اسکی ملائکہ اس

پر درود بھیجتے ہیں۔ ناخدا ترس مردہ پرست قوم نے اسکی بہت ہتک کی ہے۔ اس سید المعصومین کی نسبت بہت سے فحش ہمیں ان سے سننے پڑے ہیں۔ لاانتہا کتابیں اس شرک عظیم کے حامیوں کی طرف سے شائع کی گئی ہیں۔ اور جو مسلمان باقی رہ گئے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے عملی رنگ سے ہتک کی جبکہ آپکی اتباعِ سنت کو چھوڑ دیا۔ جو دین آپ لائے تھے اور جو تعلیم قرآن نے دی تھی۔ اس کو چھوڑ دیا گیا۔ گویا دونوں طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔ اس بیعزتی اور ہتک کا انتقام لینے اور اس عزت کو قائم کرنے کے لئے پھر خدا نے اسی کو بھیجا ہے تاکہ پھر زمین پر ایک خدا کی پرستش ہو۔ اور وہ حمد الٰہی سے بھر جاوے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محمد و احمد ثابت ہو۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۸ پرچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء)

بعض دیگر ہدایات دربارہ درود شریف

جو اس رسالہ کے یہاں تک تیار ہو جانے کے بعد حال میں ملی ہیں

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درود شریف روحانیت اور تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے

مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی نے میرے پاس بیان کیا کہ میں نے پہلی دفعہ طالب علمی کے زمانہ میں اوائل ۱۸۹۲ء میں جب مولوی عبد الحکیم صاحب کلانوری پروفیسر اورینٹل کالج لاہور حضور کے ساتھ لاہور میں مناظرہ کر رہے تھے۔ بیعت کی تھی لیکن اپنے والد صاحب کے خوف سے اخفا کی اجازت لے لی تھی۔ پھر جب میں ۱۸۹۵ء میں ملازم ہو گیا۔ تو اعلان کر دیا۔ اور دارالامان میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کی۔ اور بیعت کے بعد عرض کیا۔ کہ میں پہلے اہلحدیث میں سے تھا۔ اور گو اسوقت نمازیں

لمبی پڑھتا ہوں۔ مگر نورِ ایمان اور تقویٰ اور خشیت الٰہی سے کورا ہوں۔ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ جس سے یہ خشکی کی حالت دور ہو۔ اور ایمانی کیفیت دل میں پیدا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اور استغفار کیا کرو ان کی برکت سے یہ خشکی انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائیگی۔ اور فرمایا۔ کہ درود شریف وہی پڑھا کرو۔ جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ سو جب میں نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ تو اللہ تعالےٰ کے رحم اور کرم سے وہ خشکی کی حالت جاتی رہی۔

درود و استغفار بہترین وظیفہ ہے اور انہی ایام میں ایک دفعہ میں نے عرض کیا۔ کہ میرے والد صاحب چشتیائی طریق سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے میرا بھی اس طریق کے وظائف کی طرف میلان رہا ہے۔ بلکہ کسی حد تک اب بھی ہے۔ پس حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ جو میں پڑھا کروں فرمایا۔ ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے۔ ہاں استغفار بہت کیا کریں۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کرکے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں۔ بس یہی وظیفہ ہے۔ اور ایک دفعہ میرے ایک دوست چودھری محمد خان صاحب رئیس جستر وال ضلع امرت سر نے جو حضورؑ کے پرانے مخلصین میں سے تھے۔ میری موجودگی میں عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایا جائے۔ انہیں بھی حضور ؑ نے درود شریف اور استغفار ہی بتایا۔

درود شریف انسان کو خدا تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کر دیتا مکرمی شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت پرانے مخلصین میں سے ہیں اپنے ایک خط بنام خاکسار میں لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ ہم دس بارہ آدمی پٹیالہ سے یہ معلوم کرکے کہ آجکل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انبالہ چھاؤنی میں تشریف فرما ہیں۔ صرف زیارت کی غرض سے وہاں گئے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ حضرت میر ناصر نواب صاحب (والد ماجد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا) ہنوز بسلسلہ ملازمت انبالہ چھاؤنی میں رہتے تھے۔ جو زمانہ شیر خوارگی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ تھا۔ جب ہم لوگ حضور کی خدمت میں بنگلہ ناگ پھنی میں جو حضور نے کرایہ پر لیا ہوا تھا حاضر ہوئے۔ تو حضور نے اطلاع پاتے ہی شرف باریابی بخشا۔ اور قریب ایک گھنٹہ کے ہم خدمت میں حاضر رہے۔ اس جلسہ میں ہمارے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ مجھکو ایک درویش ایک خاص درود بتا گئے ہیں۔ جس کی تاثیر اس درویش نے یہ بتائی تھی۔ کہ جو مشکل پیش آئے۔ اس درود شریف کو پڑھ لیا کرو۔ وہ مشکل حل ہو جائیگی۔ اور کہا۔ کہ میرا تجربہ ہے۔ کہ جب کوئی مشکل کا وقت آیا۔ تو جہاں میں نے اس درود شریف کا ورد کیا۔ وہ مشکل فوراً حل ہو گئی۔ حضور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ:۔

درود شریف کے جسقدر بھی فضائل بیان کئے جائیں۔ کم ہیں۔ میں خود اس کا صاحب تجربہ ہوں۔ مجھ پر جو خدا تعالیٰ کے انعامات ہیں۔ درود شریف کی برکات اور تاثیرات کا اسمیں زیادہ حصہ ہے۔ درود شریف کا ورد کرنے والا نہ صرف ثواب اخروی پاتا ہے۔ بلکہ وہ اس دنیا میں بھی عزت پاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں کسی ایسے درود کا قائل نہیں۔ کہ جو انسان کو خدا سے بے نیاز کردے۔

اور جس کے ورد کے بعد قضا و قدر کے احکام خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہ رہیں۔ بلکہ درود خواں ان پر حاکم ہو جائے۔ اس مقام پر حضور کے کلام میں جوش کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور چہرہ پر سرخی آگئی۔ اور فرمایا۔ کہ بیشک درود شریف کی بڑی برکات اور تاثیرات ہیں۔ اور اسکی کثرت سے انسان پر برکات نازل ہوتی ہیں۔ اور اسکی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور اسکے

(بقیہ حاشیہ) بس اللہ تعالیٰ کا اکثر ... فان اللہ شاکر کے ماتحت ہے۔ اور ملائکہ کا آپ کے ذریعہ سے انکی

بے شمار فضائل ہیں۔ لیکن باوجود اس کے انسان کو خدا تعالیٰ کی بے پروائی اور بے نیازی سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ کبھی ایسا بھی وقت ہوتا تھا۔ کہ جس (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا لوگ خیر و برکت پاتے ہیں۔ خود اسے بھی خدا کے احکام کے آگے تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ تھا۔ پس درود خوب پڑھو۔ اور کثرت سے پڑھو۔ مگر اس بات کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ اور خدا تعالیٰ کو قادر مطلق اور بے نیاز خدا سمجھو۔ اور تسلیم اور رضا پر ایمان کی بنیاد رکھو۔ حضور نے اس شخص سے وہ درود شریف دریافت نہیں فرمایا تھا۔ اور آپ نے اسے فرمایا کہ وہ درود اچھا ہوگا۔ اور ہر وہ کلام جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ وہ درود شریف ہی ہے۔ اگر آپ کو وہ پسند ہے۔ تو وہی پڑھا کریں۔ لیکن جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ زیادہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ یہ بہت لمبے عرصہ کی بات ہے۔ اس لئے بہت ممکن بلکہ اغلب ہے۔ کہ حضور کے اصل الفاظ میری قوت حافظہ محفوظ نہ رکھ سکی ہو۔ لیکن جہاں تک میری یادداشت کام دیتی ہے۔ اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مفہوم یہی تھا۔ جو پورے غور اور احتیاط سے کام لے کر لکھا گیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات دربارہ درود شریف میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے۔ کہ درود شریف کو جنتر منتر کے طور پر نہیں پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک عبادت ہے۔ نہ کہ حل مشکلات کا جنتر منتر۔ پس جب کسی مقصد کے لئے درود شریف کو وسیلہ بنانا ہو۔ تو اسکا صحیح طریق یہ ہے۔ کہ درود کے ضمن میں (استعارہ کے طریق پر) اس کے متعلق یوں دعا کی جائے۔ کہ اے اللہ اگر تیری نگاہ میں میرا یہ مقصد آنحضرت

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقاصد میں داخل یا ان کے پورا ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ تو اپنے رحم وکرم سے اسے بھی پورا کر دے۔ ورنہ اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور رکھ*۔ اور اگر اس دعا کے الفاظ بصورت استخارہ نہ ہوں۔ تو کم از کم دل میں اور ارادہ میں یہ بات ضرور ہونی چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب

درود شریف حل مشکلات کی کلید ہے حافظ نبی بخش صاحب متوطن فیض اللہ چک (والد حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ) جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ اور براہین کے زمانہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے متعدد مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ کہ درود شریف تمام فیوض کے حصول کی کلید ہے۔ اور یہ کہ جو مشکل اور جو حاجت پیش آئے۔ اس کے لئے درود کا پڑھنا اس کے حل ہونے کا ذریعہ ہے۔

برکات درود شریف کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ درود شریف کے برکات کا نام بھی احادیث میں صلوٰۃ یعنی درود ہی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ بہت سی احادیث صحیحہ بتاتی ہیں۔ کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجے۔ اس پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔ اور بہت سی احادیث میں آتا ہے۔ کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کا درود اور فرشتوں کا درود لازم وملزوم ہیں اس لئے ان تمام احادیث کا مدعا ایک ہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ فرشتے انہی لوگوں پر درود بھیجتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خارق عادت طور پر صدق وصفا اختیار کریں۔ چنانچہ حضور کشتی نوح کے صفحہ ۷۵ پر فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اسقدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کی طرف کھینچ لائی۔ پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں

میں بیٹھ کر بیٹھ جانے والا شخص بھی ذکر الٰہی کے برکات سے محروم نہیں رہتا) اپنی کسی ذاتی مگر جائز غرض کے لئے درود شریف کو وسیلہ بنانے والا شخص بھی اس کے برکات سے محروم نہیں رہتا۔ بلکہ بسا اوقات اسی ذریعہ سے اسے مقصود حقیقی کا پانا بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ پس دیگر جائز اغراض ومقاصد (بقیہ دیکھو حاشیہ ص)

ہمت ہارتے ہو۔ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ۔ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں۔ اور تم پر درود بھیجیں"۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ درود کے برکات صحیح طور پر اسی وقت ظہور میں آتے ہیں۔ جب درود بھیجنے والا صدق و صفا کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تابع بھی ہو۔ اور اسکی اتباع نبوی محض نمائشی نہ ہو۔ بلکہ سچی اور دلی ہو۔ واللہ اعلم۔

حصول تقویٰ کیلئے درود شریف کے ساتھ استعانت کا حکم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کشتی نوح کے آخر میں آیت وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ و آیت صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے ماتحت حصول تقویٰ کے لئے درود شریف کا وسیلہ اختیار کرنیکا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"يٰعِبَادَ اللّٰهِ اُذَكِّرُكُمْ اَيَّامَ اللّٰهِ وَاُذَكِّرُكُمْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي فَلَا تُخْلِدُوْا اِلٰى زِيْنَةِ الدُّنْيَا وَزُوْرِهَا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ" (کشتی نوح صفحہ ۷۶)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں (اللہ کی گرفت) کے دن یاد دلاتا اور دلوں کے تقوی کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یاد رکھو۔ کہ جو شخص مجرم بن کر اپنے رب کے حضور پیش ہو۔ اس کے لئے دوزخ ہے۔ وہ اسمیں نہ مریگا اور نہ جئے گا۔ اس لئے تم دنیا کی زینت اور اسکی جھوٹی آب و تاب کی طرف مت جھکو۔ اور اللہ تعالے کا تقوے اختیار کرو۔ اور (اس کے لئے) صبر اور صلوۃ (درود) کے ذریعہ سے (اللہ تعالیٰ سے) مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اے مومنو! تم (بھی) اسپر نہایت عمدگی کیساتھ درود اور سلام بھیجا کرو۔ اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر درود اور برکات اور سلام بھیج۔

(بقیہ صفحہ ۹) کے لئے درود شریف کا پڑھنا ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بہت لوگوں کی اسکی طرف رہنمائی کی ہے۔ لیکن خود ایسا کبھی نہیں کیا بلکہ جب بھی درود شریف پڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے رفع درجات کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی بعض دیگر ہدایات دربارہ درود شریف

سوز دل سے درود شریف پڑھنے کی تاکید شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی موصوف لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں ایک دفعہ جب میں قادیان سے واپس آنے کے لئے تیار ہوا۔ تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت صاحب اکثر درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھنے کا ہی ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔ ہم اس سے زیادہ اور کیا بتا سکتے ہیں۔ پس درود شریف کا جسقدر ممکن ہو۔ وِرد رکھو۔ اور چلتے پھرتے استغفار پڑھا کرو۔ چنانچہ حسب توفیق میں اسپر کاربند رہا۔ اس کے بعد جب میں پھر قادیان آیا۔ اور چند روز رہ کر واپسی کے وقت حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ میں حسب الارشاد درود شریف پڑھتا رہا ہوں۔ مگر کوئی خاص تاثیر یا برکت کے آثار نمایاں نہیں ہوئے۔ فرمایا۔ درود شریف ایک دعا ہے۔ اور تم کو اپنی بعض پیش آمدہ مشکلات کے لئے بھی دعائیں کرنے کا موقع ملتا ہوگا۔ پس جس رجوع۔ درد اور تڑپ کے ساتھ تم اپنے مطالب کے لئے دعائیں کرتے ہو۔ کیا وہ تڑپ کبھی درود شریف میں بھی پیدا ہوئی ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی۔ تو پھر عدمِ ظہورِ تاثیر کی شکایت درست نہیں۔ آپ دردِ دل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجا کریں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور نمایاں طور پر آثار برکت مشہود ہوں گے۔

درود شریف کے لئے وقت کسطرح نکالا جا سکتا ہے شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک میں مع خدام کھانا کھا رہے تھے اور میں دستر خوان پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت مولوی صاحب ممدوح نے آہستہ سے مجھ سے پوچھا۔ کہ نماز مغرب کے بعد کتنا وقت گذرا ہوگا۔ میں نے کہا۔ قریبًا

ایک گھنٹہ۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب ہم کسی شخص کو درود شریف یا استغفار کے لئے کہتے ہیں۔ تو اکثر لوگ عدیم الفرصتی اور وقت کی کمی کا عذر کردیتے ہیں۔ مگر یہ عذر درست نہیں۔ دیکھو ہم حضرت صاحب کی باتیں بھی توجہ سے سنتے رہے ہیں۔ اور اس ایک گھنٹہ کے قریب وقت میں ہم نے پانچ سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھا ہے۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اس زریں اصول کی پابندی سے بفضلہ تعالیٰ بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اور اگر غفلت یا شامت اعمال حائل نہ ہو۔ تو اس طرح سے انسان تضیع اوقات سے بہت حد تک بچ سکتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

طریق دعا اور اسمیں درود شریف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری دور درس قرآن کریم میں سورہ فاتحہ کے درس میں فرمایا۔ کہ "سورہ الحمد میں اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا طریق سکھایا ہے۔ جب انسان کو کوئی امر پیش آئے۔ تو چاہیئے کہ تازہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ استغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ بخشوائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر اپنے مطلب کی دعا مانگے۔ خواہ اپنی زبان میں ہو۔ انشاء اللہ قبول ہوگی۔ دعا نماز کے اندر بھی سلام پھیرنے سے پہلے مانگنی چاہیئے۔" (اور اسکے بعد اس حدیث کو بیان کیا جو اس رسالہ کے صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ پر درج ہو چکی ہے (اخبار بدر جلد ۱۴ عـ)

درود شریف آنحضرت کی ترقیات کا موجب ہے (ایضاً۔ ایک سوال کے جواب میں) "کوئی نبی یا رسول کہلانے سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا۔ میرا اعتقاد حضرت نبی کریم صلعم کی نسبت وہی ہے۔ جو درس میں بعض وقت بے اختیار کہدیا کرتا ہوں۔ کہ ممکن ہی نہیں۔ کہ کوئی کامل انسان آپکی مثل پیدا ہو۔ مسیحؑ اور موسیٰؑ بھی رسول تھے۔ مگر محمد رسول اللہ کے مقابل میں کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ تمام مذہبوں کا مشترک مسئلہ دعا ہے۔ تیرہ سو برس سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی دعا ہو رہی ہے۔ جو کسی نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔ پس آپ کے مدارج میں کسقدر ترقی ہوئی ہوگی"

(بدر جلد ۸ عـ۲۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود

قرآن کریم میں مسیح موعودؑ پر درود بھیجنے کا حکم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور بروز (یعنی ظہور) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی دوسری بعثت اور دوسرا بروز ہے۔ جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں:۔

"میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" "میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔"

اور تتمہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔ "وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ یعنی آنحضرتؐ کے اصحابؓ میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں۔ جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اسؐ سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا۔ کہ وہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر

ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنَ الْاُمَّۃِ۔ بلکہ یہ فرمایا۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ اور ہر ایک جانتا ہے۔ کہ مِنْھُمْ کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہوتی ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ مِنْھُمْ میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس میں ایسا رسول موجود ہو۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمد رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرما دیا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور نیز فرمایا ہے۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ و ۶۸)

پس آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں درود شریف کی تاکید پائی جاتی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ضروری ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی درود بھیجنا ضروری ہے۔ اور اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی میں آپ پر درود بھیجنے کا حکم

(۱) اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَآ اَصْحٰبُ الصُّفَّۃِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ	تمہیں اصحاب الصفہ (کی ایک عظیم الشان جماعت دی جائے گی) اور تمہیں کیا معلوم کہ

"تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْكَ"۔

"اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں۔ تم انکی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے۔ وہ تم پر درود بھیجینگے۔"

(۲) "یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِہٖ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ" (اربعین ۱ صفحہ ۸ و ۱۵ و ۳ صفحہ ۲۴ و ۲۶)

"خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔"

(۳) "یَرْفَعُ اللّٰهُ ذِكْرَكَ وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ" (اربعین ۲ صفحہ ۱۰۹)

"خدا تیرے ذکر کو اونچا کریگا۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔"

(۴) "خدا تیرے سب کام درست کردیگا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ جُعِلْتَ مُبَارَكًا" ترجمہ:۔ تیرے پر سلام۔ تو مبارک کیا گیا (اربعین ۲ صفحہ ۹ و ۱۷)

(۵) "سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ" (اربعین ۲ صفحہ ۱۱ و ۲۰)

"ابراہیم پر سلام (یعنی اس عاجز پر)"

(۶) "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاكَ بُرْهَانًا وَّكَانَ اللّٰهُ قَدِیْرًا۔ عَلَیْكَ بَرَكَاتٌ وَّسَلَامٌ۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ" (اربعین ۲ صفحہ ۳۰)

"تم پر سلام۔ ہم نے تمہیں برہان کے طور پر نازل کیا ہے۔ اور اللہ کامل قدرتوں والا ہے۔ تم پر برکات اور سلام۔ خداوند رحیم فرماتا ہے۔ کہ تم پر سلام۔"

سلہ "انسانی عادت اور اسلامی فطرت میں داخل ہے کہ مومن کسی ذوق کے وقت اور کسی مشاہدۂ کرشمۂ قدرت کے وقت درود بھیجتا ہے۔ سو اس یُصَلُّوْنَ عَلَیْكَ کے فقرہ میں اشارہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو ہر دم پاس رہیں گے۔ وہ کئی قسم کے نشان دیکھتے رہیں گے پس ان نشانوں کی تاثیر سے بسا اوقات ان کے آنسو جاری ہو جائیں گے۔ اور شدتِ ذوق اور رقت سے بے اختیار درود ان کے منہ سے نکلیگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آرہا ہے۔ اور یہ پیشگوئی بار بار ظہور میں آرہی ہے بشرط صحبت ہر ایک سعادتمند اس کیفیت کو حاصل کرسکتا ہے۔ منہ" (اربعین ۲ صفحہ ۱۰ ح)

(۷) "صَلٰوۃُ الْعَرْشِ اِلَی الْفَرْشِ۔ یعنی رحمت الٰہی جو تم پر ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے۔ کہ وہ عرش سے لیکر فرش تک ہے۔ فرمایا۔ اس میں کمّی اور کیفی مبالغہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت نے فضا کو بھی بھر دیا۔ یہ الہام آئندہ بشارت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ لفظی ہی نہیں۔ بلکہ عملی رنگ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ جب وہ کسی پر خوش ہوتا ہے۔ تو عملی رنگ میں اسکا اظہار دنیا پر کرتا ہے"۔ (بدر جلد ۴ پرچہ یکم جون ۱۹۰۵ء)

نوٹ:۔ آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا بتاتی ہے۔ کہ جس پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے۔ اس پر درود بھیجنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔ پس جن کلمات وحی الٰہی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا ذکر ہے۔ ان میں جماعت کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ آپ پر درود بھیجیں۔ اور چونکہ درود کی حقیقت اور ماہیت میں حمد اور رفع ذکر بھی داخل ہے۔ اسلئے ایسے کلمات وحی الٰہی جن میں حضور کے محامد کا اور رفعت شان کا ذکر ہے۔ وہ بھی اس امر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات میں آپؐ پر درود بھیجنے کی تعلیم

" بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں۔ اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اسکو پاوے۔ میرا سلام اسکو کہے*۔ اور احادیث اور تمام شروح احادیث

* (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا)

(بقیہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۲۲۵)

ہیں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا۔ صحابہؓ نے کہا۔ بلکہ خدا نے کہا۔ تو میری جماعت کا میری نسبت، یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگیا۔" (اربعین ۲ صفحہ ۶) "جس شخص کو تمام نبی ابتداء سے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں۔ اس کو ایک ایسا ذلیل سمجھتے ہیں۔ کہ صلوۃ اور سلام بھی اس پر کہنا حرام ہے۔" (ایضاً صفحہ ۲۰)

حضرت مولٰنا عبدالکریم صاحبؓ کے ایک خطبہ جمعہ کا اقتباس

جسمیں آپ نے حضورؑ کی موجودگی میں جماعت کو آپؑ پر درود بھیجنے کی بہت تاکید کی ہے

"اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ مسلمان اتباع سنت کریں۔ اور تقوی و طہارت اختیار کریں۔ اور پھر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی ثابت کرنے کے لئے آیا ہے۔ یعنی مسیح موعود۔ اسکی امداد اور نصرت کے لئے سب اکٹھے ہو جائیں۔ اور سب مل کر اسکے واسطے دعائیں کریں۔ درود شریف پڑھتے وقت جب عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہیں۔ تو یقیناً یاد رکھیں۔ کہ اس آخری زمانہ میں مسیح موعود اور اس کے متبعین اسی آل میں داخل ہیں۔

وَسَلَّمَ) اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اِنْ طَالَ بِیْ عُمُرٌ اَنْ اَلْقٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ۔ فَاِنْ عَجِلَ بِیْ مَوْتٌ فَمَنْ لَقِیَہٗ مِنْکُمْ فَلْیُقْرِأْہُ مِنِّی السَّلَامَ

(کنز العمال ج ۷ صفحہ ۲۰۲ بحوالہ مسلم و حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸ بحوالہ مسلم و احمد)

اگر میری عمر کسی قدر لمبی ہوئی۔ تو میں امید کرتا ہوں۔ کہ میں عیسیٰ بن مریم سے ملونگا۔ اور اگر میری وفات جلد ہو جائے۔ تو اس صورت میں تم میں سے جو اسے ملے وہ اسے میری طرف سے سلام پہنچا دے۔

حجج الکرامہ میں ہے اخرجہ مسلم واحمد باسنادین رجالہما رجال الصحیحین اھ اسیں بحوالہ مستدرک حاکم

آخر میں میں اپنی ساری جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ دونوں صورتوں سے درود شریف پڑھنے میں مصروف رہیں۔ بہت تھوڑے ہیں۔ جو جانتے ہیں۔ کہ ان کا محبوب و آقا کس نازک کام میں مصروف ہے۔ پس سب مسلمان اللہ اور اسکے ملائکہ کے ساتھ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ حیف ہوگا۔ اگر ہماری جماعت کا کوئی وقت ضائع ہو جاوے۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ ہمارا محبوب آقا بہت بڑے فکروں میں گھرا ہوا ہے۔ دشمنان دین کے حملوں سے وہ اکیلا اسلام کے لئے سینہ سپر ہو کر لڑ رہا ہے۔ پس بدنصیب ہوگا وہ شخص جو اسکا بوجھ بٹانے میں شریک نہ ہو۔ اور اسکی راہ یہی ہے۔ کہ اپنے چال چلن کو درست کریں۔ اور اتباع سنت کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور درود شریف پڑھتے رہیں۔ اب وقت ہے۔ کہ ہر ایک اپنے وقت کی قدر کرے۔ اور اسے ضائع نہ کرے۔" (الحکم جلد ۷ ع‍ ۱۰ صفحہ ۷ کالم ۲ و ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کا ارشاد

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز

"میں نے بتایا ہے۔ کہ درود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانوں کو یاد کرنا۔ اور اپنی احسانمندی کا جتانا اور خدا سے اس کا عوض دینے کی درخواست کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بے شمار احسانات ہیں۔ اس لئے درود میں ان کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ ایک یہی کیا کم احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر ہے۔ کہ آپکے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ ہم کو ملا۔ آج لوگوں نے جھوٹی اور بناوٹی اور شرک آمیز روایتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ کا کچھ بنا دیا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ مختلف قسم کی باتوں سے آپ کی اصل شان کو ہی گھٹا دیا تھا۔

اور بعض ایسی غلط اور بیہودہ باتیں آپ کی طرف منسوب کر رکھی تھیں۔ جو ہرگز آپ کے شایان شان نہ تھیں۔ غرض لوگوں کی غلط روایتوں نے آپ کو پس پردہ چھپا دیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر ان سب پردوں کو اٹھا دیا۔ اور اس مبارک اور خوبصورت چہرہ پر سے تمام پردے اٹھا کر ہمیں دکھا دیا۔ پس یہ کیا کم احسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ آپ نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اصل شان کو ظاہر فرما دیا۔ اور ان سب باتوں سے آپکو پاک کر دیا۔ جو آپ کی طرف منسوب کی جاتی تھیں۔ پس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ اور بھی احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ اور بے شمار احسان ہیں۔ پس ہمارا یہ بھی فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ان کو بھی درود میں شامل کریں۔ ہم مختلف اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر درود بھیجیں۔ اور اس درود میں آپ کے خلیفہ مسیح اور مہدی کو بھی شامل کریں۔ اور ان پر درود پڑھیں۔ تا ان کے احسانوں کا بھی اقرار ہو۔ اور شکریہ ادا ہو سکے۔"

"جو شخص کثرت سے درود پڑھتا ہے۔ وہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر درود پڑھے بلکہ اس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل کرے۔" (الفضل جلد ۱۳ نمبر ۶۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کی کیفیت اور طریق

آنحضرت پر درود بھیجنے سے ایک رنگ میں حضرت مسیح موعود کو بھی درود پہنچ جاتا ہے

یہ بات درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجنے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی درود پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ جب آپ پر درود بھیجا جائے۔ تو اسمیں آپ کی تمام آل پر بھی درود آجاتا ہے۔ اور آپ کی آل میں بموجب آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ

وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ (احزاب رکوع ۱) چھوٹا بڑا ہر ایک مومن داخل ہے۔ پس حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسمیں بطریق اَولیٰ اور سب سے مقدم طور پر آئیں گے۔ اور اس
حقیقت کی طرف خود وہی آیت قرآن کریم رہنمائی کرتی ہے جسمیں درود شریف کا حکم دیا گیا ہے
چنانچہ اس سے پہلی اور پچھلی آیات میں صلوٰۃ یعنی درود کے مقابل پر ایذا کو رکھ کر
اسکا نشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھ مومنوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔
(ایذا سے اسجگہ مراد کامیابی میں روکیں ڈالنا اور دکھ اور رسوائی چاہنا ہے۔ اور صلوٰۃ
سے عزت وعظمت اور کامیابی چاہنا) پس معلوم ہوا۔ کہ درود میں بھی مومن آپ کے ساتھ
ہوتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ جب صحابہ کرامؓ نے اس آیت کا حوالہ دیکر آپ سے طریق درود
دریافت کیا۔ تو آپنے اسمیں اپنی آل و ازواج کو بھی داخل قرار دیا۔

اسی طرح جب کوئی صحابی رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ یا
صدقہ پیش کرتا۔ تو حضور بموجب آیت خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَ
تُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ (توبہ رکوع ۱۳) اس شخص کے لئے
صلوٰۃ کے لفظ سے دعا کرتے وقت اسمیں اسکی آل کو بھی داخل کرلیتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت
ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی خدمت میں صدقہ پیش کیا (یا بھیجا) تو حضورؐ نے اسکے لئے
یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صلوٰۃ کے
ساتھ آل کا خصوصیت سے تعلق ہے۔

اور اس حقیقت کا پتہ عربی زبان کے بعض محاورات سے بھی لگتا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر
(مویلک) اپنی بیوی کی وفات پر جس کی ایک ننھی سی لڑکی رہ گئی تھی۔ اسکے مرثیہ میں اسکے لئے
لفظ صلوٰۃ کے ساتھ دعا کرتا ہوا اس دعا کے اختیار کرنے کی ایک وجہ یہ بتاتا ہے۔ کہ اسکی یادگار

بچی (یا بلفظ دیگر اسکی آل) کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔ اور اس بنا پر وہ دعا کرتا ہے۔ کہ یا الٰہی اس عورت پر اس رنگ میں رحمت فرما۔ کہ اسکی یادگار سلامت رہے۔ چنانچہ دیوان حماسہ میں اس کے متعلق اسکی جو نظم درج ہے۔ اس میں وہ کہتا ہے:۔

صَلَّى عَلَيْكِ اللّٰهُ مِنْ مَفْقُوْدَةٍ	إِذْ لَا يُلَائِمُكِ الْمَكَانُ الْبَلْقَعُ
فَلَقَدْ تَرَكْتِ صَغِيْرَةً مَرْحُوْمَةً	لَمْ تَدْرِ مَا جَزَعٌ عَلَيْكِ فَتَجْزَعُ

یعنی اے میری پیاری بیوی جسے میں کھو بیٹھا ہوں۔ تم پر اللہ تعالیٰ کی وہ خاص رحمت ہو۔ جسکا نام صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ تم ایک ویران جگہ میں مدفون ہو۔ جو تمہارے مناسب حال نہیں ہے اور اسلئے کہ تم ایک معصوم اور قابل رحم بچی چھوڑ گئی ہو۔ جسے اپنے درد کا اظہار کرنا بھی نہیں آتا۔ درحقیقت لفظ صلوٰۃ کا تعلق مستقبل کی بہتری سے ہے۔ جیسا کہ حماسہ کے ایک اور شعر سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ جو یہ ہے:۔

صَلَّى الْإِلٰهُ عَلٰى صَفِيِّيْ مُدْرِكٍ	يَوْمَ الْحِسَابِ وَمَجْمَعِ الْأَشْهَادِ

یعنی اللہ میرے چیدہ دوست مدرک پر قیامت کے روز خاص رحمت کرے۔ جب گواہ جمع ہونگے

سنت نبویہ کی رو سے مسیح موعودؑ پر تصریح کیساتھ درود بھیجنا بھی ضروری ہے

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجا جائیگا۔ تو بالضرور اسمیں آپ کی تمام آل پر یعنی ہر ایک مومن پر اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی درود ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مذکورہ بالا طریق عمل اور تعلیم بتاتی ہے۔ کہ اس اجمالی درود پر ہی کفایت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ تفصیلی طور پر بھی تمام آل نبوی پر عموماً اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خصوصاً درود بھیجنا چاہیئے۔

ہر بار درود میں آل نبوی پر تصریح سے درود بھیجنا ضروری نہیں

ہاں یہ ضروری نہیں

کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ تو اسمیں آپ کی تمام آل پر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی درود بھیجا جائے۔ بلکہ عام حالات میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے درود بھیجنا بھی کافی ہوتا ہے۔ جس پر نہ صرف تعالیٰ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی شاہد ہے۔ یعنی کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ گزیں ہوئے قلعہ ہند میں"۔ "آج ہمارے گھر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ عزت اور سلامتی"۔

حضرت مسیح موعودؑ پر درود بھیجنے کی دو صورتیں

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر درود بھیجتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مستقل الفاظ میں درود بھیجنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ درود میں آلِ مُحَمَّدٍ یا خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ پڑھ کر اسمیں حضور پر بھی درود بھیجنے کی نیت کر لی جائے۔ اور دوسری یہ کہ درود میں مسیح موعود کا لفظ بھی بڑھا لیا جائے۔ اور ان دونوں صورتوں میں آپ پر درود بھیجنے کی آپ نے جماعت کو تعلیم دی ہے۔ جس کے متعلق چند روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ اگر درود شریف کے الفاظ میں وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہتے وقت مجھ پر درود بھیجنے کی نیت کر لی جائے۔ تو اسطرح سے اسمیں مجھ پر درود بھی آجاتا ہے۔ اور حکیم مولوی محمد الدین صاحب ساکن سابق گوجرانوالہ حال قادیان نے میرے پاس ذکر کیا۔ کہ یہی بات میں نے خود حضورؑ کی زبان مبارک سے یا حضورؑ کی مجلس میں یا حاضرین میں سے کسی کے واسطہ سے سنی تھی۔ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ ایکدفعہ حضرت مولنا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا ہے

اور اسمیں اٰلِ مُحَمَّدٍ کا لفظ کہتے وقت حضور پر درود بھیجنے کی نیت کرلیتا رہا ہوں۔ کیا میں نے یہ درست کیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہاں درست کیا ہے۔ اور حافظ محمد ابراہیم صاحب (نابینا) امام مسجد محلہ دارالفضل قادیان نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ ایکدفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور پر درود کسطرح بھیجا جائے۔ جس کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ اٰلِ مُحَمَّدٍ کا لفظ کہتے وقت مجھپر درود بھیجنے کی نیت کرلی جائے۔ اس طرح سے مجھکو بھی درود پہنچ جائیگا۔ اور مکرمی مولوی ذوالفقار علی خانصاحب رامپوری نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں نے بھی ایک دفعہ یہی سوال حضور کی خدمت میں کیا تھا۔ اور حضور نے مجھے بھی اسکا یہی جواب ارشاد فرمایا تھا۔ اور پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ ایکدفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوی مسیحیت و مہدویت کے اوائل ایام میں حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا حضور پر درود بھیجنے کے لئے درود پڑھتے وقت اٰلِ مُحَمَّدٍ کہتے ہوئے حضور پر درود بھیجنے کی نیت کرلی جائے۔ فرمایا۔ ہاں یہ لفظ کہتے وقت مجھپر درود کی نیت بھی کرلی جائے۔

(۲) حضرت صاحبزادہ میرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ وایدہ۔ فرزند اکبر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے توسط سے میرے دریافت کرنے پر حضرت ام المؤمنین (رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہم) نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے ایکدفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا تھا۔ کہ آپ پر درود کن الفاظ میں بھیجا جائے۔ جس پر حضور نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اور میاں محمد اسماعیل صاحب مالیرکوٹلوی مہاجر جلد ساز قادیانی (والد میاں عبداللہ صاحب جلد ساز) نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ جب میں نے ۱۹۰۲ء میں قادیان میں آکر حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو اسکے بعد اسی مجلس میں ایک دوست نے حضور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا۔ کہ حضور پر درود

کس طرح بھیجا جائے۔ جس پر حضور نے ان الفاظ میں درود بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ میاں محمد اسماعیل صاحب نے اس کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا۔ کہ اس وقت سے میں انہی الفاظ میں درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔

نوٹ:۔ میاں احمد دین صاحب زرگر قادیان نے میرے پاس بیان کیا ہے۔ کہ ایکدفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں فرمایا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی سچائی کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کا خلیفہ ہونے کا اسقدر یقین تھا۔ کہ جب ایک شخص نے حضور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا۔ کہ حضور پر درود کسطرح بھیجا جائے۔ تو حضور نے درود کے جو الفاظ بتائے ان میں تصریح سے اپنا ذکر کرنے کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کے خلفاء کا لفظ رکھا۔ اور اسی کو کافی سمجھا۔ اور درود کے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی خُلَفَاءِ مُحَمَّدٍ۔ اور فرمایا۔ کہ خلفاء کے لفظ میں ہم بھی آجاتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضور کے اس ارشاد سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور کو اپنے آلِ محمد رسول اللہ اور خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم ہونے پر کامل یقین تھا۔ بلکہ اس سے اس وحی الٰہی کی بھی عملی طور پر تفسیر ہوتی ہے کہ "قُلْ اُجَرِّدُ نَفْسِیْ مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴)

(۳) حضرت مولوی عبد الستار صاحب مہاجر کابلی رضی اللہ عنہ (یکے از شاگردان حضرت شاہزادہ مولانا عبد اللطیف صاحب کابلی شہید رضی اللہ عنہ) نے میرے پاس بیان کیا۔ کہ مولوی غلام محمد خانصاحب احمدی مہاجر متوطن علاقہ خوست (کابل) نے ایکدفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس مضمون کا عریضہ لکھا تھا۔ کہ حضور پر درود کسطرح بھیجا جائے جسکا جواب حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر بھیجا تھا۔ اور اسمیں حضور نے آپ پر درود بھیجنے کے لئے یہ الفاظ لکھے تھے۔ (یہ روایت الفضل جلد ۲ نمبر ۶ میں بھی مختصراً شائع ہو چکی ہے) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ (طالب دعا خاکسار محمد اسماعیل عفی عنہ)

مدحِ نبوی از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ دامت برکاتہم

السلام اے ہادیٔ راہِ ہدیٰ جانِ جہاں — والصلوٰۃ اے خیرِ مطلق اے شہِ کون و مکاں

تیرے ملنے سے ملا ہم کو وہ مقصودِ حیات — تجھ کو پا کر ہم نے پایا "کامِ دل" آرامِ جاں

آپ چل کر تو نے دکھلا دی رہِ وصلِ حبیب — تو نے بتلایا کہ یوں ملتا ہے یارِ بے نشاں

ہے کشادہ آپ کا بابِ سخا سب کے لئے — زیرِ احساں کیوں نہ ہوں پھر مرد و زن پیر و جواں

تشنہ روحیں ہو گئیں سیراب تیرے فیض سے — علم و عرفانِ خداوندی کے بحرِ بے کراں

ایک ہی زینہ ہے اب بامِ مرادِ وصل کا — بے چلے تیرے سلے ممکن نہیں۔ وہ دلستاں

تو وہ آئینہ ہے جس نے منہ دکھایا یار کا — جسمِ خاکی کو عطا کی روح اے جانِ جہاں

تا قیامت جو رہے تازہ تیری تعلیم سے — تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں

ہے یہی ماہِ حسیں جس پر زوال آتا نہیں — ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں بادِ خزاں

"کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں" — خوب فرمایا یہ نکتہ مہدیٔ آخر زماں

یہ دعا ہے میرا دل ہو اور تیرا پیار ہو — میرا سر ہو اور تیرا پاک سنگِ آستاں

الفاظ درود شریف کے متعلق ایک اور روایت

مکرمی چودھری عالم علی صاحب نے میرے پاس بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میں . . . . درود شریف ان الفاظ میں پڑھا کروں جس پر حضور نے مجھے یہ الفاظ ارشاد فرمائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اور اس وقت سے میں انہی الفاظ میں درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ..

[illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible]

سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن)

بدرگاہِ ذی شانِ خیر الانام
شفیع الوریٰ مرجعِ خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہِ کونین عالی مقام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلقِ کامل زہے حسنِ تام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے
شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیاں کردیئے سب حلال اور حرام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

مقدس حیات اور مطہر مذاق
اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہاں گیر یکراں براق
کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام

علمدارِ عُشّاق ذاتِ یگاں
سپہدارِ افواجِ قدوسیاں
معارف کا اک قلزمِ بے کراں
افاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَام